تصحیح واضافہ شدہ ایڈیشن

سل تعط

یعنی

مانگتا جا-لیتا جا

مؤلف

حضرت مولانا مجتبیٰ بن مولانا احمد لولات صاحب رویدروی

شیخ الحدیث دارالعلوم ہدایت الاسلام عالی پور

ادعیۂ رسول ﷺ، صحابہؓ، تابعین اور اسلافؒ کے مستند مجربات کی روشنی میں

ناشر

دارالإرشاد والإعلام

عالی پور گجرات

فون نمبر: ۹۴۲۸۱۷۹۶۰۰-۹۶۸۷۵۴۸۱۲۶-۰۲۶۳۴۲۳۷۳۸۷

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب : سل تعط (یعنی) مانگتا جا — لیتا جا

مرتب : مجتبیٰ بن مولانا احمد لولات صاحب رویدروی

تعداد اشاعت : ۲۲۰۰

اشاعت اول : شعبان المعظم ۱۴۳۰ھ جولائی ۲۰۰۹ء

اشاعت ثانی : ربیع الآخر ۱۴۳۱ھ مارچ ۲۰۱۰ء

اشاعت ثالث : ۱۴۳۲ھ ۲۰۱۱ء

اشاعت رابع : ۱۴۳۲ھ ۲۰۱۱ء

اشاعت خامس : ۱۴۳۳ھ ۲۰۱۲ء

اشاعت سادس : ۱۴۳۴ھ ۲۰۱۳ء

اشاعت سابع : ۱۴۳۷ھ ۲۰۱۶ء

کمپوزنگ : محمد شمیم اختر قاسمی (دیوگھر)

سیٹنگ : محمد اسامہ بن مظہر (دُمکا)

ناشر : دار الإرشاد والإعلام

فہرست

نمبر شمار	عناوین	صفحہ نمبر
۱	مقدمہ: مفسرِ قرآن حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب دامت برکاتہم	۱۱
۲	کلماتِ بابرکت: حضرت اقدس مفتی عبداللہ صاحب دامت برکاتہم	۱۶
۳	کلماتِ دعائیہ: حضرت مولانا احمد صاحب ٹنکاروی دامت برکاتہم	۱۹
۴	عرضِ مرتب	۲۱
۵	قابلِ لحاظ امور	۲۳
۶	دیباچۂ کتاب	۲۴
۷	دعا کی کیفیت	۲۵
۸	دعا کا رکنِ اعظم	۲۵
۹	پھر انسان کی دعا کیوں کر قبول نہ ہو؟	۲۶
۱۰	انعام کا حق دار	۲۷
۱۱	منسوباتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نیتِ تجربات سے اجتناب	۲۹
	آغازِ کتاب	
۱۲	[أ] حاجات	۳۰
۱۳	﴿۱﴾ ہمہ وقت ہر قسم کے حادثات سے حفاظت کی دعا	۳۱
۱۴	تجربہ [۱]: دعا چھوٹ جانے پر لقوہ کا اثر	۳۲
۱۵	تجربہ [۲]: زہر بے اثر ہوگیا	۳۲
۱۶	تجربہ [۳]: دعا پڑھنے سے رہ گئی اور بچھو نے کاٹ لیا	۳۴
۱۷	تجربہ [۴]: دعا کی برکت سے بچھو کا تکلیف نہ پہنچانا	۳۴
۱۸	﴿۲﴾ رزق میں کشادگی کے لیے دورانِ وضو کی دعا	۳۵

۱۹	تجربہ: خاص وعام بندوں کا تجربہ........	۳۵
۲۰	﴿۳﴾غربت وتنگدستی ختم کرنے کا بے حد آسان نسخہ..........	۳۸
۲۱	تجربہ: کچھ ہی مدت میں ایک خستہ حال صحابی خوش حال ہو گئے......	۳۸
۲۲	﴿۴﴾شدید فاقہ دور کرنے اور کشادگیٔ رزق کے دو سہل ترین نسخے	۴۰
۲۳	(الف)سورۂ اخلاص کا عمل..........	۴۰
۲۴	تجربہ: ایسی برکت جس سے ہمسایہ بھی مستفیض ہونے لگے..........	۴۰
۲۵	(ب)تسبیح واستغفار کا عمل..........	۴۰
۲۶	تجربہ: روٹھی ہوئی دنیا ایسی آ گئی کہ کہاں رکھیں؟ یہی سمجھ میں نہیں آیا....	۴۱
۲۷	﴿۵﴾ادائیگیٔ قرض کی دو اہم دعائیں..........	۴۲
۲۸	(الف)دعائے حضرت ابوامامہؓ..........	۴۲
۲۹	تجربہ: بے بس کر دینے والا قرضہ ادا ہو گیا..........	۴۲
۳۰	(ب)دعائے حضرت عائشہؓ..........	۴۳
۳۱	تجربہ: باپ بیٹی؛ ہر ایک کا عجیب وغریب ذاتی تجربہ..........	۴۳
۳۲	﴿۶﴾اہل ومال کی حفاظت اور مقصد میں کامیابی کی دعا..........	۴۵
۳۳	تجربہ[۱]: اللہ کے یہاں رکھی ہوئی امانت جوں کی توں واپس مل گئی...	۴۵
۳۴	تجربہ[۲]: اٹکا ہوا کام بآسانی حل ہو گیا..........	۴۷
۳۵	﴿۷﴾چور، ڈاکو وغیرہ سے حفاظت کی دعا..........	۴۸
۳۶	تجربہ: امداد کے لیے چوتھے آسمان سے فرشتہ اتر آیا..........	۴۹
۳۷	﴿۸﴾چوری، ڈکیتی وغیرہ سے حفاظت کی دعا..........	۵۲
۳۸	تجربہ: چوری کا مال اٹھایا تو دروازہ بند اور واپس رکھا تو کھلا پایا..........	۵۲
۳۹	﴿۹﴾سفر میں خوش حالی میسر آنے کی دعا..........	۵۴
۴۰	تجربہ: حضرت جبیر بن مطعمؓ کی حالت بہتر ہو گئی..........	۵۴
۴۱	﴿۱۰﴾بامراد وبسلامت سفر سے واپسی کی دعا..........	۵۶
۴۲	تجربہ: حضراتِ صحابہ کی، خطیر مالِ غنیمت کے ساتھ بسلامت واپسی....	۵۶

۴۳	﴿۱۱﴾ مصیبت زدہ پر نظر پڑے، اس وقت کی دعا	۵۷
۴۴	تجربہ: باکمال اکلوتی بیٹی پر کینسر کا خدشہ غلط ثابت ہوا	۵۷
۴۵	﴿۱۲﴾ متعینہ وقت پر بیدار ہونے کا عجیب نسخہ	۶۰
۴۶	تجربہ: راویٔ حدیث اور مشہور و معروف قاری کا مشاہدہ	۶۲
۴۷	﴿۱۳﴾ حفظِ قرآن اور قوتِ حافظہ میں اضافہ کی دعا	۶۳
۴۸	تجربہ: حضرت علیؓ کی شکایت دور ہوئی	۶۴
۴۹	﴿۱۴﴾ دین و دنیا کی ہر خیر کا مجرب ترین نسخہ: آبِ زمزم	۶۷
۵۰	تجربہ[۱]: پندرہ دن تک بغیر غذا کے رہے	۶۷
۵۱	تجربہ[۲]: پیشاب کی حاجت دور ہوگئی	۶۸
۵۲	تجربہ[۳]: زبان کی لکنت جاتی رہی	۶۸
۵۳	تجربہ[۴]: حضرت امام شافعیؒ کی تین حاجتیں	۶۹
۵۴	۲ نہایت شدید ضروریات	۷۰
۵۵	﴿۱۵﴾ مہلکات اور ظلم سے حفاظت و نجات	۷۱
۵۶	تجربہ[۱]: حجاج بن یوسف جیسا ظالم بھی کچھ نہ بگاڑ سکا	۷۱
۵۷	تجربہ[۲]: قتل سے حفاظت اور باعزت رہائی	۷۲
۵۸	تجربہ[۳]: رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تلقین پر عمل کرنے سے نجات پائی....	۷۲
۵۹	﴿۱۶﴾ ظالم و جابر کی ہر اذیت سے محفوظ رہنے کی دعا	۷۴
۶۰	تجربہ: ظالم و گستاخ حجاج حضرت انسؓ کا کچھ بگاڑ نہ سکا	۷۵
۶۱	﴿۱۷﴾ دشمن کی نظروں سے پوشیدہ رہنے کا زوداثر نسخہ	۸۰
۶۲	تجربہ[۱]: ایک ہی راستے پر قریب سے گزرنے کے باوجود دیکھ نہ سکے.	۸۱
۶۳	تجربہ[۲]: بدن سے بدن لگتا رہا پھر بھی نہ پکڑ سکے	۸۱
۶۴	تجربہ[۳]: پکڑنے والے آگے نکل گئے	۸۱
۶۵	﴿۱۸﴾ دشمن پر غلبہ پانے کا نسخہ	۸۳
۶۶	تجربہ[۱]: دشمنوں کو فرشتوں کے ذریعے چاروں سمت سے مارلگنا......	۸۳

٦٧	تجربہ[۲]: علامہ ابن تیمیہؒ کی تلقین اور بادشاہِ وقت کی کامیابی..........	٨٣
٦٨	﴿۱۹﴾ دشمن کی اذیت وتکلیف سے حفاظت کی دعا............	٨٤
٦٩	تجربہ[۱]: دشمن ایک دوسرے کو اشارہ کرتے رہے، مگر بال بیکا نہ کر سکے	٨٤
٧٠	تجربہ[۲]: شریروں کے ٹولے سے نجات................	٨٦
٧١	﴿۲۰﴾ جانور یا انسان کے گم ہوجانے اور ویران مقامات پر غیبی نصرت کا ایک اِکسیر نسخہ	٨٧
٧٢	تجربہ: دریائی طوفان سے نجات مل گئی................	٨٨
٧٣	﴿۲۱﴾ ناگہانی حوادث سے بچنے کی دعا............	٨٩
٧٤	تجربہ: بھڑکتی ہوئی آگ گھر تک پہنچی اور بجھ گئی................	٨٩
٧٥	﴿۲۲﴾ بے قراری اور خطرہ دور کرنے کا عجیب نسخہ...........	٩١
٧٦	تجربہ: پریشان کن حالات بالکل کافور ہوگئے اور دشمنوں......	٩١
٧٧	﴿۲۳﴾ قید وبند سے رہائی دِلانے والی دعا............	٩٣
٧٨	تجربہ: بیڑیاں خود بہ خود کھل گئیں................	٩٣
٧٩	﴿۲۴﴾ مددِ الٰہی حاصل کرنے کی مختصر دعا............	٩٧
٨٠	تجربہ: ساتویں آسمان کے فرشتہ کے ذریعے فوری مدد................	٩٧
٨١	﴿۲۵﴾ فی الفور حاجت پوری ہونے کی دعا............	٩٩
٨٢	تجربہ[۱]: نابینا صحابی بینا ہوگئے................	٩٩
٨٣	تجربہ[۲]: بے رخی، توجہ اور عنایتِ خاص سے بدل گئی................	١٠٠
٨٤	﴿۲۶﴾ مصیبت پر اجر اور نعم البدل ملنے کی دعا............	١٠٢
٨٥	تجربہ: حضرت ام سلمہؓ کو اِس دعا کی برکت سے دونوں جہاں کے........	١٠٢
٨٦	﴿۲۷﴾ نیند نہ آنے اور اس میں گھبراہٹ (چونکنے) کے دو اہم علاج.	١٠٤
٨٧	(الف) جامع کلمات کے طفیل پناہ چاہنا................	١٠٤
٨٨	تجربہ: صحابیؓ کی گھبراہٹ جاتی رہی................	١٠٤
٨٩	(ب) دعائے حضرت زید بن ثابتؓ................	١٠٥

۹۰	تجربہ: حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی تکلیف دور ہوگئی	۱۰۵
۹۱	﴿۲۸﴾ برے خواب کے نقصان سے حفاظت	۱۰۶
۹۲	تجربہ: صحابی اور تابعی؛ دونوں کی برے خواب سے نجات	۱۰۶
۹۳	۳ جسمانی امراض	۱۰۸
۹۴	﴿۲۹﴾ بخار جھاڑنے کا اِکسیر نسخہ	۱۰۹
۹۵	تجربہ: پلک جھپکتے ہی اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بخار ختم ہوگیا	۱۰۹
۹۶	﴿۳۰﴾ پیشاب کی رُکاوٹ اور پتھری دور کرنے کی دعا	۱۱۰
۹۷	تجربہ: دعا پڑھتے ہی پیشاب ہونے لگا	۱۱۰
۹۸	﴿۳۱﴾ دردِ سر دور کرنے کی دعا	۱۱۲
۹۹	تجربہ: کامیاب تجربہ کے بعد متعلقین کو بھی تاکید و تلقین	۱۱۲
۱۰۰	﴿۳۲﴾ پاؤں کی تکلیف دور کرنے کی دعا	۱۱۴
۱۰۱	تجربہ: سات مرتبہ دعا پڑھ کر دم کرتے ہی تکلیف ختم ہوگئی	۱۱۴
۱۰۲	﴿۳۳﴾ ڈاڑھ اور دانت کا درد دور ہونے کی دو اہم دعائیں	۱۱۵
۱۰۳	(الف) دعائے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت	۱۱۵
۱۰۴	تجربہ: حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے ڈاڑھ کی تکلیف دور ہوگئی	۱۱۵
۱۰۵	(ب) اللہ کی ذات و صفات کے طفیل دعا مانگنا	۱۱۶
۱۰۶	تجربہ: حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے دانت کا درد دور ہوگیا	۱۱۶
۱۰۷	﴿۳۴﴾ ہر قسم کا (زخم، پھوڑے پھنسی وغیرہ کا) درد ختم کرنے کی دعا مع طریقہ	۱۱۸
۱۰۸	تجربہ[۱]: مدتوں کا درد ختم ہوگیا	۱۱۸
۱۰۹	تجربہ[۲]: درد بالکل جاتا رہا	۱۱۹
۱۱۰	﴿۳۵﴾ جلے ہوئے حصے کی شفایابی کی دعا	۱۲۰
۱۱۱	تجربہ: جلا ہوا ہاتھ ٹھیک ہوگیا	۱۲۰
۱۱۲	﴿۳۶﴾ پھوڑے پھنسیوں کا علاج	۱۲۲

۱۱۳	تجربہ: ام المؤمنین حضرت زینب بنت جحشؓ کی پھنسی پھوٹ گئی........	۱۲۲
۱۱۴	﴿۳۷﴾ دمّل، آبلے اور گانٹھ کو مٹانے کا علاج........	۱۲۳
۱۱۵	تجربہ: حضرت اسماءؓ کی گردن اور چہرے کی گانٹھ دو تین میں جاتی رہی..	۱۲۳
۱۱۶	﴿۳۸﴾ نظر بد دور کرنے کا وظیفہ........	۱۲۵
۱۱۷	تجربہ: دونوں نواسوں کی نظر آناً فاناً دور ہوگئی اور کھیلنے لگ گئے........	۱۲۵
۱۱۸	﴿۳۹﴾ زہر کا اثر نہ ہونے کی دعا........	۱۲۸
۱۱۹	تجربہ: زہر بے اثر ہوگیا........	۱۲۸
۱۲۰	﴿۴۰﴾ زہر دور کرنے کے دو علاج........	۱۳۰
۱۲۱	(الف) بسم اللہ شجۃ والا عمل........	۱۳۰
۱۲۲	تجربہ: زہریلا اثر دعا کی برکت سے ختم ہوگیا........	۱۳۱
۱۲۳	(ب) نمک پانی والا علاج........	۱۳۲
۱۲۴	تجربہ: زہریلے جانور کے ڈسنے پر ایک آسان علاج........	۱۳۲
۱۲۵	﴿۴۱﴾ ہر قسم کے مریض پر دم کرنے کی دعا........	۱۳۳
۱۲۶	تجربہ دم بدم میں بیماری جاتی رہی........	۱۳۳
۱۲۷	﴿۴۲﴾ جملہ امراض کے لیے ایک آسان اور مشہور طریقہ........	۱۳۴
۱۲۸	تجربہ: دم کیا کہ مرگزیدہ سردارِ قوم ٹھیک ہوگیا........	۱۳۴
۱۲۹	﴿۴۳﴾ دنیا و آخرت میں بہتری کے لیے ایک مقبول دعا........ [لاعلاج بیماری کے لیے بھی مجرب]	۱۳۵
۱۳۰	تجربہ: چوزے کی طرح کمزور کردینے سے مرض سے شفایابی........	۱۳۶
۱۳۱	﴿۴۴﴾ لاعلاج امراج کا روحانی علاج........	۱۳۸
۱۳۲	تجربہ: کان میں یہ آیات پڑھتے ہی بیمار فوراً ٹھیک ہوگیا........	۱۳۹
۱۳۳	﴿۴۵﴾ نسیان کا علاج........	۱۴۰
۱۳۴	تجربہ: حضرت عثمان بن ابی العاصؓ کا مرضِ نسیان دور ہوگیا........	۱۴۰

۱۳۵	④ جن، جادو اور آسیبی پریشانیوں کا علاج	۱۴۱
۱۳۶	﴿۴۶﴾ منزل (مخصوص آیات) کے ذریعے تمام قسم کے آسیبی اثر و جادو سے حفاظت	۱۴۲
۱۳۷	تجربہ: دم کرتے ہی آسیبی اثر ختم ہوگیا........	۱۴۲
۱۳۸	﴿۴۷﴾ ابلیس اور اس کی فوج کی ہر شرارت (جادو، آسیب) سے حفاظت کے لیے........	۱۴۴
۱۳۹	تجربہ: تین تین مردہ شیطان کا بھیجا ہوا دستہ حضرت عروہؓ........	۱۴۴
۱۴۰	﴿۴۸﴾ جن وغیرہ سے حفاظت کی دو اہم دعائیں........	۱۴۸
۱۴۱	(الف) کامل کلمات کے طفیل پناہ چاہنا........	۱۴۸
۱۴۲	تجربہ: شیر جیسی بہادری و قوت حاصل ہوگئی........	۱۴۸
۱۴۳	(ب) بسم اللہ محمد رسول اللہ والاعمل........	۱۵۰
۱۴۴	تجربہ: اے دشمنِ خدا! تو دور ہو........	۱۵۰
۱۴۵	﴿۴۹﴾ شیطان سے حفاظت کا آسان ہتھیار: آیت الکرسی........	۱۵۲
۱۴۶	تجربہ[۱]: حضرت ابو ہریرہؓ نے شیطان کو چوری کرتے پکڑ لیا........	۱۵۲
۱۴۷	تجربہ[۲]: حضرت عمرؓ نے شیطان کو دو دو مرتبہ دے پچھاڑا........	۱۵۴
۱۴۸	﴿۵۰﴾ جن و شیاطین کی خطرناک سازشوں کا فیصلہ کن علاج: اذان..	۱۵۶
۱۴۹	تجربہ[۱]: جنات کی شرارت اور بے قابو آگ پر قابو پانا........	۱۵۶
۱۵۰	تجربہ[۲]: تھوڑی ہی دیر میں بے قابو آگ بجھ گئی........	۱۵۷
۱۵۱	⑤ متفرقات	۱۵۸
۱۵۲	﴿۵۱﴾ وسوسہ دور کرنے کا علاج........	۱۵۹
۱۵۳	تجربہ: حاکم طائف جلیل القدر صحابی کا وسوسہ دور ہوگیا........	۱۵۹
۱۵۴	﴿۵۲﴾ غیرت کا علاج........	۱۶۱

۱۵۵	تجربہ: سبحان اللہ! عورت کی شدتِ غیرت ختم ہوگئی	۱۶۱
۱۵۶	﴿۵۳﴾ فتنۂ دجال اور جملہ بلیات سے حفاظت	۱۶۳
۱۵۷	تجربہ: خطرناک ایکسیڈنٹ میں جان وجسم کی حفاظت	۱۶۴
۱۵۸	﴿۵۴﴾ مغفرت کی کامیاب سفارش	۱۶۶
۱۵۹	تجربہ: سورۂ مبارکہ نے حجت کرکے فتنۂ قبر سے بچالیا	۱۶۶
۱۶۰	**ختامہ مسك:** تادمِ حیات مصیبتِ عظمیٰ سے نجات	۱۶۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

مفسرِ قرآن حضرت مولانا عبد الرحیم صاحب دامت برکاتہم

(استاذ حدیث وتفسیر جامعہ اشاعت العلوم اکل کوا)

اسلام ایک ہمہ گیر اور ہمہ جہت مذہب ہے، یہ نہ صرف انسان کو اپنے خالق و مالک کی پہچان کراتا ہے؛ بلکہ شب وروز کے ہر لمحے میں اس سے اپنا رشتہ استوار رکھنے کا طریقہ بھی بتاتا ہے، یہی وہ مذہب ہے جو انسان کو کائنات کی تمام مخلوقات سے بالا اور برتر ہونے کا اعزاز عطا کرتا ہے، انسان کو انسانیت کی معراج کا تحفہ عطا کرتا ہے اور دعا ومناجات کی شکل میں اسے اپنے ماویٰ وملجاء رب ذو الجلال سے ملا کر ہم کلامی کا شرف بخشتا ہے۔

اللہ پاک نے انسان کو سب سے بہتر مخلوق کی حیثیت سے پیدا فرما کر اس میں ذہانت وذکاوت، علم ومعرفت، تدبر وتفکر، فکر وعمل اور خود شناسی وخدا شناسی کا جوہر ودیعت فرمایا ہے اور اسے بتایا، کہ پوری کائنات کا ذرہ ذرہ رب کائنات کی عظیم حکمت بالغہ کے تحت وجود پذیر ہوا ہے، سب میں اس کی ربوبیت کا کرشمہ کار فرما ہے، زمین وآسمان کی تخلیق اور شب وروز کے اختلاف میں اس کی جلوہ گری نمایاں ہے، جس میں غور وفکر انسان کی عقل کو جِلا اور اس کے قلب کو بصارت فراہم کرے گا، اور اسے رب کریم سے ہمہ وقت لو لگائے رکھنے کی ترغیب دیتا رہے گا، قرآن کریم کہتا ہے: ﴿إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ ﴿١٩٠﴾﴾

کائنات کا سارا نظام، اِحتیاج کے سسٹم پر قائم ہے، مخلوقات میں ہر کوئی ایک دوسرے کا محتاج ہے، ہر شئ کی حقیقت اس کی ضد سے پہچانی جاتی ہے، تتبين الأشياء بأضدادها.

اگر زمین کی پستی نہ ہوتی، تو آسمان کی بلندی بے کار تھی، اگر سورج کی تابانی نہ ہوتی تو چاند کی ضیا پاشی ممکن نہ ہوتی، اور پھر آفتاب کی عظمت کو کون پوچھتا؟ اگر دھوپ کی گرمی نہ ہوتی تو چھاؤں کی ٹھنڈک کا کون متلاشی ہوتا؟ اگر پیاس کی شدت نہ ہوتی تو سیرابی کی لذت کون محسوس کرتا؟ اگر بھوک کی بے تابی نہ ہوتی تو آسودگی کا مزہ کون لیتا؟ اگر جہل نہ ہوتا تو عالم کا علم بے فائدہ رہ جاتا؟ اگر مرض نہ ہوتا تو طبیب کی حذاقت بے سود رہ جاتی، اگر غربت نہ ہوتی تو راہِ ثروت کو کون منہ لگاتا؟ اگر ضرورت نہ ہوتی تو غنا کا کیا کام رہ جاتا؟ غرض کائنات کی آفاقی دنیا ہو یا انسان کی انفسی دنیا، مخلوق خواہ حقیر ہو یا عظیم، ظاہری ہو یا باطنی، حسی ہو یا معنوی؛ ہر ایک کا نظام ایک دوسرے کے احتیاج پر قائم ہے۔

نہیں ہے چیز نکمی کوئی زمانے میں
کوئی برا نہیں قدرت کے کارخانے میں

مخلوق کی فطرت ہی محتاج ہونے کی ہے اور خالق ہر احتیاج سے پاک ہے، مخلوق منگتی ہے اور خالق داتا، وہ صمد ہے ہر ایک سے بے نیاز ہے؛ مگر ہر ایک کی نیاز اس سے قائم ہے، وہ ہر ایک کی فریاد سنتا ہے اور ہر ایک کی مراد پوری کرتا ہے، دنیا دار الاسباب ہے اور دنیا کا خالق مسبب الاسباب، اس سے مدد مانگے بغیر کوئی بھی کام نہیں ہوسکتا، تدبیر کے ساتھ اس پر توکل ایمان کا تقاضہ ہے، وہ اپنے بندوں کو عزم کے ساتھ توکل کی تلقین کرتا ہے، ارشاد ہے ﴿فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللهِ﴾ انسان مانگنے پر چیں بجبیں ہوتا ہے، اور وہ نہ مانگنے پر ناراض ہوتا ہے، اس کی شان سب سے نرالی ہے، وہ کہتا ہے ﴿اُدْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ﴾ لہٰذا بندہ جب اپنے معبودِ حقیقی سے دعاء کرتا ہے، اس سے جب اپنی ضرورت کا سوال کرتا ہے، تو گویا وہ اپنے معبود کی قدرت مطلقہ کا اعتراف کرتا ہے، اور اسکے مشکل کشا، حاجت روا ہونے پر یقین رکھتا ہے، جس سے اس معبودِ برحق کی غیرت جوش میں آتی ہے اور وہ اپنے بندے کی ہر پکار پر لبیک کہتا ہے، اور اپنی حکمت ومصلحت کے پیشِ نظر یا تو بعینہ اس کی مانگ پوری کردیتا ہے، یا کسی بڑی بلا سے نجات عطا کرتا ہے، یا اس کی دعا کو آخرت کے لئے ذخیرہ بنا دیتا ہے،

غرض اسکے در کا بھکاری کبھی محروم نہیں رہتا۔

در در نہ پھرو اس درِ رحمت کو چھوڑ کر
اس در کا بھکاری کوئی محروم نہیں ہے

موجودہ مادی ترقی یافتہ دور میں سائنس کے متوالوں نے بھی دعا کی تاثیر کو تسلیم کیا ہے؛ کیوں کہ تجربہ سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ کسی مشکل سے نجات کے لئے ایک تدبیر کبھی کامیاب ہوتی ہے اور کبھی وہی تدبیر ناکام ہو جاتی ہے، جس کا راز یہی ہے کہ جس تدبیر میں دعا و توکل کی باطنی قوت شامل رہی، وہ مؤثر ثابت ہوئی اور جو اس باطنی قوت سے خالی رہی، وہ ایک پھس پھسی تدبیر بن کر رہ گئی۔ایک دوا ایک مریض کے لیے مؤثر ثابت ہوئی وہیں دوسرے کے لیے غیر مؤثر، چنانچہ ماہرین کو ماننا پڑا کہ دوا کی تاثیر دعا کی محتاج ہوتی ہے، دوا اس وقت تک اپنا اثر نہیں دکھا سکتی، جب تک دوا کے اثرات کا خالق اس میں اثر انگیزی کی قوت نہ پیدا کر دے۔

تو جو چاہے ضرر کچھ نہ زہر کا بھی
تو نہ چاہے دوا کو بھی بے اثر کر دے

واقعہ ہے: ضلع اعظم گڑھ کے ایک علاقہ میں ایک طبیب ہر قسم کے مریض کو ایک ہی دوا دیتا تھا، اور سب کو شفا ہو جاتی تھی، جب اس سے اس کا راز دریافت کیا گیا تو اس نے بتایا کہ: شفا دینے والی ذات اللہ کی ہے، میں شفایابی کے لیے اس سے گڑگڑا کر دعا کرتا ہوں تو ایک ہی دوا سب کے لئے مفید اور مؤثر ثابت ہو جاتی ہے۔آج کے تحقیقی دور کا تحقیقی تجربہ صدیوں پہلے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد مبارک ''الدعاء سلاح المؤمن'' کی بیّن تفسیر بن چکا ہے، کہ رزم ہو یا بزم، تنگی ہو یا فراخی، عافیت ہو یا بلا، امن ہو یا فتنہ، ہر جگہ ہر وقت، ہر حال میں دعا، مؤمن کے لیے ایک کارگر ہتھیار اور پُر اثر اور انمول اکسیر ثابت ہوتی ہے، سب کو شفا ہو جاتی ہے، اس سے دشمنوں پر فتح اور دوستوں کی گرویدگی، نعمتوں کی حفاظت اور مصیبتوں سے نجات، امن کا حصول اور فتنے سے بچاؤ نصیب ہوتا ہے، دعا کرنے والا

بانصیب ہوتا ہے، اور دعا سے محروم رہنے والا بے نصیب ہوتا ہے۔

عام ہیں اس کے تو الطاف شہیدیؔ سب پر
تجھ سے کیا ضد تھی اگر تو کسی قابل ہوتا

زیرِ نظر کتاب ''مانگتا جا لیتا جا'' ایک انتہائی مفید اور پر لطف تصنیف ہے، یہ جہاں اپنے ظاہری سرورق کے اعتبار سے بڑی جاذب نظر اور دل کش ہے، وہیں باطنی مضامین ومواد کے اعتبار سے ہر مرض کی دوا اور روح کی غذا ہے؛ کیوں کہ یہ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعاؤں کے مہکتے پھولوں کا حسین گلدستہ ہے، جس میں زخمی دلوں کے لیے زود اثر مرہم ہے، دشمن سے حفاظت کے لیے وظیفہ ہے۔ کتاب کیا ہے؟ ہر پریشانی کا حل، قرض کی ادائیگی، وسوسے کا ازالہ، مالی مشکلات سے نجات، جسمانی امراض سے شفا، گویا بندے کا اپنے رب کریم سے کنکشن قائم کرنے کا شارٹ سسٹم اور اس کی نصرت ورحمت کھینچ لانے کا طاقتور مقناطیس!

انسان بڑا ظلوم وجہول ہے، وہ غیب سے زیادہ مشاہدہ اور خبر سے زیادہ معاینہ پر یقین رکھتا ہے ''لیس الخبر کالمعاینۃ'' لہٰذا انسان اپنے فطری اور نفسیاتی تقاضے سے کوئی ایسی دعا، ایسا وظیفہ چاہتا ہے، جو مجرب ہو، جس پر کوئی تجرباتی واقعہ شاہد عدل ہو، انسان کے اسی فطری ونفسیاتی تقاضہ کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کتاب میں ہر دعا اور وظیفہ کی فضیلت بیان کرنے کے ساتھ ساتھ اس کے مجرب ہونے پر تجرباتی اور مشاہداتی واقعات بھی پیش کردئے گئے ہیں؛ تاکہ ان واقعات سے ہر دعا اور وظیفہ کی تائید ہو جائے، اور انسان یقین کے ساتھ اسے عمل میں لانے کی طرف یکسر راغب ہو جائے، ہرچند ایسے واقعات منتشر طور پر کتابوں میں ضرور موجود ہیں، تاہم مستند حوالوں کے ساتھ یکجا طور پر کسی کتاب میں موجود نہیں، اس اعتبار سے یہ کتاب تمام ذخیرۂ کتب میں نادر ونایاب ہے، اور ہر کتب خانہ کی زینت بننے اور ہر کسی کے پڑھے جانے کے لائق ہے، اللہ پاک اس کی افادیت کو عام وتام فرمائے۔

کتاب کے مصنف عزیز القدر جناب مولانا مجتبیٰ صاحب سعادتی میرے خواہر زادہ ہیں، اور مجھے ان کے زہد وورع اور علمی لیاقت پر بے حد فخر ہے، عزیزم جواں سال، جواں عمر،

ایک جید فاضل ہیں، اور اس وقت گجرات کے مشہور مدرسہ: دارالعلوم ہدایت الاسلام عالی پور میں شیخ الحدیث کے منصب پر فائز ہیں، عزیزم کے والد بزرگوار حضرت مولانا احمد لولات رویدروی قدس سرہ ایک عالم ربانی اور خدا ترس بزرگ تھے، حضرت شیخ زکریا قدس سرہ کی خانقاہ میں اوراد و وظائف، تعویذات وعملیات اور ذکر وشغل کی تلقین کے اہم فرائض آپ ہی کے ذمہ تھے اور آج اس کی برکت ان کے ہونہار سپوت کی تصنیف کردہ اس کتاب کی شکل میں ظاہر ہو رہی ہے۔ مجھے حسن ظن ہے کہ مصنف نے ان مسنون دعاؤں کو اپنی کتاب میں صرف جمع ہی نہیں فرمایا؛ بلکہ یہ دعائیں ان کے معمولات میں بھی ضرور ہوں گی۔ اللہ پاک ہمیں بھی ان کی دعاؤں میں حصہ نصیب فرمائے اور ان کی اس بابرکت کتاب کو ان کے والد مرحوم، اساتذہ ومشائخ، دادا، دادی، نانا، نانی کے حق میں خصوصاً اور جملہ مرحومین کے حق میں عموماً ایصالِ ثواب کا ذریعہ بنائے اور خود مصنف کے حق میں یہ کتاب ذخیرہ ثابت ہو، خدا کرے یہ کتاب شوق کے ہاتھوں لی جائے، رغبت کی آنکھوں سے پڑھی جائے، اور اس کے ذریعہ ہمارے دلوں میں احساسِ عمل کی چنگاری جل اٹھے۔

احساسِ عمل کی چنگاری جس دل میں فروزاں ہوتی ہے
اُس لب کا تبسم ہیرا ہے، اُس آنکھ کا آنسو موتی ہے

(مولانا) عبدالرحیم فلاحی (دامت برکاتہم)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کلمات بابرکت

حضرت اقدس استاذ محترم مولانا مفتی عبداللہ صاحب مدظلہ العالی
(بانی وشیخ الحدیث جامعہ مظہر سعادت، ہانسوٹ)

الحمد للہ رب العالمین، والصلاۃ والسلام علی سید الأنبیاء والمرسلین اما بعد!

اللہ رب العزت نے اپنی اَن گنت حکمتوں کے پیش نظر کائنات کا نظام کچھ ایسا بنایا ہے کہ اس چرخِ فلک کے نیچے بسنے والے ہر انسان کو ناموافق حالات اور مصائب وآلام سے دوچار ہونا پڑتا ہے، اس سے نہ انبیاء کرام علیہم السلام مستثنیٰ ہیں، نہ اولیاء وصلحاء عظام، البتہ ان مشکلات ومسائل سے نبرد آزمائی اور کرب واذیت سے خلاصی کی کلید اپنی عبدیت کا اظہار اور معبودِ حقیقی کی طرف رجوع ہے؛ اس لئے محسنِ انسانیت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مناسبِ حال ایسی جامع دعائیں امت کو سکھلائی ہیں، جن کے ذریعہ ایک پریشان اور مضطرب بندہ اپنی عبدیت کا اعتراف کرتے ہوئے، مولائے حقیقی کی طرف متوجہ ہوتا ہے، اور اسکی بے پناہ رحمتوں سے اپنے دامنِ مراد کو بھر لیتا ہے، اللہ پاک کو اپنے بندہ کا یہ طرزِ عمل حد درجہ پسند آتا ہے، جبھی تو اس نے کہہ رکھا ہے: ﴿اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ﴾ (تم مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعا قبول کروں گا) قرآن کریم میں اللہ پاک نے جابجا انبیاء کرام کی ادعیۂ مستجابہ کو ذکر فرمایا ہے، محدثین کرام نے جس طرح احکام وفضائل کی روایات کو اہتمام سے نقل کیا ہے، اسی طرح انہوں نے اپنی مصنفات میں لسانِ نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے صادر ہونے والے کلماتِ دعائیہ کو اسانید معتبرہ کے ساتھ محفوظ کر دیا ہے؛ بلکہ علماء کی ایک بہت بڑی جماعت نے ان اذکار

وادعیہ پر مشتمل مستقلاً کتابیں تصنیف کیں، جن میں امام نوویؒ کی ''الأذکار''، علامہ سیوطیؒ کی ''مختصر الأذکار''، ابن الجزریؒ کی ''الحصن الحصین''، ابن السنی کی ''عمل الیوم واللیلة''، صفی الدین التلسمانی کی ''طراز الکم المذھب'' اور یوسف النبھانی کی ''ریاض الجنة'' کو خصوصی شہرت ومقبولیت حاصل ہے، اردو زبان میں بھی ایسے مجموعات اور رسائل دستیاب ہیں، جن سے بحمد للہ امت کو بڑا فیض پہنچ رہا ہے۔

مقام مسرت ہے کہ عزیزِ گرامی مولانا مجتبیٰ صاحب رویدروی (شیخ الحدیث مدرسہ ہدایت الاسلام عالی پور) نے بھی اس جانب خاص توجہ دی ہے، اور بہت محنت وجاں فشانی سے خاص انداز سے ادعیہ، اذکار اور معمولات ووظائف کو اس طرح ترتیب دیا ہے کہ پڑھنے والے کے دل میں شوق ورغبت اور ایمان واحتساب کے ساتھ عمل کا مبارک جذبہ انگڑائی لینے لگتا ہے، مرتب موصوف نے حوالہ جات اور تخریجِ احادیث کے اہتمام کے ساتھ ساتھ تجربات کو بھی ذکر کر کے قاری کے لئے مزید تسکین وتشویق کا سامان فراہم کر دیا۔

پیش رو بزرگوں کی کتابوں میں بھی ہمیں اس کے نمونے ملتے ہیں، چنانچہ حافظ ابونعیم اصفہانیؒ کی ''حلیة الاولیاء'' میں جہاں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احزاب والی دعا ''اللّٰھم إني أعوذ بنور قدمك الخ'' کو ذکر کیا ہے، وہیں یہ مشاہدہ تحریر کیا ہے کہ: ایک بار خلیفہ ہارون رشید نے رات کے وقت امام شافعیؒ کو عین حالت غضب میں طلب کیا، امام شافعیؒ نے اس دعا کا سہارا لیا تو ہارون کا غصہ جاتا رہا؛ اس لئے یہ دعا ''دعائے شافعی'' کے نام سے مشہور ہو گئی۔ (ریاض الجنة ص: ۵۱)

البتہ کسی روایت یا وِرد کے بعد مشاہدہ ذکر کرنے کا مقصد محض تشویق وتقویت ہے، اس کے ذریعہ کسی حدیث کی تصحیح مقصود نہیں ہوتی، اور اس نقطۂ نظر سے مشاہدات کا تذکرہ یقیناً فائدہ سے خالی نہیں ہے، یہ بات اس پس منظر میں قابل توجہ ہے کہ علامہ تلسمانی کی مشہور کتاب ''طراز الکم المذھب'' میں بھی ادعیہ واذکار کے ذکر کے بعد بعض مقامات پر مشاہدات بھی مذکور ہیں، جس پر ایک عرب محقق ابوعمرو الحسینی نے تیکھا تبصرہ کرتے ہوئے کہا

ہے کہ احادیث کی تقویت کے لئے منامات ومشاہدات کا سہارا لینا انتہائی غلط طرز عمل ہے۔

(مقدمۂ کتاب ص:۱۱)

لیکن معتدل نقطۂ نظر یہی ہے جسے اوپر پیش کیا گیا، اور جو ہمارے جواں سال اور جواں عزم مصنف کے بھی پیشِ نظر ہے؛ اس لئے اس میں کوئی شک نہیں کہ مؤلف محترم نے ایک مبارک ومسعود قدم اٹھایا ہے، اور مسرت بالائے مسرت یہ ہے کہ بہت کم عرصے کے وقفہ سے مصنف کی تیسری کتاب زیور طباعت سے آراستہ ہونے جارہی ہے، اللہ پاک اس کوشش کو بے انتہاء قبول فرمائے، اور ہم سب کو شرائط کی رعایت کے ساتھ ادعیہ واذکار کے اہتمام کی توفیق ارزانی کریں۔ فقط والسلام

(مفتی) عبداللہ رویدروی

جامعہ مظہر سعادت، ہانسوٹ، گجرات

کلماتِ دعائیہ

حضرت الاستاذ مولانا احمد صاحب ٹنکاروی دامت برکاتہم

(استاذ حدیث وتفسیر فلاح دارین، ترکیسر وخلیفہ حضرت مولانا قمر الزماں صاحب دامت برکاتہم)

حامداً و مصلیاً و مسلماً

آج ہر دوسرا بندہ یہ کہتا ہے کہ: کسی نے کالا کر دیا ہے، مجھے باندھ دیا ہے، میرا کام ہوتے ہوتے کنارہ پر آکر رک جاتا ہے، میری کوشش کامیاب نہیں ہوتی۔

سکون کے لئے در بدر کی ٹھوکریں کھا رہا ہے۔

''اور مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی'' کا مصداق نظر آتا ہے۔

بقولِ عارفے:- ''آہ! خزانہ گھر میں ہے؛ مگر مفلس ہے''۔

قرآن وحدیث انسانی دستور پر مشتمل ایک جامع انسائیکلوپیڈیا ہے؛ بلکہ آبِ حیات ہے، یقیناً اللہ پاک نے انسان کو مشقت میں پیدا کیا ہے، ﴿لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِيْ كَبَدٍ ۝۴﴾ مگر اس کے ساتھ نجات کی مختلف احتیاطی تدبیریں بھی مقرر فرمادی ہیں۔

بڑی خوشی کی بات ہے کہ ان حالات کے پیشِ نظر عزیز القدر مولانا مجتبیٰ صاحب زید مجدہ (شیخ الحدیث دارالعلوم ہدایت الاسلام عالی پور) نے قرآن وحدیث سے روحانی چابیاں جمع کی، اور زمانہ کی نفسیات کے مدنظر تجربات سے مجرب صورت میں پیش کیا، یہ آج کے پر محن دور میں امت کے لئے بہترین تحفہ ہے۔ میرے خیال میں یہ خزانہ مؤلف کے والد بزرگوار کی روحانیت کا عکسِ جمیل ہے۔ التماس ہے کہ کتاب گجراتی اور انگریزی لباس میں بھی ملبوس ہو۔

مؤلف زید مجدہ مستند، جید الاستعداد، عالمِ دین کی یہ قلمی کاوش قابل رشک اور لائق

صدستائش ہے،اس توفیق ایزدی پر میں مؤلف کومبارک باد پیش کرتے ہوئے دعا گو ہوں کہ اللہ پاک اس سعی جمیل کوامت کے لئے بے حد نافع بنائے۔

نوٹ:- قارئین کوملحوظ رہے کہ ان وظائف کواللہ ورسول کی عظمت اوراعتقاد ویقین کے ساتھ پڑھیں کہ ادعیہ کی مثال کمان کی ہے،کمان مضبوط ہوگی تو تیر تیزی سے نکل کر طاقت سے نشانہ پر لگے گا، نیز گناہوں سے اجتناب شرط اولین ہے کہ اللہ کے خزانوں سے فائدہ گناہ چھوڑے بغیر نہیں ہوتا۔

والسلام

دعاجوودعا گواحمد عفی عنہ

۳/شعبان المعظم ۱۴۳۰ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرض مرتب

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ حَمْدًا یُّوَافِیْ نِعَمَہ، وَیُکَافِیْ مَزِیْدَہ، وَالصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَہ، وَعَلٰی آلِہٖ وَصَحْبِہٖ الَّذِیْنَ اقْتَدَوْا آثَارَہ وَسُنَنَہ.

بندۂ ظلوم وجہول نے استفادہ کی غرض سے ان ادعیۂ مسنونہ ماثورہ کو جو اکابر کے مجربات رہے ہیں، بقدر ضرورت بطون اوراق سے نکال کر ایک جگہ جمع کرنے کا ارادہ کیا تھا، رب کریم کی توفیق ایسی شامل حال رہی، کہ دیکھتے ہی دیکھتے ایک معتد بہ مقدار، مفید اور کار آمد ادعیہ کی جمع ہوگئی اور قطرہ قطرہ دریا شود کا مصداق بن گئی۔

خیال آیا کہ ’’علم ینتفع بہ‘‘ پر عمل کرتے ہوئے اپنے جیسے ہی ضرورت مندوں کے لیے ان اوراق کو ایک کتابچہ کی شکل میں مرتب کردوں، بس پھر کیا تھا! دُھن سوار ہوگئی، چونکہ تدریس کا سلسلہ بھی سالانہ امتحان کی بنا پر بند ہو چکا تھا، لہٰذا اپنے مخلص رفقاء کرام کے ساتھ فرصتی لمحات کا فائدہ اٹھاتے ہوئے اس کی ترتیب وتزئین میں اس طرح لگے کہ شب وروز کے لمحات پر آگاہ کرنے والی گھڑیاں نظر والتفات سے محروم ہوگئیں، اور ہر کسی کا نظام الاوقات دگرگوں ہوگیا۔ اس طرح بتوفیق الٰہی چند ہی ایام میں پیشِ نظر کتاب تیار ہوگئی۔ **فأحمده وأشكره على هذه النعمة الجليلة راجين أن يتقبلها بمَنه وفضله.**

اس موقع پر وہ سارے ہی اکابر اور ارباب علم وفضل لائق صد شکر وتکریم ہیں، جن کی حوصلہ افزائی، افراد ساز ذہنیت تلے بندہ کو گراں مایہ علمی تحقیقات، مخلصانہ آراء اور مشفقانہ ومربیانہ نصائح عطا ہوئیں، بے تکلف وتصنع یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ بارِ الٰہا! تقصیرات کو معاف فرما اور میرے ان تمام ہی محسنین کو ان نقوش کے ثواب میں برابر شامل فرما اور دارین کی مرادوں کو برلاکر تادم حیات ان کے فیوض سے مجھے اور پوری امت کو بہرہ ور فرما۔ آمین یارب العالمین

یہ ہیں میرے محسنین: (۱) حضرت مولانا مفتی عبد اللہ صاحب رویدروی ادام اللہ

فیوضہم (۲) حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب فلاحی دامت برکاتہم (۳) حضرت مولانا احمد صاحب ٹنکاروی دامت برکاتہم (۴) حضرت مولانا رضی عالم صاحب دامت برکاتہم (۵) حضرت مولانا یحییٰ صاحب دامت برکاتہم (٦) حضرت مولانا ذاکر صاحب دامت برکاتہم (۷) حضرت مولانا محمد شمیم اختر صاحب دامت برکاتہم۔

میں اس موقع پر ان محسنین کے لیے شیخ عبدالفتاح ابوغدہؒ کے ذکر کردہ دعائیہ کلمات سے رب ذوالجلال کے حضور میں التجاء کرتا ہوں۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِمَشَائِخِنَا وَلِمَنْ عَلَّمَنَا، وَأَكْرِمْهُمْ بِرِضْوَانِكَ الْعَظِيْمِ، وَاجْمَعْنَا مَعَهُمْ فِيْ مُسْتَقَرِّ رَحْمَتِكَ يَارَبَّ الْعَالَمِيْنَ!.(آمین)

بندہ کو اپنی علمی کم مائیگی کا پورا احساس ہے ''من آنم کہ من دانم''۔ نیز میدانِ تصنیف وتالیف میں طفلِ مکتب کے مانند ہوں، حالاں کہ تصنیف وتالیف کے اساسی امور سے جن کا ذکر مندرجہ ذیل اشعار میں ہے اپنے دامن یکسر خالی پاتا ہوں۔

تَأَمَّلْ إِذَا مَا كَتَبْتَ الْكِتَابَ	☆	سُطُوْرَكَ مِنْ بَعْدِ إِحْكَامِهَا
وَهَذِّبْ عِبَارَةَ طَرْزِ الْكَلَامِ	☆	وَ اسْتَوْفِ سَائِرَ أَقْسَامِهَا
فَقَدْ قِيْلَ: إِنَّ عُقُوْلَ الرِّجَالِ	☆	تَحْتَ أَلْسِنَةِ أَقْلَامِهَا

(صفی الدین الحلی)

لہٰذا احتمال ہی نہیں؛ بلکہ اغلب ہے کہ غلطی ایک دو نہیں بلکہ بکثرت ہوئی ہوں گی، اس لیے حضرات اہلِ علم سے عاجزانہ وفقیرانہ درخواست ہے کہ اپنی جود وعطا سے محروم نہیں فرمائیں گے۔ ''از خورداں خطا واز بزرگاں جود وعطا''

اخیراً میں اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ اس کد وکاوش کو قبول فرماکر بندہ، والدین، آل و اولاد نیز جملہ اخوان واخوات، اقارب ومتعلقین کے لیے ذریعۂ نجات اور توشۂ آخرت بنائے۔

آمین یارب العالمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

محمد مجتبیٰ بن مولانا احمد لولات صاحبؒ رویدروی عفی عنہ

قابل لحاظ امور

(۱) بندہ نے اس کتاب میں انہی دعاؤں کا انتخاب کیا ہے جو احادیث مرفوعہ میں موجود ہیں اور اس کا تجربہ ومشاہدہ اسلاف واکابر سے مستند کتب میں منقول ہے۔

(۲) ہر دعا پر حتی الامکان اعراب، صحیح ترجمہ، مشاہدہ، حوالہ اور تخریج کا لحاظ کیا ہے، ساتھ ہی ساتھ تحقیق کے عنوان کے تحت متعلقہ امور مہمات کو بیان کیا ہے۔

(۳) ادعیہ اور وظائف علاحدہ علاحدہ دو حصوں پر مشتمل ہیں؛ مگر دعاؤں کی کثرت کو مدنظر رکھتے ہوئے ماموں جان محترم حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب دامت برکاتہم نے ''مانگتا جا لیتا جا'' بڑا ہی دلچسپ نام تجویز فرمایا۔ فجزاهم الله تعالى أحسن الجزاء.

(۴) چونکہ دعا میں صحیح تلفظ، طریقہ استعمال کے علاوہ کیفیتِ یقین کو بڑا دخل ہے، اس لیے ایک عنوان ''دیباچۂ کتاب'' کا شروع میں اضافہ کردیا ہے، اسے ضرور پڑھ لیں۔

(۵) حسن اختتام کی رعایت کرتے ہوئے اخیر میں ''ختامہ مسک'' کے ذیل میں کلام پاک کی ایک آیت کریمہ اور حدیث پاک کی مشہور ومعروف ایک دعا نقل کی ہے، جب کہ موضوع کتاب کے لحاظ سے متعلقہ فضیلت کے بارے میں کوئی واقعہ دستیاب نہ ہوسکا۔

(۶) کتاب سے ملحق عنوان ''شخصیات'' میں ان ہی حضرات کا تعارف ہے جو صاحب واقعہ ہیں، رواۃ وغیرہ کا تعارف نہیں ہے، البتہ ترتیب میں رجال اور نساء کو علاحدہ کرنے کے بعد حتی الامکان صحابہ اور تابعین وغیرہم میں ''الأهم فالأهم'' کا لحاظ رکھا گیا ہے۔

(۷) تعارفِ شخصیات کا مقصد بندے کے نزدیک یہ ہے کہ صاحب واقعہ کا وہ تعارف متعلقہ قصہ میں مؤثر اور معین بنے، اسی لئے طولِ بیان کو گوارا کیا گیا ہے۔

دیباچۂ کتاب

اللہ..........کریم

کان سفیان الثوری یقول: یا من احب عباده إلیه من ساله فاکثر سواله، ویا من ابغض عباده إلیه من لم یساله، ولیس احد کذلك غیرك یا رب (رواہ ابن ابي حاتم)

وفي هذا المعنی یقول الشاعر:

اللہُ یغضب إن ترکت سواله وبني آدم حین یسال یغضب

(مسك الدعاء ص ۲۱)

ما اجْمَلَ مَا قَالَه بَکْرُ بْنُ عَبْدِاللهِ الْمُزَنِيُّ: ''مَن مِثْلُكَ یَا ابْنَ آدم؟ إِذَا شِئْتَ اَنْ تَدْخُلَ عَلٰی مَوْلَاكَ بِغَیْرِ إِذْنٍ دَخَلْتَ''. قیل له: وکَیْفَ ذٰلِكَ؟ قَالَ: ''تُسْبِغُ الْوُضُوْءَ، وَتَدْخُلُ مِحْرَابَكَ، فَإِذَا اَنْتَ قَدْ دَخَلْتَ عَلٰی مَوْلَاكَ تُکَلِّمُه بِلَا تَرْجُمَانٍ'' (سبحان الله)

(مسك الدعاء ص: ۵۲ نقلًا عن المتجر الرابح للدمیاطي ص:۴۶)

ترجمہ: حضرت سفیان ثوریؒ فرماتے تھے کہ: اے وہ ذات جس کے نزدیک سب سے پیارا شخص وہ ہے جو تجھ سے سوال کرے اور بار بار سوال کرے، اور اے وہ ذات جس کے نزدیک سب سے ناپسندیدہ شخص وہ ہے جو تجھ سے سوال نہ کرے، اور اے میرے رب تیرے سوا کوئی ایسا نہیں ہے..........اسی مفہوم کو شاعر نے اس طرح ادا کیا ہے۔

اللہ ناراض ہوتا ہے اگر تو اس سے نہ مانگے اور انسان ناراض ہوتا ہے اگر اس سے مانگا جائے۔

حضرت بکر بن عبد اللہ مزنیؒ کیا ہی خوب فرمایا ہے کہ: اے ابن آدم! تجھ جیسا کون ہوسکتا ہے؟ کہ اگر تو اپنے آقا کے دربار میں حاضر ہونا چاہے تو بغیر اجازت کے جاسکتا ہے، کسی

نے پوچھا کہ اسکا طریقہ کیا ہے؟ تو فرمایا کہ تم مکمل وضوء کرکے محراب میں کھڑے ہو جاتے ہو، گویا تم اپنے آقا کے پاس حاضر ہو گئے اور اس سے بغیر کسی ترجمان کے گفتگو کرنے لگتے ہو۔

دعا کی کیفیت

”كُنْ كَالصَّبِيِّ مَعَ□امِّه كُلَّمَا ضَرَبَتْه ىَجْزَعُ بَىْنَ ىَدَىْهَا، فَلَا ىَزَالُ كَذٰلِكَ حَتّٰى تَضُمَّه إِلَىْهَا“

(مسك الدعاء ص□:۱۸ نقلاً من” تنوىر الاذهان من تفسىر روح البىان“ ج:۲□ص:۴۴۰)

ترجمہ: اپنے مولیٰ سے ایسا تعلق جوڑ لے جیسا کہ بچہ اپنی ماں سے تعلق رکھتا ہے، کہ ماں جب بھی مارتی ہے تو بچہ اس کے سامنے عاجزی اور منت سماجت کرنے لگتا ہے، اور مسلسل ایسا کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ ماں اسے اپنے سینے سے لگا لیتی ہے۔

دعا کا رُکنِ اعظم

وقالَ رسولُ اللہ□ □: ”اُدْعُوا اللہ□ وَانْتُمْ مُوْقِنُوْنَ بِالْإِجَابَةِ، وَاعْلَمُوْا□انَّ اللہ□ لَاىَسْتَجِىْبُ دُعَاءً مِنْ قَلْبٍ غَافِلٍ لَا□ٍ“.

(المستدرك: ج:۱ ص:□۶۷۱ رقم الحدىث:□۱۸۱۷، وسنن الترمذي الرقم: ۳۴۷۸)

وَحُكِيَ:□انَّ مُوْسى -عَلَىْهِ السَّلَامُ- مَرَّ بِرَجُلٍ ىَدْعُوْ وَىَتَضَرَّعُ، فَقَالَ مُوْسى: لَوْ كَانَتْ حَاجَتُه بِىَدِيْ لَقَضَىْتُهَا. فَاَوْحٰى اللہ□ تَعَالٰى إِلَىْهِ: □انَا□ارْحَمُ بِه مِنْكَ؛ وَلٰكِنَّه ىَدْعُوْنِيْ وَلَه غَنَمٌ وَقَلْبُه فِيْ غَنَمِه، وَ□انَا لَا□اقْبَلُ دَعْوَةَ عَبْدٍ قَلْبُه عِنْدَ غَىْرِيْ. فَذَكَرَ□ذٰلِكَ لِلرَّجُلِ، فَتَوَجَّهَ إِلَى اللہ□ بِقَلْبِه فَقُضِىَتْ حَاجَتُه. فَىَلْزَمُ حُضُوْرُ الْقَلْبِ، وَحُسْنُ الظَّنِّ بِاللہ□ فِيْ إِجَابَةِ الدُّعَاءِ.

(مسك الدعاء ص:۳۳، نقلاً من تنوىر الاذهان ج:۱ ص:۵۴۴ سورة الاعراف)

قَالَ تَعَالٰى مُخَاطِبًا لِمُوْسى فِيْ قِصَّةٍ غَرِىْبَةٍ: وَعِزَّتِيْ! لَوْ سَالَنِي

(الْفَاسِقُ) فِيْ الْمُذْنِبِيْنَ مِنْ أَهْلِ الْاَرْضِ جَمِيْعًا، لَوَهَبْتُهُمْ لَه لِذُلِّ غُرْبَتِهِ، يَا مُوْسى! اَنَا كَهْفُ الْغَرِيْبِ وَحَبِيْبُه وَطَبِيْبُه وَرَاحِمُه.

(مسك الدعاء ص:۴۹ (من)(كتاب التوابين) لابن قدامه رحمه الله (ص:۸۳-۸۲)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: اللہ سے اس حالت میں دعا کرو کہ تمہیں قبولیت کا یقین ہو، اور یہ بات یادرکھو کہ اللہ تعالیٰ غافل اور بے پرواہ دل کی پکار نہیں سنتا، جیسا کہ حکایت بیان کی گئی ہے کہ: ایک مرتبہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک شخص کے پاس سے گزرے، جو دعا میں بڑی بے بسی اور عاجزی کے ساتھ مشغول تھا، اس کی اس حالت کو دیکھ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سوچا کہ اگر اس کی حاجت روائی میرے قبضہ میں ہوتی تو میں اس کی حاجت ضرور پوری کر دیتا، اس خیال کا آنا تھا کہ اللہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی بھیجی: اے موسیٰ! میں اس شخص پر تجھ سے بھی زیادہ مہربان ہوں؛ مگر بات یہ ہے کہ وہ دعا تو کر رہا ہے مگر اس نے اپنے دل کو اپنی بکریوں میں پھنسا رکھا ہے، اور میں ایسے بندے کی دعا قبول نہیں کرتا جس کا دل میرے علاوہ کسی دوسری چیز میں الجھا ہوا ہو۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس آدمی کو یہ بات بتلادی، پس وہ آدمی دل سے اللہ کی طرف متوجہ ہوا، چنانچہ اللہ نے اس کی حاجت پوری فرمادی۔

معلوم ہوا کہ قبولیت دعا کے لئے حضورِ قلب اور اللہ سے حسن ظن نہایت ضروری ہے، اسی طرح ایک دوسرے عجیب قصہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: میری عزت وکبریائی کی قسم! اگر وہ تمام روئے زمین کے گنہگاروں کے لئے معافی کی درخواست کرتا، تو اسکے صدقے سب کو معاف کر دیتا، اے موسیٰ! میں مسافر کی پناہ گاہ ہوں، اسکا حبیب ہوں، اسکا طبیب ہوں، اور اس پر رحم کرنے والا ہوں۔

پھر انسان کی دعا کیونکر قبول نہ ہو؟

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مَرْفُوْعًا: خَرَجَ نَبِيٌّ مِنَ الْاَنْبِيَاءِ بِالنَّاسِ يَسْتَسْقِيْ، فَإِذَا هُوَ بِنَمْلَةٍ رَافِعَة بَعْضَ قَوَائِمِهَا إِلَى السَّمَاءِ،

فقالَ: اِرْجِعُوْا فَقَدِ اسْتُجِیْبَ لَکُمْ مِنْ اجلِ هٰذِ التَّمْلَةِ.

فَإذَا کَانَ حَالُه سبحانَه تَعَالیٰ مَعَ النَّمْلَةِ الضَّعِیْفَةِ في إجَابَةِ الدُّعَاءِ، فَکَیْفَ یَحْرُمُ عَبْدَہٗ الَّذِيْ شَهِدَ بِأنَّه لَا إله إلا اللہ وأنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللہ مِنْ اسْتِجَابَةِ دُعَائِه إذَا دَعَا (سلك الدعاء ص: ۲)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ: ایک نبی اپنی قوم کولیکر بارش کی دعا کے لئے نکلے، تو انہوں نے دیکھا کہ ایک چیونٹی اپنے اگلے پیروں کو آسمان کی طرف اٹھائے ہوئے ہے، جب نبی نے اسکو دیکھا تو فرمایا واپس چلو، اس چیونٹی کی وجہ سے تمہاری دعا قبول کرلی گئی۔

جب کمزور چیونٹی کے ساتھ قبولیتِ دعا کے سلسلہ میں اللہ کا یہ معاملہ ہے تو پھر اللہ دعا مانگنے والے اپنے ایسے بندہ کو جو کلمہ لا الہ الا اللہ پڑھنے والا ہو قبولیت سے کیسے محروم رکھے گا۔

انعام کا حقدار

عَنْ أنَسٍ رَضِيَ اللہُ عَنْهُ أنَّ النَّبِیَّ ﷺ مَرَّ بِاَعْرَابِيٍّ وَهُوَ یَدْعُوْ فِيْ صَلَاتِه وَیَقُوْلُ:

''یَا مَنْ لا تَرَاہُ العُیُوْنُ، ولا تُخالِطُهُ الظُّنُوْنُ، ولا یَصِفُهُ الوَاصِفُوْنَ، ولا تُغَیِّرُہُ الحَوَادثُ، ولا یَخْشَى الدَّوَائِرَ، یَعْلَمُ مَثَاقِیلَ الجبَالِ ومَکَایِیْلَ البِحَارِ، وَعَدَدَ قَطرِ الأمْطَارِ، وَعَدَدَ وَرَقِ الأشْجَارِ، وعَدَدَ مَا أظْلَمَ عَلَیْهِ اللَّیْلُ وَأشْرَقَ علیه النَّهارُ، ولا تُوَاري مِنهُ سَمَاءٌ سَمَاءً، ولا أرضٌ أرضًا، ولا بَحْرٌ مَا فِيْ قَعْرِہٖ، ولا جَبَلٌ مَا في وَعْرِہٖ، اللهم اجْعَلْ خَیْرَ عُمری آخِرَہُ، وَخَیْرَ عَمَلِي خَوَاتِمَهُ، وَخَیْرَ أیَّامي یَوْمَ ألْقَاكَ فیه''. (آمین)

فوکل النبيُّ ﷺ بالأعرابی رجلًا فقال: إذا صلی فائتني به. فلمَّا صلی أتاہ وقد کان أهدي له (ﷺ) ذهبٌ من بعض المعادن، فلما أتاہ الاعرابیُّ وهَب له الذهبَ وقال: ممن أنت یا أعرابي؟ قال: مِن بني عامر بن صعصعة، قال: هل تدري

لِمَ وَهبتُ لك الذهبَ؟ قال: للرحِمِ بینَنا وبینَك، قال: إن للرحم حقًّا؛ ولكنْ وهبت لك الذهبَ بحسن ثنائِك على اللہ تعالیٰ.

(مسك الدعاء ص:۱۴۲ نقلاً من المعجم الاوسط ج:۶ ص:۴۷۳، رقم الحدیث: ۴۸ كما في جمع الفوائد ج:۲ ص:۴۹۸، رقم الحدیث ۹۳۳۴

حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک اعرابی کے پاس سے گزرے جو اپنی نماز میں یہ دعا کررہا تھا: ''اے وہ ذات! جس کا نگاہیں ادراک نہیں کرسکتیں، اور جہاں تک خیالات کی رسائی نہیں ہوسکتی، اور تعریف کرنے والے کما حقہ اس کی تعریف بیان نہیں کر سکتے، اور جس پر حوادث اثر انداز نہیں ہو سکتے، اور جو مصائب وحالات سے ڈرتا نہیں، جو پہاڑوں کے وزن اور سمندروں کی پیمائش اور بارش کے قطروں کی تعداد اور درختوں کے پتوں کی تعداد جانتا ہے، اور جو ان تمام چیزوں کی تعداد سے باخبر ہے جن پر رات تاریک ہوتی ہے اور دن روشن ہوتا ہے، اور اے وہ ذات! جس سے نہ کوئی آسمان، آسمان کو چھپا سکتا ہے، اور نہ کوئی زمین، زمین کو چھپا سکتی ہے، اور جس سے نہ کوئی سمندر اپنی گہرائیوں میں پوشیدہ چیزوں کو چھپا سکتا ہے، اور نہ کوئی پہاڑ اپنے دشوار گزار راستوں کے خزانوں کو چھپا سکتا ہے، اے اللہ! میری عمر کے اواخر کو سب سے بہتر بنا اور میرے آخری عمل کو سب سے بہتر بنا اور اس دن کو سب سے بہتر بنا جس دن میں تجھ سے ملاقات کروں''۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک آدمی کو اس اعرابی کے پاس کھڑا کردیا اور فرمایا جب وہ نماز سے فارغ ہوجائے، تب اس کو لیکر میرے پاس آجانا، چنانچہ جب اعرابی آپ کے پاس آیا تو آپ نے اس کو کچھ سونا عطا کیا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں بطور ہدیہ پیش کیا گیا تھا، اور پوچھا کہ: تم کس قبیلے سے تعلق رکھتے ہو؟ اس نے جواب دیا: قبیلۂ بنو عامر بن صعصعہ سے میرا تعلق ہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا: تجھے معلوم ہے میں نے تجھے سونا کیوں دیا؟ اس نے کہا قرابت داری کی وجہ سے، جو میرے اور آپ کے درمیان ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ رشتہ داری کا حق تو ہے ہی؛ لیکن میں نے تم کو اللہ کی بہترین ثنا کرنے کی وجہ سے سونا عطا کیا ہے۔

منسوباتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں

نیتِ تجربہ سے اجتناب

قِیْلَ: ''لَا یُجَرَّبُ الْمُجَرَّبُ''وَقَالَ الْعُلَمَاءُ: إِنَّ الدُّعَاءَ قَدْ □ارْشَدَ إِلَیْهِ رَبُّ الْأَرْضِ وَالسَّمَاءِ، وَتَوَکَّلَ بِالْإِجَابَةِ إِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ، وَذٰلِكَ لِمَنْ صَحَّتْ نِیَّتُه، وَسَلِمَتْ طَوِیَتُه، وَلَمْ یَکُنْ بِه مُکَذِّبًا، وَلَا یَدْعُوْ مُجَرِّبًا؛ فَإِنَّ اللّٰ□ مَعَ الْمُتَوَکِّلِیْنَ وَهُوَ یَفْضَحُ الْمُجَرِّبِیْنَ. اهـ .

(مسك الدعاء ص:□۱۴۷

کہا گیا ہے: ''تجربہ شدہ کا تجربہ نہ کرنا چاہئے''، علماء نے فرمایا ہے کہ: دعا کی رہنمائی خود آسمان وزمین کے مالک نے کی اور اسی نے قیامت کے دن تک قبول کرنے کی ذمہ داری لی ہے؛ لیکن یہ اس شخص کے لئے ہے جس کی نیت درست ہو، اور جس کا باطن صحیح و سالم ہو، اور اس کی تکذیب کرنے والا نہ ہو، اور تجربہ کرنے کے لئے دعا کرنے والا نہ ہو، پس بیشک اللہ توکل کرنے والوں کے ساتھ ہے اور وہ تجربہ کرنے والوں کو رسوا کرتا ہے۔

۱

حاجات

آغازِ کتاب

﴿۱﴾

ہمہ وقت ہر قسم کے حادثات سے حفاظت کی دعا

◯ ''بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ''

ترجمہ:- (میں) اس اللہ کے نام سے (صبح وشام کرتا ہوں) جس کے نام کی برکت سے زمین وآسمان میں کوئی چیز نقصان نہیں دے سکتی، اور وہی سننے والا جاننے والا ہے۔

(مشکوٰۃ: باب مایقول عند الصباح والمساء والمنام ص:۲۰۹، رقم الحدیث:۲۳۹۱/ابوداؤد: باب ما يقول إذا أصبح ص:۶۹۴/ رقم الحديث: ۵۰۸۸، ترمذی :باب ما جاء في الدعاءإذا أصبح وإذا أمسى: جلد ۲/ص:۱۷۶/رقم الحدیث:۳۳۸۸، وقال حسن صحيح غريب، وفي الفتح الرباني صححه ابن حبان والحاكم (ج:۱۴،ص:۲۳۹)

فضیلت: حضرت ابان بن عثمانؒ سے روایت ہے: میں نے اپنے والد کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو بندہ ہر روز صبح وشام تین تین مرتبہ یہ دعا پڑھے، تو اس کو دن رات میں کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی (حوادثات زمانہ سے وہ محفوظ رہے گا)۔ دوسرے طریق میں اس طرح وارد ہوا ہے: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص صبح وشام یہ دعا تین تین مرتبہ پڑھ لیا کرے تو اسے نہ کوئی ضرر پہنچے گا اور نہ ہی کوئی ناگہانی بلا (اچانک مصیبت) پہونچے گی۔

(ابوداؤد ج/۲ ص/۶۹۴)

تحقیق: بعض روایات میں دعا کا وقت مذکور نہیں ہے، لیکن محققین روایتِ

مطلقہ کو مقیدہ پر محمول کرتے ہوئے صبح وشام کی قید کے ساتھ مقید کرتے ہیں۔

تجربہ:(۱) دعا چھوٹ جانے پر لقوہ کا اثر

اس دعا کے سلسلہ میں ابوداؤد شریف اور ترمذی شریف دونوں کتابوں میں ایک بڑا دلچسپ واقعہ منقول ہے، وہ یہ ہے کہ: اسی حدیث کے ایک راوی حضرت ابان بن عثمانؒ ایک مرتبہ مذکورہ بالا حدیث اپنے تلامذہ کے سامنے بیان کررہے تھے، جبکہ خود حضرت ابانؒ کو فالج کا اثر تھا، جس وقت حضرت ابانؒ اس حدیث کو سنا رہے تھے، حاضرین میں سے ایک صاحب حضرت ابانؒ کو حیرت کی نظر سے دیکھنے لگے، ان کا اس طرح دیکھنا درحقیقت ایک اشکال کے پیشِ نظر تھا، کہ ہمیں تو استاذ ہونے کے ناطے آپ کے بارے میں پورا یقین ہے کہ اس حدیث پر آپ نے ضرور عمل کیا ہوگا، تو پھر اس حدیث کی برکت سے آپ پر لقوہ کا اثر نہیں ہونا چاہئے تھا؟ جبکہ آپ خود فالج زدہ ہیں، استاذ محترم حضرت ابانؒ بہت ہی جلد ان کی اس سوالیہ نظر کو سمجھ گئے ؛ لہٰذا فوراً یہ جواب دیا: ارے میاں! آپ کیا دیکھتے ہیں، سنو! یہ حدیث اپنی جگہ بالکل صحیح ہے اور ایسی ہی ہے جیسے میں نے بیان کی، نہ تو میں نے حضرت عثمانؓ کی جانب غلط نسبت کی اور نہ ہی حضرت عثمانؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف غلط انتساب فرمایا۔

اس لقوہ کی وجہ یہ ہے کہ ایک دن میں غصہ کی حالت میں تھا، جس کے سبب یہ دعا پڑھنا بھول گیا، نتیجۃً اللہ تعالی نے میرے لئے فالج کی جو مصیبت مقدر فرمائی تھی وہ آکر رہی، اس طرح میں لقوہ کا شکار ہوگیا۔ (ابوداؤد ج:۲ ص:۶۹۴، ترمذي جلد: ۲ صفحه: ۱۷۶)

تجربہ: (۲) زہر بے اثر ہوگیا

حضرت خالد بن ولیدؓ ایک مرتبہ حیرہ (جو عراق کا ایک شہر ہے) کے امیر کے یہاں مہمان تھے، کچھ خیر خواہوں نے ان سے فرمایا کہ: عجمی لوگوں سے بچ کر رہنا، کہیں آپ کو زہر نہ پلادیں، آپ نے فرمایا ٹھیک ہے وہ زہر ہی لے آؤ۔ جب پیش کیا گیا تو اسے ہاتھ میں

لے کر یہ (مذکورہ دعا) پڑھتے ہوئے گٹگٹا گئے، مگر اس کی برکت سے آپ ؓ کو اس زہر نے کچھ بھی نقصان نہیں پہنچایا۔ (حیاۃ الصحابہ ج:۳ ص:۹۲۹ [مطبوعہ علی گڑھ])

ابن جریرؒ نے اس واقعہ کو اپنی تاریخ میں ایک دوسرے انداز سے اس طرح نقل کیا ہے کہ: حضرت ذی الجوشن الضبابیؓ اور ان کے علاوہ دیگر وہ صحابہ جو حضرت خالدؓ کے ساتھ تھے وہ سب کہتے ہیں کہ: حیرہ کے گورنر عمرو بن بُقَیلہ کا خادم اپنے کمر بند پر ایک تھیلی لٹکائے ہوئے تھا، حضرت خالدؓ نے اس سے وہ تھیلی لے لی، اور اس میں جو کچھ تھا اسے ہتھیلی پر نکالا، اور عمرو کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا: اے عمرو! یہ کیا ہے؟ اس نے صاف صاف بتاتے ہوئے کہا بخدا! یہ ایک ایسا خطرناک زہر ہے جو ایک لمحہ میں آدمی کو موت کے گھاٹ اتار دیتا ہے، حضرت خالدؓ نے پوچھا کہ: آخر یہ زہر اپنے ساتھ کیوں رکھے ہوا ہے؟ جواب دیا: مجھے یہ ڈر تھا کہ میری رائے کے خلاف جب آپ لوگ کامیاب ہوجاؤ تو میں فوراً اس زہر کو استعمال کر کے اپنی زندگی تمام کرلوں گا؛ کیوں کہ اپنی برادری اور بستی والوں کے لئے ناگوار چیز (شکست) کی ذلت اور رسوائی کا ذریعہ بننے سے بہتر یہ ہے کہ اپنے لیے موت کو پسند کروں، اس پر حضرت خالدؓ نے فرمایا: کوئی انسان یا جاندار وقتِ موعود سے پہلے مر نہیں سکتا، یہ کہہ کر فوراً اس زہر کو اپنے ہاتھ میں لیا اور یہ دعا پڑھتے ہوئے: ''بِسْمِ اللهِ خَيْرِ الْأَسْمَاءِ رَبِّ الْأَرْضِ وَرَبِّ السَّمَاءِ الَّذِيْ لَيْسَ يَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ دَاءٌ، الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ'' اس کو کھانے کے لیے ہاتھ منھ کی جانب لے گئے، حاضرین نے فوراً آپ کو روکنے کی کوشش کی؛ مگر اس سے قبل ہی آپ وہ زہر نگل گئے، یہ ہوش رُبا منظر دیکھ کر انکا سردار (عمرو) کہنے لگا: بخدا! اے حضراتِ عرب! جب تک صحابہ میں سے کوئی ایک بھی تمہارے درمیان باقی رہے گا، آپ لوگ اپنی چاہت کے مطابق ہر چیز کے مالک بنتے چلے جاؤ گے، اور اس کے بعد اس نے اپنے علاقہ (حیرہ) کے لوگوں سے کہا کہ: میں نے آج کی طرح فیصلہ کن اور واضح بات کبھی نہیں دیکھی۔ (حیاۃ الصحابہ ج:۳ ص:۹۲۹ [مطبوعہ علی گڑھ])

تجربہ:(۳) دعا پڑھنے سے رہ گئی اور بچھو نے کاٹ لیا

علامہ قرطبیؒ فرماتے ہیں کہ: میں ہمیشہ اس دعا کو پڑھتا تھا، ایک دن بھول گیا اسی دن بچھو نے مجھے کاٹ لیا۔

(الفتوحات الربانیہ ج:۳-ص:۷۰... تحقیق:عبدالمنعم خلیل ابراھیم)

تجربہ:(۴) دعا کی برکت سے بچھو کا تکلیف نہ پہنچانا

''حیاۃ الحیوان'' کے مصنف علامہ دمیریؒ فرماتے ہیں کہ: شیخ امام حافظ فخر الدین عثمان بن محمد بن عثمان توریزیؒ جو مکہ میں مقیم تھے، ان سے ہم کو روایت پہنچی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ: میں شیخ تقی الدین حورانی سے ''کتاب الفرائض'' پڑھ رہا تھا کہ ایک بچھو رینگتا ہوا نظر آیا، شیخ موصوف نے اس کو پکڑ کر ہاتھ میں لے لیا، اور اس کو الٹا سیدھا کرنے لگے، میں نے کتاب ہاتھ سے رکھ دی، شیخ نے فرمایا: پڑھتا کیوں نہیں؟ میں نے عرض کیا: جب تک آپ سے بچھو کا افسوں یعنی جھاڑ نہ سیکھ لوں گا، اس وقت تک نہیں پڑھوں گا، آپ نے فرمایا: یہ تو تیرے پاس موجود ہے، میں نے عرض کیا: مجھ کو معلوم نہیں، وہ کیا ہے؟ فرمانے لگے: نبی علیہ السلام سے ثابت ہے، جو شخص صبح وشام یہ (مذکورہ) دعا پڑھ لے گا، اس کو کوئی چیز ضرر نہیں پہنچائے گی، اور میں اس کو شروع دن میں ہی پڑھ چکا ہوں۔

(حیاۃ الحیوان: ج:۲ ص:۱۹۳ ـ الفتوحات الربانیہ ج:۳- ص:۷۰... تحقیق عبدالمنعم خلیل ابراھیم)

حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضے کو خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

دمکتا رہے تیرے روضے کا منظر — سلامت رہے تیرے روضے کی جالی
ہمیں بھی عطا ہو وہ شوقِ ابوذرؓ — ہمیں بھی عطا ہو وہ جذبۂ بلالیؓ

۲

رزق میں کشادگی کے لیے دورانِ وضو کی دعا

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ ذَنْبِیْ وَوَسِّعْ لِیْ فِیْ دَارِیْ وَبَارِكْ لِیْ فِیْ رِزْقِیْ.

اے اللہ! میرے گناہ معاف کردے، اور میرے گھر میں، میرے لئے کشادگی پیدا کردے، اور میرے رزق میں برکت عطا فرما۔

(حیاۃ الصحابہ ج:۳، ص:۳۰۷۹- الفتح الربانی ج:۱۴، ص:۲۸۴-عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی ص:۲۸، رقم الحدیث ۲۸ الدعا للطبرانی ص:۲۰۹ رقم الحدیث ۶۵۶)

تجربہ: خاص وعام بندوں کا تجربہ

بندہ کو ایک مرتبہ، زمانہ کے ایک بہت ہی بڑے محدث کے ساتھ علماء کے ایک بڑے قافلے کے ہمراہ گجرات کے مختلف چھوٹے بڑے اداروں میں جانے کی سعادت نصیب ہوئی، دورانِ سفر ایک قصبہ میں ہم سب نے مغرب کی نماز ادا کی، نماز کے بعد ایک صاحب نے حضرت کی خدمت میں ہدیہ پیش کیا، آپ نے اسی وقت حاضرین کو مذکورہ دعا کا حوالہ دیتے ہوئے یہ فرمایا کہ: بھائیو! یہ اللہ کا نظام ہے جو اپنے بندوں کے لئے کسی نہ کسی طریقے سے اس کی ضروریات کا سامان مہیا فرما دیتے ہیں، البتہ بندہ (محدثِ وقت) کو اس دعا کا بڑا تجربہ ہے کہ بکثرت اس دعا کے اہتمام سے رزق میں کبھی تنگی نہیں دیکھی، میں آپ لوگوں کو بھی کہتا ہوں کہ: رزق کی بڑھوتری کے لئے جہاں دوسرے نسخے ہیں (سورۂ واقعہ اور نمازِ اشراق کا اہتمام وغیرہ) وہیں جو شخص دورانِ وضو اس دعا کو پابندی سے پڑھے گا اللہ اس کے رزق میں ان شاء اللہ کشادگی پیدا فرما دیں گے، ویسے مضمون دعا ہی میں وسعت رزق کا مطالبہ کیا گیا ہے۔

ایک مرتبہ بندۂ ناچیز نے حضرت محدث دامت برکاتہم کی یہ بات (مسجد میں وعظ

کرتے ہوئے مذکورہ دعا کی اہمیت کے ضمن میں) نقل کی، اتفاق سے حاضرین میں برطانیہ کے ایک صاحب موجود تھے، انہوں نے اس بات کو دل پر لیا، اور ہمارے مدرسہ (دارالعلوم ہدایت الاسلام) کے کاتب: مولانا یوسف صاحب کیسرپوری دامت برکاتہم سے وہ دعا لکھوا کر اپنے ساتھ برطانیہ لے گئے اور اپنے گھر وضو کی جگہ یہ دعا لٹکا دی، اس کے بعد جب بندہ کا وہاں جانا ہوا، تو ان کی رہائش گاہ پر وضوخانے میں یہ دعا لٹکی ہوئی دیکھ کر وجہ پوچھی، تو انہوں نے بتلایا کہ: ہندوستان کے سفر میں آپ ہی کے بیان میں اس دعا کی اہمیت ہم نے سنی تھی کہ: اس سے رزق میں بہت ہی کشادگی ہوتی ہے، میں نے اسی وقت کاتب صاحب سے لکھوا کر عمل شروع کر دیا تھا، اور یہاں اس کو لٹکا دیا، بخدا! جب سے اس کا اہتمام شروع کیا ہے اس دن سے بہت ہی زیادہ برکات محسوس کر رہا ہوں، اپنے مال میں کافی اضافہ کھلی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں، اور ہمیں تو پورا یقین ہے کہ یہ سب اسی دعا کا نتیجہ ہے۔

تحقیق: (۱) مسند احمد میں ہے کہ: ایک صحابی رات کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کسی خاص دعا معلوم کرنے کی غرض سے تاک میں لگے رہے، چنانچہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مذکورہ بالا کلمات سنے، پھر دوسری مرتبہ بھی اسی کو سنا...... نیز ایک دوسری روایت میں آتا ہے کہ: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس دعا کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "هل ترکن من شيءٍ" بتاؤ! اس میں تمہاری کوئی حاجت اور ضرورت رہ گئی (گویا بڑی جامع دعا ہے)۔ (الفتح الربانی ج: ۱۴، ص: ۲۸۴)

(۲) ابن السنیؒ کی "عمل الیوم واللیلة" میں حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے مروی ہے کہ: ایک مرتبہ میں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پہنچا، تو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وضو فرما رہے تھے، اس وقت وضو کے دوران یہ دعا پڑھتے سنا، حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے فوراً دعا کے بارے میں دریافت کیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے "هل ترکن" والا جواب ارشاد فرمایا۔ اس سے مسند احمد میں روایت کرنے والے مبہم صحابی کی تعیین ہوجاتی ہے۔

(۳) یہ دعا کب پڑھنی ہے؟ اس کے وقت کی تعیین کے بارے میں احادیث کے اختلاف کے سبب محدثین کی مختلف آراء ہیں:

(الف) حضرت امام نسائیؒ فرماتے ہیں کہ: یہ دعا وضو کے دوران پڑھی جائے، اسی لئے اپنی کتاب میں اس دعا کی حدیث کو بیان کرتے ہوئے ''بَابُ مَا يَقُوْلُ بَيْنَ ظَهْرَانَيْ وُضُوْءِهٖ'' (یعنی وضو کے درمیان پڑھنے کی دعا) کا عنوان قائم کیا ہے۔

(ب) اور حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ: یہ دعا نماز کے بعد پڑھی جائے؛ کیونکہ اکثر روایات میں یہ ہے کہ: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز کے بعد یہ دعا پڑھی۔ مثلاً ایک حدیث میں ہے: ''عن أبي موسى قالَ: أتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ بِوَضُوْءٍ فَتَوضَّأَ وصَلّٰى ثُمَّ قالَ: اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ذَنْبِيْ. الخ'' (مصنف ابن ابی شیبہ، الدعا للطبرانی)

(ج) جبکہ بعض روایات سے پتہ چلتا ہے کہ وضو سے فارغ ہونے کے بعد یہ دعا پڑھی جائے۔ چنانچہ مسند ابی یعلی میں ہے: ''عن ابی موسی رضی اللہ عنہ قالَ: أتَيْنَا رسولَ اللهِ ﷺ بِوَضُوْءٍ فتوضَّأَ قالَ: اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ذَنْبِيْ.'' (مسند ابی یعلی الموصلی، السنن الکبری للنسائی) اسی لئے حضرت امام نسائیؒ نے فرمایا کہ: یہ دعا وضو سے فارغ ہونے کے بعد پڑھی جائے۔ چنانچہ انہوں نے اس حدیث پر ''بَابُ مَا يَقُوْلُ بَعْدَ فَرَاغِهٖ مِنْ وُضُوْءِهٖ'' (وضو سے فارغ ہونے کے بعد پڑھنے کی ایک دعا) کا عنوان قائم کیا ہے۔ اس لئے حدیث پاک کے سلسلہ میں بنائے ہوئے قواعد کی روشنی میں محققین نے اپنے اپنے رجحانات پیش کئے ہیں کہ ان میں سے کونسا قول زیادہ مستند ہے، مگر ''اِخْتِلَافُ أُمَّتِيْ رَحْمَةٌ'' کے پیش نظر یہ کہنا زیادہ مناسب ہے کہ تینوں میں سے کسی بھی قول پر عمل کرلیا جائے، کسی ایک موقع سے بھول گیا تو پھر دوسرے موقع پر وہ دعا پڑھ لی جائے۔

﴿۳﴾

غربت وتنگدستی ختم کرنے کا بے حد آسان نسخہ

"تَوَكَّلْتُ عَلَى الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَداً وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا"

ترجمہ: میں اس زندہ ہستی پر بھروسہ کرتا ہوں جس پر کبھی موت طاری نہیں ہوگی، تمام خوبیاں اُسی اللہ کے لئے ہیں جو نہ اولاد رکھتا ہے اور نہ تو کوئی اس کی سلطنت میں شریک ہے اور نہ ہی کمزوری کی وجہ سے اس کا کوئی مددگار ہے، اور اس کی خوب بڑائیاں بیان کیا کیجئے۔

(تفسیر مظہری، معارف القرآن جلد:۵،ص:۵۳۱،الدعاء للطبراني: رقم الحديث: ۱۰۴۵، ج:۳-عمل اليوم والليلة لابن السني ص:۱۳۹،رقم الحديث:۵۴۶،مسند ابي يعلى: رقم الحديث:۶۶۷۱)

تجربہ: کچھ ہی مدت میں ایک خستہ حال صحابی خوش حال ہو گئے

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ: ایک روز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اس طرح چلا جا رہا تھا کہ میرا ہاتھ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دستِ مبارک میں لے رکھا تھا، چلتے چلتے ہمارا گزر ایک ایسے شخص پر سے ہوا، جو بہت ہی زیادہ پریشان حال تھا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے پوچھا کہ: بھائی! تمہارا یہ حال کیسے ہو گیا؟

تو اس نے عرض کیا کہ: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! بیماری، غربت وتنگدستی وغیرہ نے مجھے خستہ حال کر دیا ہے۔ یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں چند کلمات بتلاتا ہوں انہیں پڑھتے رہو گے، تو یہ دُکھ، درد، بیماریاں اور تنگدستی وغیرہ سب جاتی رہے گی۔

یہ سن کر حضرت ابو ہریرہؓ نے بھی عرض کیا کہ یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! مجھے

بھی سکھا دیجئے، تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکورہ بالا کلمات کے بارے میں فرمایا کہ: اسے پڑھتے رہا کرو۔

اس واقعہ کے کچھ ہی عرصہ بعد دوبارہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس جانب تشریف لے گئے تو ان کو اچھی حالت میں پایا، حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دیکھ کر خوشی کا اظہار فرمایا، وہ صحابی کہنے لگے کہ: جب سے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے مجھے یہ کلمات سکھائے تھے، اس وقت سے میں انہیں پابندی کے ساتھ پڑھ رہا ہوں۔

شوگر کا ایک کامیاب علاج

حسبِ ذیل نسخہ استعمال کرنے کی وجہ سے ایک پینسٹھ سالہ عورت- جو بیس سال سے اِس مرض میں ایسی مبتلا تھی کہ یومیہ دو انسولین لینا پڑتا تھا- نے اس مرض سے ایسی نجات پائی کہ وہ روزانہ مٹھائی کے ساتھ کھانا استعمال کرتی تھی اور شوگر کی تمام دوائیاں ڈاکٹر نے موقوف کر دیں۔ نسخہ یہ ہے:

(۱) سو گرام گیہوں پورے دانے، (۲) سو گرام کھانے کا گوند اور (۳) سو گرام جَو اور (۴) سو گرام کلونجی۔ ان تمام چیزوں کو صبح پانچ گلاس پانی کسی شیشے کے برتن میں لے کر بھگو دے، پھر شام کو دس منٹ تک اس کو اُبالے، ٹھنڈا ہو جانے کے بعد باریک کپڑے کے ذریعے چھان کر کانچ کی بوتل میں محفوظ کر لے۔

طریقۂ استعمال: روزانہ صبح نہار منہ ایک چائے کی پیالی کے بقدر اس میں سے نکال کر سات دن تک استعمال کرے۔ اس طرح کرنے سے بیماری سے نجات حاصل ہوگی۔

﴿۴﴾

شدید فاقہ دور کرنے اور کشادگیٔ رزق کے دو سہل ترین نسخے

(الف) سورۂ اخلاص کا عمل

سورۂ اخلاص (پارہ ۳۰)

فضیلت: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص گھر میں داخل ہوتے ہوئے سورۂ اخلاص پڑھے گا، اللہ تعالیٰ اس سے اور اس کے پڑوسیوں سے فقر و فاقہ کو مٹا دیں گے۔
(قرطبی: ۱۰، ص: ۱۹۸، المعجم الکبیر للطبرانی، مکارم الاخلاق للخرائطی)

تجربہ: ایسی برکت جس سے ہمسایہ بھی مستفیض ہونے لگے

حضرت سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس میں ایک صحابی اپنے فقر و فاقہ اور تنگیٔ معیشت کی شکایت لے کر حاضر ہوئے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں بطور علاج فرمایا: تم جب بھی گھر میں داخل ہونے لگو اور وہاں کوئی موجود ہو تو اسے سلام کرو اور نہ ہو تو مجھ پر درود بھیجو، نیز ایک مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھو۔ انہوں نے ایسا ہی کیا، اللہ تعالیٰ نے رزق میں وہ کشادگی پیدا کر دی کہ وہ اپنے پڑوسیوں کی مدد کرنے لگے۔ (قرطبی ج: ۱۰، ص: ۱۹۸)

(ب) تسبیح و استغفار کا عمل

سُبْحَانَ اللهِ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللهِ الْعَظِيْمِ اَسْتَغْفِرُ الله

صبح صادق ہونے پر یہ تینوں جملے سو سو مرتبہ پڑھے۔

تجربہ: روٹھی ہوئی دنیا ایسی آ گئی کہ کہاں رکھیں یہی سمجھ میں نہیں آیا

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ: ایک صحابیؓ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فقر و فاقہ کی شکایت اِن الفاظ میں کی کہ: اے اللہ کے رسول! دنیا تو گویا مجھ سے روٹھ گئی ہے اور اس نے مجھ سے منہ موڑ لیا ہے۔ (لہٰذا کوئی علاج بتائیں۔)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فرشتوں کی دعا اور لاتعداد مخلوق کی مشہور و معروف تسبیح سے تو کیوں غافل ہے؟ ارے! اِسی سے تو لوگوں کو رزق دیا جاتا ہے، اس لیے تو روزانہ صبح صادق کے وقت اسے پڑھا کر: سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِہٖ، سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ، اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ پھر دیکھ ان شاء اللہ یہ دنیا تیرے قدموں میں گرے گی۔ چنانچہ ان صحابیؓ نے یہ عمل شروع کر دیا، چند ہی دنوں میں حاضر خدمت ہو کر کہنے لگے: اس دعا کی برکت سے تو یہ مال و متاع اس کثرت سے میرے پاس آ پہنچا ہے کہ اب یہ سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ اسے کہاں رکھوں؟ ''لَقَدْ اَقْبَلَتْ عَلَیَّ الدُّنْیَا فَمَا اَدْرِیْ اَیْنَ اَضَعُھَا''؟۔

(سبل الہدیٰ والرشاد ص: ۲۲۷ ج ۱۰، الخصائص الکبری للسیوطی تحت دعا دفع الفقر، المواہب اللدنیہ)

شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ جنت کو خطاب کر کے فرماتے ہیں:

تجھ میں حور و قصور رہتے ہیں
میں نے مانا ضرور رہتے ہیں
میرے دل کا طواف کر جنت
میرے دل میں حضور رہتے ہیں

﴿۵﴾

ادائیگی قرض کی دو اہم دعائیں

(الف) دعائے حضرت ابوامامہؓ

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّيْنِ وَقَهْرِ الرِّجَالِ.

ترجمہ: اے اللہ! میں ہر فکر و غم سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور عاجز ہوجانے اور سستی سے تیری پناہ چاہتا ہوں، اور بزدلی و بخل سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور قرضہ کے غلبہ اور لوگوں کے مجھ پر مسلط ہونے سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

(حیاۃ الصحابہ ج:۳،ص:۵۳۳-سبل الھدیٰ والرشاد ج: ۱۰رص ر ۲۲۴- سنن ابی داؤد ج:۲ص:۳۰۷، باب فی الاستعاذۃ، رقم الحدیث:۱۵۵۵، الدعوات الکبیر:۳۰۵،باب دعاء المدیون)

تجربہ: بےبس کردینے والا قرضہ ادا ہوگیا

حضرت ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دن مسجد میں تشریف لائے، اچانک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر ایک انصاری صحابی حضرت ابوامامہؓ پر پڑی، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے ابوامامہ! کیا بات ہے؟ تم آج مسجد میں نماز کے اوقات کے علاوہ دوسرے وقت میں بیٹھے نظر آرہے ہو؟ انہوں نے جواب دیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! بے حد غم اور قرضوں نے مجھے گھیر لیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تمہیں ایسی دعا نہ سکھاؤں کہ جب تم اسے پڑھوگے، تو اللہ تعالیٰ تمہارا غم دور کردیں گے، اور قرض کی ادائیگی کا انتظام فرمادیں گے۔ انہوں نے کہا: یارسول اللہ! ضرور سکھادیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صبح اور شام یہ (مذکورہ بالا) دعا پڑھا کرو۔

حضرت ابوامامہؓ فرماتے ہیں کہ: میں نے ایسا کیا تو اللہ نے میرے غم کو بھی دور کر دیا اور میرا سارا قرضہ بھی ادا کروا دیا۔

(حیاۃ الصحابہ حصہ سوم ص: ۵۳۳، سبل الہدیٰ والرشاد جلد: ۱۰، ص: ۲۲۴، ابوداؤد ج: ۲، ص: ۳۷۰)

(ب) دعائے حضرت عائشہؓ

اَللّٰهُمَّ فَارِجَ الْهَمِّ، كَاشِفَ الْغَمِّ، مُجِيْبَ دَعْوَةِ الْمُضْطَرِّيْنَ رَحْمٰنَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَرَحِيْمَهُمَا، اَنْتَ تَرْحَمُنِيْ بِرَحْمَةٍ تُغْنِيْنِيْ بِهَا عَنْ رَحْمَةِ مَنْ سِوَاكَ.

ترجمہ: اے بے چینی کو دور کرنے والے! اور پریشانی کو ختم کرنے والے! بے قراروں کی دعا قبول کرنے والے! دنیا اور آخرت ہر دو جہاں میں شفقت و مہربانی کرنے والے! آپ اپنی ایسی رحمت کے ذریعہ مجھ پر رحم فرمایئے، کہ جو مجھ کو تیرے سوا ہر کسی کی عنایت و توجہ سے بے نیاز کر دے۔ (سبل الہدیٰ والرشاد ج: ۱۰ ص: ۲۲۳-نزل الابرار ص: ۲۶۳)

فضیلت: نزل الابرار میں حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ: انہوں نے اپنے والد محترم کے واسطے سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم کردہ مذکوہ دعا برائے ادائے قرضہ نقل کرتے ہوئے یہ بھی بتایا کہ: یہی دعا حضرت عیسیٰ بن مریمؑ اپنے حواریین اور متعلقین کو سکھلاتے تھے۔

تجربہ: باپ بیٹی ہر ایک کا عجیب وغریب ذاتی تجربہ

(ا) بیہقی میں ہے کہ: حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ: ایک مرتبہ والد محترم حضرت ابوبکر صدیقؓ میرے گھر تشریف لائے، آپ نے مجھ سے فرمایا: اے عائشہ! کیا تو نے وہ دعا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی ہے جو آپ ہم کو سکھلاتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے متعلق یہ بھی فرمایا کہ: حضرت عیسیٰؑ اپنے حواریین کو اِس دعا کی تعلیم فرماتے ہوئے کہتے تھے کہ: اگر تم میں سے کسی پر پہاڑ کے برابر سونے کا قرضہ ہو، تو اللہ اس کی برکت سے وہ سارا قرضہ ادا کر دیں گے۔ پھر آپ نے وہ (مذکورہ) دعا بتائی، حضرت ابوبکرؓ فرماتے ہیں: مجھ پر وادی بھر قرضہ تھا، جس سے میں کافی پریشان تھا، اس دعا کی برکت سے چند ہی دن گزرے، کہ اللہ

تعالیٰ نے تجارت میں وہ فائدہ عنایت فرمایا، کہ جتنا قرضہ تھا وہ سب ادا ہو گیا۔

(الدعاء للطبرانی رقم الحدیث: ۱۰۴۱، المستدرک علی الصحیحین، رقم الحدیث: ۱۸۹۸)

(۲) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ: میرے ذمہ حضرت اسماء بنت عمیسؓ کا ایک دینار اور تین درہم قرضہ تھا، میں ایسی پریشان تھی کہ جب بھی میں حضرت اسماء بنت عمیسؓ کو دیکھتی شرما جاتی، جس کی وجہ سے میں آنکھ اٹھا کر بھی ان کی جانب نہیں دیکھ سکتی تھی؛ مگر یہ دعا پڑھتی رہی تو اللہ تعالیٰ نے روزی میں وہ برکت دی، کہ میں نے ان کا سارا قرضہ ادا کر دیا، یہ حاصل ہونے والا مال نہ کوئی صدقے کا تھا اور نہ میراث کے طور پر آیا تھا (بلکہ اللہ پاک نے اپنے فضل سے یہ مقدار پہنچائی) اور اس مال میں سے اپنے خاندان والوں پر ایک معتد بہ مقدار تقسیم کیا۔ نیز بھتیجی عبدالرحمٰن بن ابی بکر کی بیٹی کو تین اوقیہ چاندی (یعنی ایک سو بیس درہم) کے زیورات دیے، پھر بھی اچھی خاصی مقدار بچی رہی۔

(المستدرک علی الصحیحین، رقم الحدیث: ۱۸۹۸، الدعوات الکبیر للبیہقی، سبل الہدیٰ والرشاد ص: ۲۲۳ ج: ۱۰- نزل الابرار)

دل موہ لینے والی باتیں

[الف] دنیا کی ٹھوکروں سے ایک سبق سیکھا ہے: ہر مشکل کا حل، سجدۂ خدا میں چھپا ہے۔ [ب] بلندی کو اللہ نے عاجزی اور انکساری میں چھپا رکھا ہے؛ مگر لوگ اسے غرور اور تکبر میں تلاش کرتے ہیں۔ [ج] جو سب سے پہلے معافی مانگتا ہے، وہ سب سے زیادہ بہادر ہوتا ہے۔ جو سب سے پہلے معاف کر دیتا ہے، وہ سب سے زیادہ مضبوط ہوتا ہے۔ ور جو سب سے پہلے درگذر کر دیتا ہے، وہ سب سے زیادہ پُرسکون ہوتا ہے۔ [د] کسی انسان کی نرمی اس کی کمزوری کو ظاہر نہیں کرتی؛ کیوں کہ پانی سے زیادہ نرم کوئی چیز نہیں ہے؛ لیکن پانی کی طاقت چٹانوں کو ریزہ ریزہ کر دیتی ہے۔

﴿۶﴾

اہل و مال کی حفاظت اور مقصد میں کامیابی کی دعا

"بِسْمِ اللّٰہِ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ"

ترجمہ: میں اللہ کے نام کی مدد سے اپنے نکلنے کو شروع کرتا ہوں اور ساری ہی اپنی چیزوں کو خدا کے حوالہ کرتا ہوں، اور ہر طرح کی نیکی کرنے اور گناہوں سے دور رہنے کی طاقت وقوت اللہ کی توفیق کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتی۔

فضیلت: حضرت انسؓ کی روایت ہے کہ آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: جو شخص گھر سے نکلتے ہوئے یہ دعا پڑھے: "بِسْمِ اللّٰہِ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ" تو فرشتوں کے ذریعہ خدا کی جانب سے اس کو یہ بشارت سنائی جاتی ہے کہ: اس "توکل" کی برکت سے تیری کفایت (یعنی اہل و مال کی حفاظت وغیرہ) کر دی گئی، اور تو ہر قسم کی تکلیف دہ چیزوں سے بچا لیا گیا، نیز اس کے علاوہ شیطان بھی اس سے دور ہو جاتا ہے۔

(ترمذی باب ما یقول إذا خرج من بیتہ وقال: حدیث حسن غریب ج:۲ ص:۱۸۱، رقم الحدیث: ۳۴۲۶-نزل الابرار ص:۶۷-ابوداؤد باب ما یقول خروج من البیت رقم الحدیث: ۵۰۹۵ ص:۶۹۵، عمل الیوم واللیلۃ لابن السنی ص:۵۰، رقم الحدیث ۱۷۸)

تجربہ: (ا) اللہ کے یہاں رکھی ہوئی امانت جوں کی توں واپس مل گئی

مذکورہ بالا دعا میں بطور خاص یہ بتایا گیا ہے کہ: آدمی جب اپنی ذات اور متعلقین کو اللہ کے حوالے کر دیتا ہے تو اللہ اس کی عجیب و غریب طریقہ سے حفاظت فرماتے ہیں، اسی کی تائید میں حسب ذیل یہ واقعہ پیش کیا جا رہا ہے۔

علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: میں نے بہت سی کتابوں میں یہ روایت دیکھی ہے جس کو زید بن اسلمؒ نے اپنے والد کے واسطہ سے نقل کیا ہے کہ: ایک مرتبہ حضرت عمر فاروقؓ مجلس میں لوگوں سے مخاطب تھے کہ ایک شخص اپنا لڑکا ساتھ لئے ہوئے حاضرِ مجلس ہوا، اس کو دیکھ کر حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا کہ: میں نے ایسی مشابہت کوّوں میں بھی نہیں دیکھی جیسی کہ تجھ میں اور تیرے لڑکے میں ہے، اس شخص نے جواب دیا کہ: امیر المؤمنین! اس لڑکے کو اس کی والدہ نے اس وقت جنم دیا جبکہ وہ مر چکی تھی، یہ سن کر حضرت عمر فاروقؓ سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور فرمایا کہ اس بچہ کا قصہ مجھ سے بیان کرو۔

چنانچہ اس شخص نے کہا کہ: اے امیر المؤمنین! ایک مرتبہ میں نے ایسی حالت میں سفر کا ارادہ کیا کہ اس کی والدہ حمل سے تھی، اس نے مجھ سے کہا کہ: تم مجھے ایسی حالت میں چھوڑ کر سفر پر جا رہے ہو، جبکہ میں حمل سے بوجھل ہو رہی ہوں؟ میں نے کہا کہ: میں اِس بچے کو جو تیرے بطن میں ہے اللہ کے سپرد کرتا ہوں؛ یہ کہہ کر میں سفر پر روانہ ہو گیا اور کئی سالوں تک گھر سے باہر رہا، جب گھر واپس لوٹا تو حیران رہ گیا، کہ گھر کا دروازہ مقفل ہے، میں نے پڑوسیوں سے معلوم کیا کہ میری اہلیہ کہاں ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ اس کا تو انتقال ہو گیا ہے، یہ سنتے ہی ﴿اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ﴾ پڑھا، اور چچا زاد بھائی کے ساتھ اس کی قبر پر گیا، میں کافی دیر قبر پر ٹھہر کر روتا رہا، میرے بھائی نے مجھے تسلی دی اور گھر چلنے کو کہا، چند قدم ہی ہم واپس لوٹے ہوں گے کہ مجھے قبرستان میں ایک آگ نظر آئی، میں نے اپنے بھائی سے پوچھا: یہ آگ کیسی ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ: یہ آگ روزانہ رات کے وقت بھابھی مرحومہ کی قبر سے نمودار ہوتی ہے۔

یہ سنتے ہی ﴿اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ﴾ پڑھا اور کہا کہ: میری بیوی تو بہت ہی نیک اور تہجد گزار تھی، پھر ایسا کیوں؟ تم مجھے دوبارہ اس کی قبر پر لے چلو۔ چنانچہ وہ لوگ مجھے قبر پر لے گئے، جب میں قبرستان میں داخل ہوا تو چچا زاد بھائی وہیں ٹھٹھک گئے اور میں تنہا اپنی مرحومہ بیوی کی قبر پر پہنچا، تو کیا دیکھتا ہوں کہ قبر کھلی ہوئی ہے، اور میری بیوی بیٹھی ہے، اور یہ لڑکا اس کے

چاروں طرف گھوم رہا ہے، ابھی میں اس کی طرف متوجہ تھا کہ ایک غیبی آواز آئی: ''اے اللہ کو اپنی امانت سپرد کرنے والے! اپنی امانت واپس لے لے، اور اگر تو اس کی والدہ کو بھی اللہ کے سپرد کرتا تو وہ بھی تجھ کو مل جاتی'' یہ سن کر میں نے لڑکے کو اٹھالیا، میرے لڑکے کو اُٹھاتے ہی قبر برابر ہوگئی، امیر المؤمنین! میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ واقعہ بالکل صحیح ہے۔

(حیاۃ الحیوان: ج:۲ص:۲۴۵، الدعاللطبرانی رقم الحدیث: ۸۲۴باب مایقول المسافر لمخلفیه عندالوداع)

تجربہ: (۲) اٹکا ہوا کام بآسانی حل ہوگیا

بندہ نے ایک مرتبہ ''عالی پور'' کی جامع مسجد میں دورانِ وعظ مذکورہ دعا کی اہمیت بتائی، تو حاضرین میں سے ایک صاحب دوسرے دن میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ: میری خوشی کی کوئی انتہا نہیں ہے؛ کیوں کہ آپ نے گذشتہ کل مجلس میں جو دعا بتائی تھی اس دعا کی برکت سے میرا مدت سے اٹکا ہوا کام بحمداللہ آسانی سے حل ہوگیا۔ کئی دنوں سے محکمہ والوں نے میری گاڑی اپنی تحویل میں لے رکھی تھی، ظاہراً کوئی کوشش کارگر ثابت نہیں ہو رہی تھی، آج جب اس سلسلہ میں جانا ہوا، نکلتے وقت میں نے یہ دعا پڑھ لی، تو اس کی برکت سے کسی طرح کی تفتیش کے بغیر معمولی سی گفتگو کے بعد میری گاڑی میرے حوالے کردی۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ اسی دعا کا نتیجہ ہے، اللہ آپ کو جزائے خیر دے کہ آپ نے اس دعا کی طرف رہنمائی فرمائی۔

تحقیق: ابوداؤدشریف کی راویت میں ''ھُدِیت'' کا بھی اضافہ مروی ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ جس کام کیلئے تو نکل رہا ہے اس میں کامیابی حاصل ہوگی۔

نیز ابوداؤد اور ابن السنی وغیرہ کی روایت میں یہ ہے کہ: اس دعا کے پڑھنے پر ایک شیطان دوسرے سے یہ کہتا ہے: ''کَیْفَ لَكَ بِرَجُلٍ قَدْ هُدِیَ وَ کُفِیَ وَوُقِیَ'' جس شخص کو من جانب اللہ بامراد بنایا گیا اور اس کی سلامتی نیز گھر والوں کی حفاظت کی ضمانت اللہ نے لے لی، تو کیسے اس پر مسلط ہوسکتا ہے؟

﴿۷﴾

چور، ڈاکو وغیرہ سے حفاظت کی دعا

☾ "يَا وَدُوْدُ، يَا ذَا الْعَرْشِ الْمَجِيْدِ، يَا فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ، أَسْأَلُكَ بِعِزِّكَ الَّذِيْ لَا يُرَامُ، وَمُلْكِكَ الَّذِيْ لَا يُضَامُ، وَبِنُوْرِكَ الَّذِيْ مَلَأَ أَرْكَانَ عَرْشِكَ، أَنْ تَكْفِيَنِيْ شَرَّ هٰذَا اللِّصِّ، يَا مُغِيْثُ أَغِثْنِيْ، يَا مُغِيْثُ أَغِثْنِيْ، يَا مُغِيْثُ أَغِثْنِيْ."

ترجمہ: اے محبت رکھنے والے! اور بلند وبالا عرش والے! اور اے اپنے ارادہ کے مطابق کر گزرنے والے! میں آپ سے اس عزت کے صدقہ جس عزت کا کبھی ارادہ نہیں کیا جا سکتا، اور آپ کی اس حکومت کے طفیل جو کبھی مٹنے والی نہیں ہے، اور آپ کے اس نور کے وسیلے سے جس نے آپ کے عرش کے پائے نور سے بھر رکھے ہیں، میں یہ مانگتا ہوں کہ اس چور کی شرارت سے میری جانب سے آپ ہی نمٹ لیں، اے مدد کرنے والے! آپ میری مدد فرمایئے، اے مدد کرنے والے! آپ میری مدد فرمایئے، اے مدد کرنے والے! آپ میری مدد فرمایئے۔

(مجابو الدعوۃ رہواتف الجنان کلاہما لابن ابی الدنیا، کرامات الاولیاللالکائی الاصابہ:ص:۱۸۲، ج:۴، سیرۃ المصطفیٰ، ج:۲، ص:۲۶۴)

تحقیق: (۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ مذکورہ دعا کے متعلق فرماتے ہیں کہ: جو کوئی مصیبت زدہ چار رکعت کے بعد مذکورہ دعا کے وسیلے سے دعا مانگے گا وہ قبول ہوگی۔ "قَالَ أَنَسٌ: فَاعْلَمْ أَنَّهُ مَنْ تَوَضَّأَ وَصَلّٰى أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ وَدَعَا بِهٰذَا الدُّعَاءِ، اُسْتُجِيْبَ لَهُ مَكْرُوْبًا كَانَ أَوْغَيْرَ مَكْرُوْبٍ"۔ (مجابو الدعوۃ وہواتف الجنان) جب کہ بعض روایات میں یہ ہے کہ: یہ بات آسمان سے آنے والے فرشتے نے بتائی "فَسَأَلْتُ اللهَ تَعَالٰى أَنْ يُوَلِّيَنِيْ قَتْلَهُ، ثُمَّ

قَالَ: أَبْشِرْ وَاعْلَمْ أَنَّهٗ مَنْ تَوَضَّأَ الخ''۔ (الاصابۃ)

(۲) بعض روایات میں مذکورہ دعا اس طرح نقل ہوئی ہے۔

''یَا وَدُوْدُ، یَا وَدُوْدُ، یَا وَدُوْدُ، یَا ذَا الْعَرْشِ الْمَجِیْدِ، یَا مُبْدِئُ یَا مُعِیْدُ، یَا فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ، اَسْأَلُكَ بِنُوْرِ وَجْهِكَ الَّذِیْ مَلَأَ اَرْكَانَ عَرْشِكَ، وَبِقُدْرَتِكَ الَّتِیْ قَدَرْتَ بِهَا عَلٰی خَلْقِكَ، وَبِرَحْمَتِكَ الَّتِیْ وَسِعَتْ كُلَّ شَیْءٍ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ یَا مُغِیْثُ اَغِثْنِیْ، یَا مُغِیْثُ اَغِثْنِیْ، اَغِثْنِیْ۔

تجربہ: امداد کے لئے چوتھے آسمان سے فرشتہ اُتر آیا

(الف) حضرت ابی بن کعبؓ اور حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ: اصحابِ رسول میں سے حضرت ابو معلق انصاری رضی اللہ عنہ بڑے عابد وزاہد اور ورع وتقویٰ کے مالک ہونے کے ساتھ ساتھ بڑے تاجر تھے، تجارت کے لیے سفر کیا کرتے تھے، دورانِ سفر ایک چور سے پالا پڑا جو تیر وتلوار لیے ہوئے تھا، اس نے کہا کہ: مال یہاں رکھ دو، میں تم کو قتل کروں گا۔

حضرت ابو معلق انصاریؓ نے فرمایا کہ: تم کو تو مال مطلوب ہے، جو حاضر ہے۔ میری جان سے کیا مطلب؟ چور نے کہا: نہیں! مجھ کو تو تمہاری جان ہی مطلوب ہے۔ فرمایا کہ: اچھا! مجھ کو اتنی مہلت دے دو کہ میں نماز پڑھ لوں۔ چور نے کہا: ہاں! نماز جتنی چاہے پڑھ لو، حضرت ابو معلقؓ نے وضو فرما کر نماز پڑھنی شروع کی، اور نماز سے فارغ ہو کر یہ (مذکورہ بالا) دعا پڑھی، اور تین مرتبہ یہ دعائیہ کلمات پڑھے، دیکھتے کیا ہیں! کہ ایک سوار نیزہ لیے ہوئے چور کی طرف بڑھا اور اس کا کام تمام کر دیا۔

بعد ازاں صحابیٔ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اس کی طرف متوجہ ہو کر دریافت کیا کہ: تم کون ہو؟ کہا: اللہ تعالیٰ نے مجھے تمہاری فریاد رسی اور امداد کے لئے بھیجا ہے، میں چوتھے آسمان کا فرشتہ ہوں، جب پہلی مرتبہ تم نے یہ دعا مانگی تو میں نے آسمان کے دروازوں

سے کھٹکھٹانے کی آواز سنی، جب دوسری مرتبہ دعا مانگی تو میں نے آسمان والوں کی چیخ اور پکار سنی، اور جب تم نے تیسری بار دعا مانگی، تو ہم فرشتوں سے کہا گیا کہ: یہ کسی مضطر اور مبتلائے کرب کی دعا ہے، اس وقت میں نے حق تعالیٰ سے درخواست کی کہ: مجھے اس کے قتل پر مامور کیا جائے، چنانچہ مجھے اجازت مل گئی، اور میں تمہاری مدد کے لیے آپہنچا۔

اس کے بعد فرشتے نے کہا: تم کو بشارت ہو، یہ یاد رکھنا کہ: جو شخص وضو کر کے چار رکعت نماز پڑھے اور یہ دعا مانگے اس کی دعا قبول ہوگی، خواہ وہ کرب اور بے چینی میں مبتلا ہو، یا نہ ہو۔

(ب) یہ واقعہ ''الرسالة القشيرية'' میں اس طرح مذکور ہے: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں ایک شخص مدینہ پاک اور ملکِ شام بغرض تجارت آتا جاتا رہتا تھا، اس کی عادت یہ تھی کہ سفر کسی قافلہ کے ہمراہ نہ کرتا؛ بلکہ توکلاً علی اللہ اکیلا ہی سفر کے لئے نکل جاتا۔ ایک مرتبہ یہ شخص ملک شام سے مدینہ پاک تجارت ہی کی غرض سے آرہا تھا، اچانک راستہ میں ایک گھوڑے سوار سے سابقہ پڑا، جو اس علاقہ کا ڈاکو تھا، تاجر کو دور سے ہی دیکھ کر چلانا شروع کیا: ٹھہر جا! بس! یہ بیچارہ تاجر وہیں کھڑا ہو گیا، اس نے ڈاکو سے کہا: میرا سارا مال لے جا؛ لیکن میرا راستہ چھوڑ دے۔ ڈاکو نے کہا: ''اَلْمَالُ مَالِيْ وَإِنَّمَا أُرِيْدُ نَفْسَكَ'' مال تو ہے ہی میرا؛ مگر میں تو تیری جان بھی لے کر رہوں گا۔ تاجر نے دوبارہ اس سے کہا: میری جان لے کر کیا کرے گا؟ مال لے کر راستہ چھوڑ! لیکن سخت دل ڈاکو تو اپنی پہلی بات پر ہی اڑا رہا، بالآخر تاجر نے اس سے کہا: پھر تو، تو مجھے اتنی مہلت دے کہ میں وضو کر کے نماز ادا کرلوں اور اللہ تعالی سے کچھ مانگ لوں۔ اس نے کہا: ٹھیک ہے! ''اِفْعَلْ مَا بَدَا لَكَ'' (جو تجھے کرنا ہو، کر) تاجر نے وضو کر کے چار رکعت نماز پڑھی اور آسمان کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے یہ دعا پڑھی:

''يَا وَدُوْدُ، يَا وَدُوْدُ، يَا وَدُوْدُ، يَا ذَا الْعَرْشِ الْمَجِيْدِ، يَا مُبْدِئُ يَا مُعِيْدُ، يَا فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ، اَسْئَلُكَ بِنُوْرِ وَجْهِكَ الَّذِيْ مَلَأَ أَرْكَانَ عَرْشِكَ، وَبِقُدْرَتِكَ

اَلَّتِیْ قَدَرْتَ بِهَا عَلٰی خَلْقِكَ وَبِرَحْمَتِكَ الَّتِیْ وَسِعَتْ كُلَّ شَیْءٍ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ یَا مُغِیْثُ اَغِثْنِیْ، یَا مُغِیْثُ اَغِثْنِیْ، اَغِثْنِیْ۔ (غالباً تین مرتبہ یہ دعا پڑھی)

جیسے ہی دعا سے فارغ ہوا، اچانک ایک گھوڑے سوار کو نہایت تیز رفتار گھوڑے پر آتے ہوئے اس حال میں دیکھا کہ اس پر سبز رنگ کے کپڑے تھے، اور اس کے ہاتھ میں نوکدار چمکیلا ہتھیار تھا، ڈاکو نے جیسے ہی اس گھوڑے سوار کو دیکھا، فوراً اس کے مقابلہ کے لئے اس کی طرف بڑھا؛ مگر جب قریب ہوا، تو گھوڑے سوار نے ڈاکو پر ایسا سخت حملہ کیا کہ وہ گھوڑے سے نیچے گر کر بے بس ہوگیا، اس گھوڑے سوار نے فوراً اس تاجر سے کہا: ''قُمْ! فَاقْتُلْ!'' (اٹھو! اور اسے قتل کر کے ختم کردو!) یہ سن کر تاجر کہنے لگا: آپ کون ہیں؟ میں نے تو آج تک کسی کو قتل نہیں کیا، اور نہ اسے قتل کرنے کو میرا جی چاہتا ہے، یہ سن کر خود وہ گھوڑے سوار دوبارہ ڈاکو کی طرف بڑھا، اور اسے قتل کردیا، اس کے بعد اس نے تاجر سے کہا کہ: میں تو تیسرے آسمان کا فرشتہ ہوں، جس وقت پہلی مرتبہ آپ نے دعا مانگی تو آسمان کے دروازوں کی کھنکھناہٹ سنی، تو ہم نے سمجھ لیا کہ کوئی بڑا معاملہ پیش آیا ہے، پھر جب دوسری مرتبہ دعا مانگی، تو آسمان کے دروازے کھل گئے، اور آگ کے انگاروں کے مثل شرارے دیکھے، اور جب تیسری مرتبہ دعا مانگی تو حضرت جبرئیل امین اوپر سے ہماری طرف تشریف لائے اور اعلان کرنے لگے کہ ''مَنْ لِهٰذَا الْمَكْرُوْبِ؟'' کون اس مصیبت زدہ کی مدد کرے گا؟ پس! میں نے اللہ تعالی سے اس ڈاکو کو قتل کرنے کی درخواست کی، جو منظور ہوئی۔

اس کے بعد اس فرشتہ نے کہا: اللہ تعالی کا جو بھی بندہ اپنی آفت ومصیبت میں اس دعا کو پڑھے گا، اللہ تعالی اس کی اس پریشانی کو دور فرمادے گا، اور مدد کرے گا۔ اس کے بعد یہ تاجر صحابی مدینہ پاک صحیح سالم واپس لوٹے، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر یہ پورا قصہ کہہ سنایا۔ سنتے ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالی نے آپ کو ان اسمائے حسنی کی تلقین فرمائی کہ اس کے ذریعہ جو دعا کی جائے، قبول ہوگی، اور جو مانگے گا، وہ عطا کیا جائے گا۔

﴿۸﴾

چوری، ڈکیتی وغیرہ سے حفاظت کی دعا

﴿قُلِ ادْعُوا اللهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ط اَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ۚ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا﴾

ترجمہ: آپ فرما دیجیے کہ: خواہ اللہ کہہ کر پکارو، یا رحمن کہہ کر پکارو، جس نام سے بھی پکاروگے، سو اس کے بہت سے اچھے اچھے نام ہیں، اور نماز میں نہ تو بہت پکار کر پڑھیں اور نہ بالکل ہی چپکے چپکے پڑھیں، اور دونوں کے درمیان ایک طریقہ اختیار کر لیجئے۔

(سورۂ بنی اسرائیل پارہ:۱۵، آیت:۱۱۰)

فضیلت: حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکورہ آیتِ شریفہ کے بارے میں فرمایا ''وَهُوَ أَمَانٌ مِنَ السَّرِقَةِ'' یعنی اس کے ذریعہ چوری سے حفاظت وسلامتی نصیب ہوتی ہے۔

(سبل الهدیٰ والرشاد ج:۱۰ص:۲۲۸، دلائل النبوۃ للبیہقی: باب ما روي في الأمان من السرق والحرق: ج:۷ص:۱۲۱)

تجربہ: چوری کا مال اٹھایا تو دروازہ بند اور واپس رکھا تو دروازہ کھلا پایا

ایک مرتبہ ایک صحابی رات کو یہ آیت پڑھ کر بستر پر لیٹے ہی تھے کہ کچھ دیر کے بعد ان کے مکان میں چور گھس آیا، اور مکان میں جو کچھ سامان تھا اسے سمیٹ کر کندھے پر ڈال کر باہر نکلنے کے ارادے سے دروازے کی جانب بڑھا؛ مگر دروازہ بند پایا، یہ دیکھ کر وہ بڑا پریشان ہوا، کوئی تدبیر سمجھ میں نہ آئی، بالآخر سارا سامان گھر میں واپس رکھ دیا اور دروازہ پر پہنچا تو اس نے دروازہ کھلا پایا، یہ دیکھ کر پھر اس کی نیت بگڑی، اور گھر کا سامان اٹھا کر

دروازے سے باہر نکلنے کی کوشش کی؛ مگر پہلے کی طرح پھر دروازہ بند پایا، ایسا تین تین مرتبہ پیش آیا، اِدھر یہ صحابی اپنے بستر ہی پر لیٹے لیٹے یہ ماجرہ دیکھ رہے تھے، چنانچہ اس حیرت انگیز حفاظت وسلامتی کو دیکھ کر پہلے تو وہ ہنسے، پھر چور سے کہنے لگے کہ: میاں! میں نے تو اپنے پورے مکان کی حفاظت کا سامان کر رکھا ہے اِنِّیْٓ اَحْصَنْتُ بَیْتِیْ (پھر چوری کیسے ہوسکتی ہے؟) چنانچہ وہ چور نا کام واپس لوٹ گیا۔

(سبل الہدیٰ والرشاد ج:۱۰،ص:۲۲۸باب ماروي في الأمان من السرق و الحرق، الخصائص الکبری: باب مایتلی حین یأخذ الإنسان مضجعه: ج:۲،ص:۳۰۰)

آیاتِ شفا

۱ وَيَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۴﴾

۲ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ

۳ يَخْرُجُ مِنْۢ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِيْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ

۴ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ

۵ وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ ﴿۸۰﴾

۶ قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّشِفَآءٌ

فائدہ: جو شخص چھوٹی بڑی، نئی پرانی کسی بھی طرح کی بیماری میں اول وآخر درود شریف کے ساتھ اِن آیات کو طاق عدد میں پڑھ کر مریض کے بدن پر دم کردے، نیز پانی پر دم کرتے ہوئے پانی استعمال کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے اس کی بیماری کو جڑ سے اکھاڑ پھینکتے ہیں۔

﴿۹﴾

سفر میں خوش حالی میسر ہونے کی دعا

(۱)﴿قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ﴾(پارہ ۳۰/سورۂ کافرون)(۲)﴿اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ﴾(پارہ ۳۰/سورۂ فتح)(۳)﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾(پارہ ۳۰/سورۂ اخلاص)(۴)﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾(پارہ ۳۰/سورۂ فلق)(۵)﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾(پارہ ۳۰،سورۂ ناس) (مسند ابی یعلی الموصلی، رقم الحدیث:۷۴۱۹، المطالب العالیہ:۳۷۸۴)

فضیلت: حضرت جبیر بن مطعمؓ فرماتے ہیں کہ: ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ: اے جبیر! کیا تم اس بات کو پسند کرتے ہو کہ جب سفر میں نکلو تو اپنے تمام رفقاء میں تمہاری ظاہری حالت بہت اچھی رہے، اور تمہارے پاس سب سے زیادہ توشہ ہو؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں! تو اس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: (مذکورہ بالا) پانچ سورتیں اس طرح پڑھو کہ ہر سورت کے شروع اور آخر میں ''بسم اللہ الرحمن الرحیم'' پڑھو (دریں صورت سورۂ ناس سے فارغ ہونے پر سفر کی ابتداء بسم اللہ الرحمن الرحیم سے ہوگی، اسی کو حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس طرح فرمایا: وَافْتَتِحْ كُلَّ سُوْرَةٍ بِبِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، وَاخْتِمْ قِرَاءَتَكَ بِبِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ)

تجربہ: حضرت جبیر بن مطعمؓ کی حالت بہتر ہوگئی

حضرت جبیرؓ یہ فرماتے ہیں کہ: میں بہت ہی زیادہ مالدار اور صاحب ثروت تھا، پھر بھی جب میں سفر کو نکلتا تو میری حالت بہت ہی زیادہ خستہ اور قابل رحم ہو جاتی تھی، اور اکثر توشہ بھی کم پڑ جاتا تھا؛ لیکن جب سے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بارے میں مجھے (مذکورہ حضرت جبیرؓ کے الفاظ) سورتوں کی تعلیم دی، اس وقت سے میں نے ان کو اپنا معمول بنالیا،

اور سفر میں ان کا بڑا اہتمام کرتا رہا، جن کی برکت سے اب دورانِ سفر تمام رفقاءِ سفر سے بہتر حالت میں اور زیادہ توشہ والا رہتا ہوں، اور گھر واپسی تک اچھی حالت باقی رہتی ہے۔

آیاتِ حفاظت

① وَلَا يَـُٔودُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ﴿۲۵۵﴾

② فَاللّٰهُ خَيْرٌ حٰفِظًا ۠ وَّهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۶۴﴾

③ وَحِفْظًا مِّنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ مَّارِدٍ ﴿۷﴾

④ وَحِفْظًا ۭ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ﴿۱۲﴾

⑤ وَحَفِظْنٰهَا مِنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ ﴿۱۷﴾

⑥ اِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ ﴿۴﴾

⑦ بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ ﴿۲۱﴾ فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ ﴿۲۲﴾

⑧ لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ ۭ

⑨ اِنَّ رَبِّيْ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَفِيْظٌ ﴿۵۷﴾

⑩ وَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً ۭ

⑪ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ﴿۹﴾

⑫ وَكُنَّا لَهُمْ حٰفِظِيْنَ ﴿۸۲﴾

⑬ وَرَبُّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَفِيْظٌ ﴿۲۱﴾

⑭ اللّٰهُ حَفِيْظٌ عَلَيْهِمْ ڮ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ﴿۶﴾

⑮ وَعِنْدَنَا كِتٰبٌ حَفِيْظٌ ﴿۴﴾ ⑯ وَاِنَّ عَلَيْكُمْ لَحٰفِظِيْنَ ﴿۱۰﴾

فائدہ: اِن آیات کو پڑھنے یا لکھ کر اپنے پاس رکھنے سے ہر خوفناک چیزوں سے، چاہے وہ دشمن ہو یا ظالم حاکم یا درندہ وغیرہ؛ ان تمام سے پڑھنے والے، لکھنے والے کی حفاظت وسلامتی رہتی ہے۔

﴿۱۰﴾

بامراد و بسلامت سفر سے واپسی کی دعا

﴿اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ﴾.

(سورۂ مؤمنون، پارہ ۱۸- آیت نمبر ۱۱۵)

ترجمہ: کیا تم نے یہ خیال کیا تھا کہ ہم نے تم کو یوں ہی بے مقصد پیدا کر دیا ہے اور یہ کہ تم ہمارے پاس نہیں لائے جاؤ گے۔ (عمل اليوم والليلة لابنِ السني ص:۲٦، حدیث نمبر: ۷۷، معرفة الصحابہ لابی نعیم: ۷۲۸)

تجربہ: حضرات صحابہ کی خطیر مالِ غنیمت کے ساتھ بسلامت واپسی

حضرت ابراہیم بن حارث تیمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ایک مرتبہ ہمیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک سریہ (دورِ نبوی کی وہ جنگ جس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شریک نہ ہوئے ہوں) کے لیے روانہ کیا، تو ہمیں یہ تلقین فرمائی کہ صبح وشام بکثرت (مذکورہ) آیت پڑھتے رہیں، سو ہم نے اس کا اہتمام کیا تو اس کی برکت سے بے شمار مالِ غنیمت حاصل ہوا اور بسلامت مدینہ پاک واپسی ہوئی۔

تحقیق: مغالطہ نہ ہو ...... مذکورہ دعا میں ابراہیم تیمی سے تابعی مراد نہیں ہے، بلکہ صحابی مراد ہیں جیسا کہ شخصیات میں انکا مفصل تعارف کرایا گیا ہے۔

﴿۱۱﴾

مصیبت زدہ پر نظر پڑے، اس وقت کی دعا

☾ ”اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ عَافَانِیْ مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهٖ وَفَضَّلَنِیْ عَلٰی كَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِیْلًا“

ترجمہ: تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں، جس نے مجھے اس مصیبت سے عافیت عطا فرمائی جس میں تو مبتلا ہے، اور بہت سی مخلوق پر مجھے فضیلت بخشی۔

(ترمذي شریف، باب ما جاء مایقول إذا رأى مبتلًى، جلد ثانی ص:۱۸۱، رقم الحدیث:۳۴۳۱- ابن ماجہ، رقم الحدیث:۳۸۹۲، کتاب الدعاء للطبراني ص:۲۵۳، رقم الحدیث:۷۹۷-عمل الیوم و اللیلة لابن السني ص:۸۲، رقم الحدیث ۳۰۸)

فضیلت: حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ: اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب بھی کوئی شخص کسی مصیبت زدہ (بیمار، ایکسیڈنٹ میں زخمی، قید و گرفت، وغیرہ ناگوار حالت والے) کو دیکھ کر یہ (مذکورہ بالا) دعا پڑھے، تو اللہ تعالیٰ پڑھنے والے کو یقیناً پوری زندگی جب تک وہ (زندہ) رہے اس مصیبت سے عافیت دیں گے اور بچائے رکھیں گے۔

تجربہ: باکمال اِکلوتی بیٹی پر کینسر کا خدشہ غلط ثابت ہوا

ایک علاقہ میں اعجاز نامی بڑے ہی دین دار و با اخلاق شخص رہا کرتے تھے، وہ صاحبِ ثروت ہونے کے ساتھ بہت ہی دردمند دل کے مالک تھے، ہر پریشان حال کی امداد میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے، جس کی وجہ سے خاندان اور دوسروں کی نظر میں بڑے محبوب تھے، ان کی ایک ہی بیٹی ”عطیہ بتول“ نامی بہت سے کمالات سے آراستہ تھی، ایک دینی ادارہ سے عالمیت کا کورس بھی کیا تھا، بڑی باحیا اور پاک دامن تھی، اللہ تعالیٰ نے غیر معمولی حسن و جمال بھی دے رکھا تھا، اپنے گھرانے میں ہر کسی کی چہیتی تھی، بھائی اعجاز نے اپنے خاندان

کے ایک پڑھے لکھے دین دار نوجوان سے اس کا رشتہ طے کر دیا۔

چنانچہ اس نکاح کے لیے ہر قسم کی تیاری ہونے لگی، اچانک ایک دن بیٹی کے پیٹ میں سخت درد ہوا، مسلسل قے نے اسے بے حال کر دیا، فیملی ڈاکٹر کی رہنمائی سے شہر ہی کے مشہور ہسپتال میں داخل کیا، ماہر ڈاکٹر کے کہنے پر پیٹ کا اسکین (SCAN) کیا گیا، جب اس کی رپورٹ سامنے آئی تو اعجاز کے ہاتھوں سے طوطے اڑ گئے؛ کیوں کہ ڈاکٹر نے یہ بتایا کہ: ''عطیہ بتول'' کو تو کینسر کا عارضہ لاحق ہوا ہے؛ لہٰذا فوراً کسی ماہر ڈاکٹر کی طرف رجوع کیا جائے۔ بیچارے بہت ہی پریشان ہو گئے، اور بیٹی سے اس بات کو چھپانے کی غرض سے اس کے سامنے نہ آئے، بالآخر بیٹی ہی نے ابا کے پاس جا کر، رپورٹ کی حقیقت معلوم کی، باپ نے بتکلف کہا: بیٹی!...... گھبرانے کی کوئی بات نہیں، یہاں سے قریب کالی کٹ میں اس بیماری کا بڑا ماہر ڈاکٹر ہے، ڈاکٹر نے وہاں جانے کا مشورہ دیا ہے، اب ہم وہاں دِکھلا دیں گے۔ بیٹی کو باپ کے اس جواب پر اطمینان نہ ہوا، اور کہا: ابا!...... لگتا ہے کہ آپ مجھ سے کوئی بات چھپا رہے ہیں، جب تک مجھے صحیح بات نہ بتلاؤ گے نہ گولی کھاؤں گی نہ دوا۔ مجبوراً باپ کو بتانا پڑا، سنتے ہی بلا جھجک بیٹی پورے اعتماد کے ساتھ کہنے لگی کہ: مجھے کسی حال میں کینسر کا مرض لاحق نہیں ہوسکتا؛ کیوں کہ میں نے بارہا اس مرض میں مبتلا حضرات کو دیکھ کر یہ (مذکورہ بالا) دعا پڑھی ہے، جس کے پڑھنے پر آقائے مدنی ﷺ نے یہ بتایا ہے کہ پڑھنے والے کو کبھی وہ تکلیف ہو ہی نہیں سکتی، (اور ساتھ ساتھ مذکورہ بالا حدیث بھی سنا دی)............ لہٰذا فکر کرنے کی ضرورت نہیں۔

بیٹی کی اس دینی گفتگو کو سن کر اعجاز صاحب کو بھی بڑی خوشی ہوئی اور ان کی حسرت، مسرت سے اور یاس، آس سے بدل گئی، بالآخر اس بارے میں اپنے بڑے بھائی سے مشورہ کیا، اور یہ بات طے پائی کہ دنیا دار الاسباب ہے؛ لہٰذا سبب کے درجہ میں ہم ملک کے سب سے بڑے ہسپتال ''ٹاٹا ریسرچ انسٹی ٹیوٹ بمبئی'' بیٹی کو لے جائیں، اللہ تعالیٰ نے وسائل بھی دے رکھے ہیں اور وہاں آلات بڑے اچھے ہیں، ان شاء اللہ اطمینان بخش کوئی بات سامنے

آئے گی، مشورہ کے مطابق فی الفور ہوائی جہاز سے اعجاز صاحب اپنی بیٹی کو لے کر ہسپتال پہنچ گئے، اور داخل کر دیا، وہاں کے مشہور و معروف ڈاکٹر نے بتلایا: صحیح تفصیلی رپورٹ اگر آپ چاہتے ہیں تو دو تین دن آپ کو انتظار کرنا ہوگا، اور اس کے اِخراجات بھی زیادہ ہوں گے، سوچ لیں کیا کرنا ہے؟ بھائی اعجاز نے ہاں کہہ دی، اور ڈاکٹر صاحبان نے اپنی کاروائی شروع کر دی۔ اِدھر سارا گھرانہ اللہ سے لو لگائے ہوئے دعا کرتا رہا، چوتھے دن اسی ڈاکٹر نے اعجاز صاحب کو اپنے دفتر میں طلب کیا، دھڑکتے دل کے ساتھ، اللہ پر اعتماد کرتے ہوئے، ڈاکٹر کے کیبن میں اعجاز میاں داخل ہوئے، ڈاکٹر نے دور ہی سے اعجاز کو مسکراتے ہوئے مبارک بادی دینی شروع کر دی، یہ سنتے ہی امید کی کرنیں بندھ گئی، ڈاکٹر نے کہا کہ: بھائی اعجاز! یہ انتہائی حیرت کی بات ہے کہ بچی میں کینسر پیدا ہونے کے تمام اسباب موجود ہیں، مگر اس کے باوجود کینسر کا عارضہ لاحق نہیں ہوا، لگتا ہے اوپر والے کی بڑی مہربانی آپ کے ساتھ ہے، ایسے کیس ہزاروں میں مشکل سے اکاّ دکاّ ہوا کرتے ہیں۔

اس اطمینان بخش رپورٹ کو سن کر اعجاز کی آنکھوں سے بے اختیار خوشی کے آنسو ٹپک پڑے، اور واپس لوٹ کر جب اپنی لاڈلی بیٹی کو یہ رپورٹ بتلائی، تو اس نے بے ساختہ یہ کہا کہ: اس بات سے اللہ پر ایمان قوی و مضبوط ہوگیا، ابا! مجھے تو پہلے ہی سے حدیث پر عمل کرنے کے سبب یہ یقین تھا، کہ ایسی کوئی بات ہو ہی نہیں سکتی۔ اس کے بعد جب یہ خبر گھر پہنچی تو وہاں بھی افسردگی اور مایوسی کی فضا خوشی میں بدل گئی۔ فللّٰہ الحمد و الشکر

(دعاؤں کے معجزانہ اثرات واقعات کی روشنی میں ص:۳۱)

نوٹ: علماء محققین فرماتے ہیں کہ: مزاج پرسی کرنے والے کے لئے مناسب ہے کہ یہ دعا آہستہ سے پڑھے؛ تاکہ مریض کو سنائی نہ دے، کیوں کہ اس سے مریض کو تکلیف ہوگی، وہ سمجھے گا کہ یہ حضرات میری بیماری پر خوش ہو رہے ہیں، البتہ مریض فاسق و فاجر ہے تو بلند آواز سے پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے؛ بلکہ ممکن ہے کہ ایسا کرنے سے وہ متنبہ ہو جائے گا۔ (مرقاۃ)

﴿۱۲﴾

متعین وقت پر بیدار ہونے کا عجیب نسخہ

﴿قُلۡ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثۡلُكُمۡ يُوۡحٰٓى اِلَىَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمۡ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَمَنۡ كَانَ يَرۡجُوۡا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلۡيَعۡمَلۡ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشۡرِكۡ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖۤ اَحَدًا﴾

ترجمہ: آپ کہہ دیجیے: میں تو تم ہی جیسا بشر ہوں، میرے پاس بس یہ وحی آتی ہے کہ: تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے، سو جو شخص اپنے رب سے ملنے کی آرزو رکھے تو نیک کام کرتا رہے، اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے۔

فضیلت: (۱) حضرت عائشہؓ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی نقل فرماتی ہیں کہ: کیا میں آپ لوگوں کو ایسی سورت بتاؤں جس کے عظیم الشان ثواب نے آسمان وزمین کے خلا کو بھر دیا، اور اس کے لکھنے والے کے لیے بھی، پڑھنے والے کی طرح ثواب ہے۔ اور جو شخص اس کو بروز جمعہ پڑھے، اللہ تعالیٰ دوسرے جمعہ تک کے سارے گناہ معاف فرمادیتے ہیں، اور جو شخص اس سورت کی آخری پانچ آیات کو سونے سے پہلے پڑھتا ہے تو اس کی برکت سے رات کو جس وقت اٹھنا چاہے، اللہ تعالیٰ اسی وقت بیدار فرما دیتے ہیں؟ اور وہ سورت سورۂ کہف ہے۔ (تفسیر ابن مردویہ، روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم، کنز العمال-- نقلا عن الثعالبی)

(۲) حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: ایک مرتبہ کسی نے حضرتؐ سے دریافت کیا کہ: میں بسا اوقات رات کے کسی حصے میں بیدار ہونے کا ارادہ رکھتا ہوں؛ مگر نیند غالب ہوجاتی ہے، اس لیے میں بیدار نہیں ہو پاتا۔ آپؐ نے فرمایا: جب تو رات کے کسی حصے میں جاگنا چاہے، تو اتنا کرلیا کر کہ جب بستر پر تو سوئے، تو سورۂ کہف کی آیت ''قُلۡ لَّوۡ كَانَ الۡبَحۡرُ'' سے لے کر آخر سورت تک پڑھ لے، اللہ تعالیٰ تجھے اسی وقت اٹھا دیں گے جس میں تجھے اٹھنے کا ارادہ ہو۔ (تفسیر قرطبی ج:۱۱ص:۷۲)

(۳) حضرت زر بن حبیشؒ فرماتے ہیں کہ: جو آدمی سورۂ کہف کی آخری آیت اِس ارادہ سے پڑھتا ہے، کہ رات کے فلاں حصہ میں بیدار ہو جاؤں، اور میری آنکھ کھل جائے، تو اللہ تعالیٰ اُس کو متعینہ وقت پر بیدار فرما دیتے ہیں۔ (مسند دارمی، رقم الحدیث:۳۴۴۹-ابن ابی الدنیا فی التہجد وقیام اللیل، رقم الحدیث:۳۱۸-فیض القدیر ج:۳،ص:۱۰۴)

فائدہ: پہلی روایت سے معلوم ہوا کہ سورۂ کہف کی اخیر کی کل پانچ آیات یعنی ﴿اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ﴾ سے آخرِ سورت تک پڑھے۔اور دوسری روایت سے معلوم ہوا کہ سورۂ کہف کی آخری دو آیات اس مقصد کے لیے پڑھی جائے، جب کہ تیسری روایت میں یہ ہے کہ متعینہ وقت پر بیدار ہونے کے لیے اس سورت کی فقط آخری آیت پڑھ لی جائے۔

تحقیق: (۱) یہ بات یاد رہے کہ متعینہ وقت پر بیدار ہونے کے لیے مذکورہ بالا نسخے کے بارے میں اختلاف ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہے یا کسی صحابی وغیرہ سے؟ (اول کو''مرفوع'' اور ثانی کو''موقوف'' یا''مقطوع'' کہتے ہیں) اس بارے میں روایات مختلف ملتی ہیں۔ چنانچہ فضیلت میں نمبر اول پر جو حدیث ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خود آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ نسخہ ارشاد فرمایا اور باقی دو روایات سے پتہ چلتا ہے کہ صحابیٔ رسول یا تابعی کا بیان کردہ نسخہ ہے۔ اس میں بھی پہلی بات جس کتاب سے منقول ہے اس کے مستند اور معتبر ہونے کے بارے میں کلام ہے، یعنی امام ثعالبی کی تفسیر، کہ اس میں مذکور روایات کے سلسلے میں محققین نے کافی کلام نقل کیا ہے؛ مگر اس سب کے باوجود یہ کہنے میں کوئی جھجھک نہیں کہ اکابرینِ امت کے عمل اور ان کے تجربے اور ان کی ہدایات وغیرہ سے مضمونِ حدیث کی پوری پوری تائید ہوتی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

(۲) ایک اور تفسیر میں سورۂ کہف کی اِن آیات کے بارے میں نہایت ہی نادر چیز نقل کی ہے کہ: صحیح مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ہر رات میں ایک ایسی مقبول گھڑی ہوتی ہے کہ اگر کسی مسلمان کو وہ

گھڑی ہاتھ لگ جائے اور اس میں وہ دنیا وآخرت کی کوئی بھلائی مانگ لے، تو اللہ تعالیٰ بالضرور وہ چیز عطا فرماتے ہیں۔ (الحدیث)

البتہ یہ گھڑی متعین نہیں، تو اب اگر کوئی شخص اِس گھڑی کو معلوم کرنا چاہیے، تو اسے چاہیے کہ سورۂ کہف کی آخری چار آیتیں ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ﴾ سے آخر تک) پڑھ لے تو اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے اسے مقبول گھڑی میں بیدار فرما دیں گے۔ اتنا ہی نہیں؛ بلکہ اگر کسی وجہ سے دوبارہ غنودگی طاری ہوئی، تو بار بار بیداری نصیب ہوگی۔ چنانچہ یہ نسخہ لکھنے والے آگے یہ فرماتے ہیں: اے بندۂ خدا! اگر تو اِس گھڑی میں بیدار ہو جائے تو مجھے بھی اپنی دعا میں یاد رکھنا۔ یہ وہ پتہ کی بات ہے جو اللہ نے مجھ پر اِلقا فرمائی اور استخارے کے بعد میں بیان کر رہا ہوں؛ لہٰذا اس سے خوب فائدہ اٹھانا چاہیے۔ قرآن مجید کے بہت سے اسرار و رموز ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر کھولتا ہے۔ (تفسیر ثعالبی ج:۲ ص:۳۹۹ وھو غیر الثعلبی المشھور)

(۳) حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما جب لیٹنے کے لیے بستر پر تشریف لاتے، تو سورۂ کہف کی تلاوت فرماتے تھے۔ (سیر اعلام النبلاء)

تجربہ: راویٔ حدیث اور مشہور و معروف قاری کا مشاہدہ

(۱) حدیث کے راوی حضرت عبدہؒ فرماتے ہیں کہ ہم نے اس کا بارہا تجربہ کیا اور اسی طرح پایا۔

(۲) ابن کثیر مکیؒ فرماتے ہیں کہ بندے نے بیشمار مرتبہ جہاد وغیرہ میں اسکا تجربہ کیا، کہ اس کو پڑھ کر جب میں سویا تو جس وقت اٹھنے کی چاہت ہوتی اسی وقت میری آنکھ کھل جاتی، البتہ میں ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ﴾ سے آخر تک پڑھتا ہوں۔

(کتاب فضائل القرآن للقاسم بن سلام- جمال القراء وکمال الاقراء- الاتقان فی علوم القرآن)

۱۳

حفظ قرآن، اور قوت حافظہ میں اضافہ کی دعا

اَللّٰھُمَّ ارْحَمْنِیْ بِتَرْكِ الْمَعَاصِیْ اَبَدًا مَا اَبْقَیْتَنِیْ، وَارْحَمْنِیْ اَنْ اَتَكَلَّفَ مَالَا یَعْنِیْنِیْ، وَارْزُقْنِیْ حُسْنَ النَّظَرِ فِیْمَا یُرْضِیْكَ عَنِّیْ، اَللّٰھُمَّ بَدِیْعَ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ، ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ وَالْعِزَّةِ الَّتِیْ لَا تُرَامُ، اَسْأَلُكَ یَا اَللّٰهُ یَا رَحْمٰنُ، بِجَلَالِكَ وَنُوْرِ وَجْهِكَ، اَنْ تُلْزِمَ قَلْبِیْ حِفْظَ كِتَابِكَ، كَمَا عَلَّمْتَنِیْ، وَارْزُقْنِیْ اَنْ اَتْلُوَهٗ عَلَى النَّحْوِ الَّذِیْ یُرْضِیْكَ عَنِّیْ، اَللّٰھُمَّ بَدِیْعَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ، ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ وَالْعِزَّةِ الَّتِیْ لَا تُرَامُ، اَسْأَلُكَ یَا اَللّٰهُ یَا رَحْمٰنُ، بِجَلَالِكَ وَنُوْرِ وَجْهِكَ، اَنْ تُنَوِّرَ بِكِتَابِكَ بَصَرِیْ، وَاَنْ تُطْلِقَ بِهٖ لِسَانِیْ، وَاَنْ تُفَرِّجَ بِهٖ عَنْ قَلْبِیْ، وَاَنْ تَشْرَحَ بِهٖ صَدْرِیْ، وَاَنْ تَغْسِلَ بِهٖ بَدَنِیْ، فَاِنَّهٗ لَا یُعِیْنُنِیْ عَلَى الْحَقِّ غَیْرُكَ، وَلَا یُؤْتِیْهِ اِلَّا اَنْتَ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔

ترجمہ: اے اللہ جب تک تو مجھے زندہ رکھے ہمیشہ گناہ سے بچنے کی اور غیر مفید باتیں چھوڑنے کی توفیق عطا فرما، اور وہ بصیرت عطا کر جس سے تو راضی ہو جائے، اے اللہ آسمانوں اور زمین کے موجد! بزرگی واحترام اور ایسی عزت والے جس تک پہنچنے کا ارادہ بھی نہیں کیا جاسکتا، اے اللہ! اے رحم کرنے والے! میں تجھ سے تیری بزرگی اور تیری ذات کے نور کا واسطہ دے کر مانگتا ہوں، کہ جس طرح تو نے مجھے اپنی کتاب (قرآن مجید) سکھلائی ہے، اسی طرح مجھے اس کی ایسی تلاوت کرنے کی توفیق نصیب فرما جس سے تو راضی ہو جائے، اے آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے! بزرگی واحترام اور ایسی عزت کے مالک، جس کے حاصل کرنے کا قصد بھی نہیں کیا جاسکتا، اے اللہ! اے نہایت رحم کرنے والے، میں تجھ

سے تیری بزرگی اور تیری ذات کے نور کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں، کہ تو اپنی کتاب (کی برکت) سے میری آنکھوں کو منور اور میری زبان کو جاری کر دے، اور میرے دل سے غم دور کر دے، اور اس کی (برکت سے) میرا سینہ کھول دے، اور بدن کو گناہوں سے دھو دے؛ کیوں کہ تیرے سوا کوئی حق پر میری مدد نہیں کر سکتا، یہ تو، تُو ہی کر سکتا ہے، اور طاقت وقوت اللہ بلند وبرتر ہی کی مدد سے ہے۔

(ترمذی باب فی دعاء الحفظ: ص ر ۱۹۷، رقم الحدیث: ۳۵۷۰، حاکم فی المستدرک رقم الحدیث: ۱۱۹۱، عن ابن عباس رضی اللہ عنہ بسند حسن غریب)

فضیلت: ان کلمات کی برکت سے دعا ضرور قبول ہوتی ہے، حدیث پاک میں ہے کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے نبیٔ برحق بنا کر بھیجا ہے! کسی مؤمن کی یہ دعا کبھی رد نہیں کی جاتی۔ (ترمذی شریف جلد ثانی ص ر ۱۹۷)

طریقہ: جمعہ کی رات کو آخری تہائی حصہ میں یا دشوار ہو تو درمیانی حصہ میں یا شروع رات ہی میں چار رکعت نفل نماز اس طرح پڑھی جائے کہ پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد ''سورۂ یٰسین''، دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد ''سورۂ دُخان''، اور تیسری رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد ''سورۂ الٓمّٓ سجدہ'' اور چوتھی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد ''سورۂ ملک'' پڑھے، اور جب (قعدۂ اخیرہ میں) التحیات سے فارغ ہو جاوے تو اس طرح دعا مانگے: اول حق تعالیٰ کی خوب حمد وثنا بیان کرے، اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر خوب درود بھیجے، نیز تمام انبیاء پر سلام بھیجتے ہوئے جملہ مؤمنین ومؤمنات کے لیے، اور ان مسلمان بھائیوں کے لئے جو پہلے گزر گئے ہیں استغفار کرے پھر یہ (اوپر والی) دعا پڑھے۔

تجربہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شکایت دور ہوگئی

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ: ایک مرتبہ مَیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میرے ماں باپ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر قربان ہوں، قرآن پاک میرے سینے سے نکل جاتا ہے، اور جو کچھ یاد کرتا ہوں وہ محفوظ نہیں رہتا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: اے ابوالحسن! کیا میں تجھے ایسی ترکیب بتلاؤں، جو تجھے بھی نفع دے اور جس کو تو بتلا دے اس کے لیے بھی نافع ہو، اور جو کچھ تو سیکھے وہ محفوظ رہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے عرض کیا: ضرور ارشاد فرمایئے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: اگر شب جمعہ میں آخری تہائی حصہ میں اٹھ سکتے ہو، تو یہ بہت ہی اچھا ہے (کہ یہ وقت ملائکۂ رحمت کے نازل ہونے کا ہے اور دعا اس وقت خاص طور سے قبول ہوتی ہے، اور میرے بھائی یعقوب (علیہ السلام) نے جو ﴿سَوۡفَ اَسۡتَغۡفِرُ لَكُمۡ﴾ فرمایا تھا (کہ عنقریب تمہارے لئے استغفار کرونگا۔ اس سے شب جمعہ مراد تھی) اور اگر اس وقت میں جاگنا دشوار ہو تو رات کے درمیانی حصہ میں، اور یہ بھی نہ ہو سکے تو شروع رات ہی میں کھڑے ہو کر چار رکعت نماز (نفل اِس ترکیب سے) پڑھو، کہ پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد ''سورۂ یٰسین'' اور دوسری رکعت میں فاتحہ کے بعد ''سورۂ دخان'' اور تیسری رکعت میں فاتحہ کے بعد ''سورۂ الٓمٓ سجدہ'' اور چوتھی رکعت میں فاتحہ کے بعد ''سورۂ ملک'' پڑھو۔

اور جب (قعدۂ اخیرہ میں) التحیات سے فارغ ہو جاؤ تو (اِس ترتیب سے دعا مانگو کہ) اول حق تعالیٰ کی خوب حمد وثنا بیان کرو، اور اس کے بعد مجھ پر خوب درود بھیجو، نیز تمام انبیاء پر سلام بھیجتے ہوئے جملہ مؤمنین ومؤمنات کے لیے، اور ان مسلمان بھائیوں کے لئے جو تم سے پہلے گزر گئے ہیں استغفار کرو پھر یہ (اوپر والی) دعا پڑھو۔

اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے ابوالحسن! (یہ حضرت علیؓ کی کنّیت ہے) اس وظیفے کا تین یا پانچ یا سات جمعہ تک اہتمام کرو، امید ہے کہ اللہ کے حکم سے تمہاری مراد پوری ہو جائے گی اور تمہاری شکایت دور ہو جائے گی۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ: بخدا! ٹھیک پانچ یا سات جمعہ کے بعد حضرت علیؓ دربارِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے کہ: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! پہلے تو چار آیات کا یاد رکھنا اور حفظ کرنا مشکل تھا

اور میں بھول جاتا تھا؛ مگر اب اس (مذکورہ بالا) وظیفہ کی برکت سے بآسانی چالیس آیات اس طرح یاد ہو جاتی ہے کہ زبانی پڑھتا رہتا ہوں تو ایسا لگتا ہے کہ قرآن مجید میرے سامنے کھلا ہوا ہے اور میں دیکھ کر پڑھ رہا ہوں؛ بلکہ اس کی برکت سے حفظ احادیث میں بھی بہت فائدہ ہوا کہ پہلے تو ایک دو احادیث کا یاد رکھنا مشکل تھا، اب بآسانی بہت سی احادیث یاد کر لینے کے بعد بلا کم و کاست حفظ سنا دیتا ہوں اور اس میں کوئی رکاوٹ یا گڑبڑ بھی نہیں ہوتی۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ سن کر از راہِ مسرت فرمایا: اے ابوالحسن! ربِّ کعبہ کی قسم! تم واقعی باکمال مؤمن ہو۔ (ترمذی جلد: ۲ ص: ۱۹۷)

اکابرِ صحابہ کی زندگی کا نچوڑ

ابوبکر: وہ ہیں جو زندگی اسلام کے نام کرے۔

عمر: وہ ہیں جو عدل و انصاف عام کرے۔

عثمان: وہ ہیں جن کے خون کو محفوظ قرآن کرے۔

علی: وہ ہیں جو شجاعت اپنے نام کرے۔

معاویہ: وہ ہیں جنہیں حیدر سلام کرے۔

حسین: وہ ہیں جو عثمان کا پہرے دار بنے۔

عائشہ: وہ ہیں جن کی عزت کی صفائی رب کا کلام کرے۔

ابوہریرہ: وہ ہیں حدیثِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کام کرے۔

ابن مسعود: وہ ہیں جو سنت کو بچانے کا اہتمام کرے۔

خالد بن ولید: وہی ہیں جو راہِ خدا میں کفر کا قتلِ عام کرے۔

مؤمن: وہ ہیں جو ہر ایک صحابہ کا احترام کرے۔

﴿۱۴﴾

دین ودنیا کی ہر خیر کا مجرب ترین نسخہ: آبِ زمزم

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ عِلْمًا نَّافِعًا وَّرِزْقًا وَّاسِعًا وَّشِفَاءً مِّنْ كُلِّ دَاءٍ.

ترجمہ: اے اللہ! میں آپ سے نفع بخش علم، کشادہ رزق اور ہر بیماری سے تندرستی مانگتا ہوں۔ (دارقطنی عن ابن عباس رضی اللہ عنہ، المستدرک: ۱۷۳۹، مصنف عبدالرزاق: ۹۱۱۲)

فضیلت: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی نقل فرماتے ہیں کہ: آدمی آبِ زمزم پیتے ہوئے جس مقصد کا ارادہ کرے، اللہ اسے عطا فرماتے ہیں؛ اگر پیتے ہوئے صحت یابی کی نیت کی تو اللہ اسے شفا عطا فرمائیں گے، بھوک مٹانے کے ارادہ سے پیئے، تو اللہ اسے شکم سیر کر دیتے ہیں، پیاس بجھانے کا ارادہ ہو، تو اللہ اس کی پیاس بجھا دیتے ہیں، یہ جبرئیل امین کی ایڑی کا نقش ہے اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کے لیے خدائی مشروب ہے۔

فائدہ: روایات میں یہ ہے کہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما یہ (مذکورہ بالا) دعا پڑھا کرتے تھے۔

تجربہ: (۱) پندرہ دن تک بغیر غذا کے رہے

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے بھتیجے حضرت عبداللہ بن صامت کی روایت ہے کہ: مجھ سے میرے چچا ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا:

”اے بھتیجے! وہ واقعہ جس میں میرا (ابوذر رضی اللہ عنہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس مکہ میں آنا بیان کیا جاتا ہے، جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور میری باہمی گفتگو ہوئی تھی، اس میں یہ بات بھی ہے کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا کہ تم مکہ میں کب سے ہو؟ میں نے کہا کہ: چودہ

شب وروز سے یہاں پڑا ہوا ہوں اور میرے پاس سوائے آبِ زمزم کے، کھانے پینے کی کوئی دوسری چیز نہیں ہے، پھر بھی مجھے کمزوری کا بالکل احساس نہیں ہوا اور میرے پیٹ کی (موٹاپے سے پڑی ہوئی) سلوٹیں بھی ٹوٹ گئی ہیں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: وہ (آبِ زمزم) سیر کردینے والی غذا ہے"۔ (آب زمزم غذا بھی دوا بھی ص:٧٥)

تجربہ: (٢) پیشاب کی حاجت دور ہوگئی

صاحب نوادر الاصول حکیم ترمذیؒ کے والد محترم کا یہ واقعہ ہے کہ: ایک مرتبہ موسمِ حج کی تاریک رات میں، خانۂ کعبہ کے طواف کے لیے نکلا، پیشاب کا ایسا شدید تقاضا پیدا ہوا کہ سارا خشوع متأثر ہوگیا، حتی الامکان روکنے کی کوشش کی؛ مگر تکلیف بڑھنے لگی اور دوسری جانب یہ خطرہ تھا کہ مسجد کے باہر، قضائے حاجت کے لیے گیا تو میرے پاؤں لوگوں کی گندگیوں سے ملوث ہوجائیں گے، اِس کش مکش کے عالم میں مجھے ماءِ زمزم والی حدیث یاد آگئی، فوراً چاہِ زمزم پر پہنچا اور خوب سیر ہوکر اسی نیت سے پیا، اس کی برکت سے صبح تک پیشاب کی حاجت پیش نہ آئی۔ (فضل ماءِ زمزم ص:٢٧٢، مسک الدعاء ص:١٥٧)

تجربہ: (٣) زبان کی لکنت جاتی رہی

شیخ الاسلام علامہ ظفر احمد عثمانیؒ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے مجھے کئی مرتبہ حج کی سعادت نصیب فرمائی، ہر مرتبہ زمزم پیتے ہوئے الگ الگ دینی ودنیوی حاجات کو مانگتا رہا اور وہ دعائیں مستجاب بنتی رہیں، جب پہلی مرتبہ دنیوی حاجت میں اللہ تعالیٰ سے اپنی زبان کی لکنت دور ہونے کی دعا مانگ کر زمزم پیا، تو وہ لکنت ختم ہوگئی، اور پر اثر تدریس و خطابت، وعظ ونصیحت پر اللہ نے قدرت عطا کردی، جب کہ اس سے قبل مَیں بہت ہی پریشان رہتا تھا۔

(فضل ماءِ زمزم ص:١٤٥)

تجربہ: (۴) حضرت امام شافعیؒ کی تین حاجتیں

حضرتؒ فرماتے ہیں کہ: میں نے زمزم پیتے ہوئے تین چیزوں کی نیت کی:

[اول] میری تیراندازی ٹھیک ہو۔

چنانچہ کبھی دس کے دس تیر نشانہ پر لگتے اور کبھی دس میں سے نو۔

[دوم] علم کے لئے۔ جیسا کہ تم دیکھتے ہو۔

[سوم] دخول جنت کے لیے۔ اس کے حصول کی امید رکھتا ہوں۔

(فضل ماءِ زمزم ص: ۱۳۷)

پیدل چلنا پیچیدہ امراض کا علاج

پیدل چلنا لاعلاج امراض کا خود ایک مجرب علاج ہے، سب سے بڑی بات یہ ہے کہ پیدل چلنا سنتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے۔ بے خوابی، گیس، دائمی قبض، دل کے امراض، موٹاپا، بواسیر اور ہر قسم کے بادی امراض بنیادی ایک وجہ پیدل نہ چلنا؛ کیوں کہ غذا استعمال کر کے کرسی پر بیٹھ جاتے ہیں اور نقل وحرکت نہیں ہوتی، تو یہ کھائی ہوئی غذا متعفن (بدبودار) ہوجاتی ہے اور پھر وہی غذا بجائے شفا اور بدن کا جز بننے کے بیماری بن جاتی ہے؛ لہٰذا پیدل چلنے کو زندگی کا معمول بنائیں اور ایسے مہلک امراض سے نجات پائیں۔

۲

نہایت شدید ضروریات

﴿۱۵﴾

مہلکات اور ظلم سے حفاظت ونجات کی دعا

"لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْعَظِيْمُ الْحَلِيْمُ، لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَرَبُّ الْاَرْضِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ۔

ترجمہ: کوئی معبود نہیں مگر وہ اللہ جو بے حد بڑا اور بردبار ہے، اور نہیں ہے کوئی معبود مگر وہ اللہ جو بلند وبالا عرش کا مالک ہے، اور نہیں ہے کوئی معبود مگر وہ اللہ جو تمام آسمان اور زمین کا پروردگار ہے، اور بہترین قسم کے عرش کا مالک ہے۔

(بخاری، باب الدعاء عند الکرب جلد ثانی ص:۹۳۹، رقم الحدیث:۶۱۰۰-الفتح الربانی ترتیب مسند احمد ج:۱۴، ص:۲۶۳-عمل اليوم والليلة لابن السني ص:۸۹، مسلم شریف ج:۲،ص:۳۵۱، رقم الحدیث:۲۷۳۰)

فضیلت: حضرت علیؓ نے فرمایا: مجھے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چند ایسے کلمات سکھائے ہیں جن کو جابر وظالم بادشاہ یا ہر ایسی چیز کے پاس جو مجھے خطرہ میں ڈال دے- پڑھتے رہنے کی تاکید فرمائی تھی۔ (احمد، نسائی، کنز) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثر وبیشتر یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔ (ترمذی ج/۲ ص:۱۸۱ رقم الحدیث ۳۴۴۶)

تجربہ: (۱) حجاج بن یوسف جیسا ظالم بھی کچھ نہ بگاڑ سکا

حضرت ابورافعؓ سے منقول ہے کہ: حضرت عبداللہ بن جعفرؓ نے اپنی بیٹی کی شادی حجاج بن یوسفؒ (جس کا ظلم مشہور ہے) سے کردی، رخصتی کے وقت اپنی بچی سے کہا کہ: جب حجاج تیرے پاس آئے تو اس وقت یہ دعا پڑھ لیا کرنا، اور وہ دعا سکھانے کے بعد حضرت عبد اللہؓ نے دعویٰ (یقینِ کامل) کے ساتھ کہا کہ: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کسی قسم کی سخت مصیبت اور

رنج وغم سے دو چار ہوتے، تو ایسے وقت میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔ راوی کہتے ہیں کہ: اس دعا کی برکت سے حجاج ظالم کبھی اس عورت کو کسی قسم کی تکلیف نہ پہونچا سکا۔

(حیاۃ الصحابہ)

اس واقعہ کو ''فتح الباری'' میں نسائی اور طبری کے حوالہ سے اس طرح نقل کیا گیا ہے کہ: حضرت عبداللہ بن جعفرؓ نے اپنی بیٹی کی جب شادی کرائی تو نصیحت کے طور پر فرمایا کہ: جب بھی تجھے کوئی مصیبت پیش آئے تو قبلہ رخ ہو کر یہ دعاءِ کرب یعنی مذکورہ (مصیبتوں سے نجات دلانے والی دعا) پڑھ لینا۔ (فتح الباری ج:۱۱، ص:۱۷۶)

تجربہ: (۲) قتل سے حفاظت اور باعزت رہائی

حضرت حسن بن حسن بن علیؓ جو اس حدیث کے راوی ہیں وہ فرماتے ہیں کہ: حجاج نے مجھے اپنے ظلم کا نشانہ بنانے کے لیے طلب کیا، میں اس وقت یہ مذکورہ کلمات پڑھتے ہوئے پہنچا، مجھے دیکھتے ہی وہ کہنے لگا: میں نے تو اس لئے بلایا تھا تاکہ تمہیں قتل کروں؛ مگر اس وقت تم میری نظروں میں انتہائی محبوب ہو چکے ہو، بتاؤ تمہاری کیا ضرورت ہے؟ مجھ سے مانگ لو، اس کے بعد آپ کو باعزت رہا کر دیا۔ (فتح الباری ج:۱۱، ص:۱۷۶)

تجربہ: (۳) رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تلقین پر عمل کرنے سے نجات پائی

ابو بکر بن علیؒ نامی ایک محدث مقامِ اصبہان میں تھے، ان کے خلاف کسی نے بادشاہ کو ورغلایا، بالآخر بادشاہ نے ان کو گرفتار کر کے قید خانہ میں ڈال دیا۔ اس واقعہ کے راوی ابوبکر رازیؒ فرماتے ہیں کہ: میں اس وقت اصبہان ہی میں محدث ابونعیمؒ کے یہاں حدیثیں لکھا کرتا تھا، ایک رات مجھے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خواب میں زیارت نصیب ہوئی، جبرئیل امین داہنی جانب تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے یہ فرمایا: ارے! تم ابوبکر بن علی کو میرا یہ پیغام پہنچا دو کہ صحیح بخاری والی دعائے کرب کا اہتمام کرے، جب تک کہ رہائی حاصل نہ ہو جائے۔ صبح اٹھ کر میں نے ان کو اس خواب سے مطلع کیا، انہوں نے اس کے مطابق عمل شروع کیا، کچھ ہی دنوں میں

اللہ تعالی نے ان کو نجات عطا فرمائی۔(فتح الباری ج:۱۲ص:۱۷۷)

تحقیق: الفتح الربانی اور الکامل وغیرہ میں محققہ فیصلہ یہ ہے کہ حجاج ثقفی جیسے ظالم کے ساتھ عبداللہ بن جعفرؓ نے اپنی بیٹی کا نکاح محض دفعِ شر کے لیے کیا تھا، ورنہ باپ اور بیٹی ؛دونوں اس نکاح سے راضی نہیں تھے۔حدیث کے راوی حماد نے ابورافع سے یہ نقل کیا ہے کہ:اس دعا کی برکت سے حجاج اس شریف زادی کے ساتھ ازدواجی امر میں بامراد نہ ہوسکا اور قریب ہونے میں ناکام رہا۔(الفتح الربانی ج:۱۴،ص:۲۶۳)

نوٹ:(۱)مزید تفصیل کتاب سے ملحق شخصیات کے ذیل میں حضرت ام کلثومؓ کے تعارف کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

(۲)ابن السنیؒ نے نقل فرمایا ہے کہ:حضرت عبداللہ بن جعفرؓ سے روایت کرنے والے راوی عبداللہ بن الہادؒ کا بیان ہے کہ:حضرت عبداللہ بن جعفرؓ ہمیشہ اِس دعا کی بڑی تاکید فرماتے، نیز اس دعا کو پڑھ کر بخار زدہ کو دم کرنے کا معمول تھا، رخصتی پر اپنی صاحبزادیوں کو بطورِ خاص اِس دعا کے اہتمام کی نصیحت فرماتے۔

(عمل اليوم والليلة لابن السني ص:۸۹)

لفظِ دوست کے چار حروف اور ان کا پیغام

د درد: یعنی جو دُکھ دَرد کو بانٹنے والا ہو۔

و وفا: یعنی باہمی ایسی وفا ہو کہ زندگی بھر کا ساتھ ہو۔

س سچائی: یعنی وہ ہمیشہ سچائی کا معاملہ کرے۔

ت تابع داری: یعنی ہر ایک دوسرے کی بات ماننے کے لیے تیار ہو۔

﴿۱۶﴾

ظالم وجابر کی ہر اذیت وتکلیف سے محفوظ رہنے کی دعا

(۱) بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰى نَفْسِيْ وَدِيْنِيْ، بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰى أَهْلِيْ وَمَالِيْ وَوَلَدِيْ، بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰى مَا أَعْطَانِيَ اللّٰهُ، اَللّٰهُ رَبِّيْ لَا أُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا، اَللّٰهُ أَكْبَرُ. اَللّٰهُ أَكْبَرُ. اَللّٰهُ أَكْبَرُ. اَللّٰهُ أَكْبَرُ. وَأَعَزُّ وَأَجَلُّ وَأَعْظَمُ مِمَّا أَخَافُ وَأَحْذَرُ، عَزَّ جَارُكَ وَجَلَّ ثَنَاؤُكَ وَلَا إِلٰهَ غَيْرُكَ. اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ شَيْطَانٍ مَّرِيْدٍ، وَمِنْ شَرِّ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ. ﴿فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ﴾. ﴿إِنَّ وَلِيِّۦَ اللّٰهُ الَّذِيْ نَزَّلَ الْكِتٰبَ، وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ﴾.

ترجمہ: اللہ کے نام کی مدد سے اپنی جان اور اپنے دین کی حفاظت چاہتا ہوں، اور ایسے ہی اللہ کے نام کی برکت سے اپنے اہل خانہ، مال اور اولاد کی حفاظت کا طالب ہوں، نیز اللہ کے نام گرامی کی برکت سے ہر اس چیز کی حفاظت اور سلامتی کا طالب ہوں جو اللہ نے مجھے عطا فرمائی، اللہ تعالیٰ میرے پالنہار ہیں، اور اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں ٹھہراتا ہوں، یقینا اللہ ہی بڑے ہیں، وہی بڑے ہیں، اور وہی سب سے بڑے ہیں، اور اللہ تعالیٰ ساری چیزوں سے بزرگ تر، غلبہ والے، اور بلند مرتبہ والے ہیں، جس سے کہ میں ڈرتا ہوں اور خوف کھاتا ہوں۔ اے پروردگار! تیری پناہ میں آنے والا ہی غالب ہے اور آپ کیتعریف بہت اونچی ہے، آپ کے سوا کوئی معبود نہیں، اے اللہ! میں اپنے نفس کی شرارت اور ہر سرکش شیاطین نیز ہر زورآور ظالم کی شرارت سے پناہ چاہتا ہوں، (آگے آیت شریفہ کا ترجمہ ہے:) پس اگروہ

روگردانی کریں تو کہہ دو: اللہ ہمارے لیے کافی ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، اسی پر بھروسہ ہے، وہ عرشِ عظیم کا مالک ہے۔ یقیناً میرا کارساز اللہ ہے، جس نے کتاب کو نازل فرمایا اور وہ نیک لوگوں سے دوستی رکھتا ہے۔ (جمع الجوامع ج:۱۴، ص:۴۸-آپ کے مسائل اور انکا حل ج:۸ ص:۱۵۷ ''بعنوان تحفۂ دعا'' [مطبوعہ ادارہ تعلیمات اسلام دیوبند])

تجربہ: ظالم وگستاخ حجاج......حضرت انسؓ کا کچھ بگاڑ نہ سکا

شیخ جلال الدین سیوطیؒ جلیل القدر حافظِ حدیث ہیں، انہوں نے ''جمع الجوامع'' میں ابوالشیخؒ کی ''کتاب الثواب'' اور ابن عساکرؒ کی تاریخ سے یہ واقعہ نقل کیا ہے کہ: ایک دن حضرت انسؓ اور حجاج بن یوسف ثقفی دونوں بیٹھے ہوئے تھے، حجاج نے اپنے کسی خادم کو یہ کہا کہ: ان (حضرت انسؓ) کو مختلف قسم کے چار سو گھوڑوں کا معائنہ کرایا جائے۔ جب وہ گھوڑے دکھائے گئے، تو حجاج نے حضرت انسؓ سے یہ کہا: ذرا بتائیں! اپنے آقا یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بھی اس قسم کے گھوڑے اور ناز ونعمت کے سامان آپ نے کبھی دیکھے تھے؟ (یہ حجاج دولت وحکومت کے نشے میں مبتلا تھا، کتب تاریخ میں اس جاہل کی خود پسندی کے بے شمار جملے منقول ہیں، عموماً وہ حضرات صحابہ پر فضیلت جتلاتے ہوئے ناگفتہ بہ اقوال وافعال کر گزرتا تھا، مذکورہ فقرہ بھی اسی کی ایک مثال ہے) آپ نے بے ٹوک جواب دیا: بخدا! یقینا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس اس سے بدرجہا بہتر چیزیں دیکھیں اور میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ: گھوڑوں کی پرورش کرنے والے تین قسم کے ہوتے ہیں: ایک تو وہ شخص جو گھوڑا اس نیت سے پالتا ہے کہ راہِ خدا میں اس کے ذریعہ جہاد کرے گا، ایسے گھوڑے کا پیشاب، لید، گوشت پوست اور خون، قیامت کے دن اس کے ترازوئے اعمال میں ہوگا، اور دوسرا وہ شخص جو گھوڑا اِس نیت سے پالتا ہے کہ ضرورت کے وقت سواری کیا کرے اور پیدل چلنے کی زحمت سے بچے، یہ نہ ثواب کا مستحق ہے اور نہ عذاب کا۔ اور تیسرا وہ شخص جو گھوڑے کی پرورش نام اور شہرت کے لیے کرتا ہے؛ تا کہ لوگوں

کے دل میں یہ بیٹھ جائے کہ فلاں شخص کے پاس اتنے اور ایسے ایسے عمدہ گھوڑے ہیں، اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے، اور اے حجاج! تیرے یہ گھوڑے اسی تیسری قسم میں داخل ہیں۔ یہ سن کر حجاج بھڑکا اور یہ کہنے لگا کہ: اے انس! تم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی جو خدمت کی ہے، اگر اس کا لحاظ نہ ہوتا، نیز امیر المؤمنین عبدالملک بن مروان نے تمہارے بارے میں سفارش کرتے ہوئے جو خط مجھے لکھا ہے، اس کی پاسداری نہ ہوتی، تو نہ معلوم! آج میں تمہارے ساتھ کیا کر گزرتا؟ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: خدا کی قسم! تو میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتا اور نہ تجھ میں اتنی ہمت ہے کہ تو مجھے برے ارادہ سے دیکھ سکے؛ کیونکہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے چند وہ کلمات سن رکھے ہیں، کہ جو شخص اس کی پابندی کرتا ہے، اس کے طفیل پڑھنے والے کی مکمل حفاظت کی جاتی ہے، اس لیے میں ہمیشہ ان کلمات کی پناہ میں رہتا ہوں اور ان کلمات کی برکت سے مجھے نہ کسی سلطان کی سطوت سے خوف ہے، نہ کسی شیطان کے شر سے اندیشہ ہے۔
حجاج اس کلام کی ہیبت سے بے خود اور مبہوت ہو گیا، تھوڑی دیر بعد سر اٹھایا اور (نہایت لجاجت سے) درخواست کرنے لگا: اے ابوحمزہ! وہ کلمات مجھے بھی سکھا دیجیے۔ فرمایا: میں تجھے ہرگز نہ سکھاؤں گا، بخدا! تو اس کا اہل نہیں۔

جب حضرت انس رضی اللہ عنہ کے وِصال کا وقت آیا، اور ابان نے جو آپ رضی اللہ عنہ کے خادم تھے، حاضر ہو کر آواز دی، حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا چاہتے ہو؟ عرض کیا وہی کلمات سیکھنا چاہتا ہوں جو حجاج نے آپ (رضی اللہ عنہ) سے سیکھنا چاہے تھے؛ مگر آپ (رضی اللہ عنہ) نے اس کو نہیں سکھلائے تھے۔ حضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں! میں تجھے ضرور سکھلاؤں گا؛ کیونکہ تو اس کا اہل ہے، میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دس برس خدمت کی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا انتقال اس حالت میں ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مجھ سے راضی تھے، اسی طرح تو نے بھی میری خدمت دس سال تک کی اور میں دنیا سے اس حالت میں رخصت ہوتا ہوں کہ میں تجھ سے راضی ہوں، صبح وشام یہ کلمات پڑھا کرو، حق سبحانہ وتعالیٰ تمام آفات سے محفوظ رکھیں گے۔

تحقیق (۱): مذکورہ دعا ''دعائے انس'' کہلاتی ہے، حضرات اکابر نے اس کی

بہت ہی تاکید فرمائی ہے؛ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ دعا اپنے خادم خاص حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو سکھلائی تھی، جنہوں نے دس سال تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کی، اور یہ تجربہ کی بات ہے کہ ہر مخدوم اپنے خادم کی خدمت پر خوش ہو کر دل کی گہرائیوں سے دعائیں دیتا ہے اور ایسی دعا کی بڑی اہمیت ہوا کرتی ہے، یہاں پر بھی ایسا ہی ہوا کہ ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی والدہ کی استدعا پر انہیں دنیا و آخرت کی خیر و بھلائی کی دعا سے مشرف فرمایا تھا اور حق سبحانہ وتعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اِس دعا کی برکت سے اُن کی عمر، مال اور اولاد میں بے انتہا برکت عطا فرمائی۔ چنانچہ ان کی عمر سو سال سے زیادہ ہوئی اور ان کی صلبی اولاد کی تعداد سو کے قریب ہے، جن میں تہتر مرد تھے اور باقی عورتیں، اور ان کا باغ سال میں دو بار پھل لاتا، یہ دنیا کی برکات تھیں (جو بطفیل دعاءِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کو حاصل ہوئیں) باقی آخرت کی برکات کا اندازہ کون کرسکتا ہے؟

(۲) اس دعا کو حضرت مولانا یوسف لدھیانویؒ نے پوری تشریح کے ساتھ اپنی کتاب ''آپ کے مسائل اور ان کا حل جلد ہشتم صفحہ: ۲۳۳'' میں نقل فرمایا ہے اور یہ تحریر فرمایا ہے کہ: اس کی شرح شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے بزبان فارسی بنام ''استیناس أنوار القبس في شرح دعاء أنس'' تحریر فرمائی ہے؛ بلکہ حضرت لدھیانویؒ نے غالباً اسی شرح کو مدنظر رکھتے ہوئے، اس کی تشریح فرمائی ہے۔

(۳) اس دعا کے کلمات مختلف کتابوں میں الگ الگ طریقوں سے نقل ہوئے ہیں، جس کی تفصیل یہ ہے۔

(الف) وہ کلمات دعا جو اوپر بیان کئے گئے۔

☾ (ب) بِسْمِ اللهِ عَلٰى نَفْسِيْ وَدِيْنِيْ، بِسْمِ اللهِ عَلٰى مَآ اَعْطَانِيْ رَبِّيْ عَزَّ وَجَلَّ، بِسْمِ اللهِ عَلٰى اَهْلِيْ وَمَالِيْ اللهُ اَكْبَرُ اللهُ رَبِّيْ، اَللهُ اَكْبَرُ اللهُ رَبِّيْ لَآ اُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا اَجِرْنِيْ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ رَّجِيْمٍ وَمِنْ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ،

﴿اِنَّ وَلِیِّۦَ اللّٰهُ الَّذِیۡ نَزَّلَ الۡکِتٰبَ، وَهُوَ یَتَوَلَّی الصّٰلِحِیۡنَ﴾. ﴿فَاِنۡ تَوَلَّوۡا فَقُلۡ حَسۡبِیَ اللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَیۡهِ تَوَکَّلۡتُ وَهُوَ رَبُّ الۡعَرۡشِ الۡعَظِیۡمِ﴾.

ترجمہ: اللہ کے نام کی برکت دین وجان کی سلامتی کے لئے، اوران کے نام کی برکت ہراس چیز پر جواللہ نے ہمیں عطا فرمائی ہے، اللہ کے نام کی برکت اپنے اہل وعیال اور مال پر(ہو)، اللہ بڑا ہے، وہی پالنہار ہے، اللہ بڑا ہے، اللہ ہی میرا رب ہے، اس کے ساتھ میں کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا، اے اللہ! ہماری حفاظت فرما شیطان مردود اور ہر ضدی ظالم سے۔ یقیناً میرا کارساز اللہ ہے، جس نے کتاب نازل فرمائی اور وہ نیک لوگوں سے دوستی رکھتا ہے، پس اگر وہ روگردانی کریں تو کہہ دو کہ: اللہ ہمارے لیے کافی ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، اسی پر بھروسہ ہے، وہ عرشِ عظیم کا مالک ہے۔

(الدّعاء ص:۱۲۹۴ ج:۲ بسندٍ ضعیف)

(ج) بِسۡمِ اللّٰهِ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰهِ مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰهِ، لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ، بِسۡمِ اللّٰهِ عَلٰی دِیۡنِیۡ وَنَفۡسِیۡ، بِسۡمِ اللّٰهِ عَلٰی اَهۡلِیۡ وَمَالِیۡ، بِسۡمِ اللّٰهِ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ اَعۡطَانِیۡ رَبِّیۡ، بِسۡمِ اللّٰهِ خَیۡرِ الۡاَسۡمَاءِ، بِسۡمِ اللّٰهِ رَبِّ الۡاَرۡضِ وَالسَّمَاءِ، بِسۡمِ اللّٰهِ الَّذِیۡ لَا یَضُرُّ مَعَ اسۡمِهٖ دَاءٌ، بِسۡمِ اللّٰهِ افۡتَتَحۡتُ وَعَلَی اللّٰهِ تَوَکَّلۡتُ الۡعَلِیِّ الۡعَظِیۡمِ، تَبَارَكَ اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوَاتِ السَّبۡعِ وَرَبُّ الۡعَرۡشِ الۡعَظِیۡمِ وَرَبُّ الۡاَرَضِیۡنَ وَمَا بَیۡنَهُمَا، وَالۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ، عَزَّ جَارُكَ وَجَلَّ ثَنَاؤُكَ وَلَا اِلٰهَ غَیۡرُكَ، اِجۡعَلۡنِیۡ فِیۡ جِوَارِكَ مِنۡ شَرِّ کُلِّ ذِیۡ شَرٍّ وَمِنۡ شَرِّ الشَّیۡطَانِ الرَّجِیۡمِ، ﴿اِنَّ وَلِیِّۦَ اللّٰهُ الَّذِیۡ نَزَّلَ الۡکِتٰبَ، وَهُوَ یَتَوَلَّی الصّٰلِحِیۡنَ﴾. ﴿فَاِنۡ تَوَلَّوۡا فَقُلۡ حَسۡبِیَ اللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَیۡهِ تَوَکَّلۡتُ وَهُوَ رَبُّ الۡعَرۡشِ الۡعَظِیۡمِ﴾.

تحقیق: ابن السنیؒ نے اپنی کتاب ''عمل الیوم واللیلۃ'' میں اس حدیث کا جو طریق نقل کیا ہے، اس میں یہ امور بھی ہیں:

(۱) خلیفۃ المسلمین عبدالملک بن مروان نے حجاج کے نام حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے لیے جو خط تحریر فرمایا تھا اس میں بطور خاص یہ جملہ تھا ''أُنْظُرْ إِلیٰ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ خَادِمِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ '' کہ خادم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت انس رضی اللہ عنہ کا خیال رکھنا۔ اسی لئے حجاج نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کا پہلے تو بہت اکرام کیا اور خاطر تواضع کی، پھر مذکورہ واقعہ پیش آیا۔

(۲) حضرت انس رضی اللہ عنہ نے حجاج کو جب دعا سکھانے سے انکار کر دیا، تو اس نے اپنے بیٹے سے کہا: ٹھیک ہے! تو اپنے چچا سے یہ دعا سیکھ لے۔ (جمع الجوامع ج:۱۴ ص:۴۸، رقم الحدیث: ۹۲۷۹، عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ عمل الیوم واللیلۃ لابن السنی ص:۹۰، رقم الحدیث:۳۴۶)

(۳) شیخ اسماعیل بروسوی رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے کہ: حجاج سے جب پوچھا گیا کہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ کو کیوں چھوڑ دیا؟ جواب دیا: میں نے ان کے کندھے پر دو بڑے شیر دیکھے، جن کے منہ کھلے ہوئے تھے۔ (تنویر الاذہان ج/۴ ص:۵۲ سورۃ الجاثیہ پ:۲۵)

اللہ والوں کی مجلس کے فوائد

نیک لوگوں کی صحبت میں بیٹھنے سے انسان

- شک سے یقین
- ریاکاری سے اخلاص
- غفلت سے بیداری
- دنیا کی محبت سے آخرت کی طرف
- تکبر سے تواضع وانکساری
- بدنیتی سے خیرخواہی ونیک نیتی

کی طرف آجاتا ہے۔

﴿۱۷﴾

دشمن کی نظروں سے پوشیدہ رہنے کا زود اثر نسخہ

(۱)﴿اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَسَمْعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ﴾ (پ:۱۴ سورۃ النحل آیت:۱۰۸)

(۲)﴿اِنَّا جَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا﴾ (پ:۱۵ سورۃ الکہف آیت:۵۷)

(۳)﴿اَفَرَاَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ وَاَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ وَّخَتَمَ عَلٰى سَمْعِهٖ وَقَلْبِهٖ وَجَعَلَ عَلٰى بَصَرِهٖ غِشٰوَةً﴾ ۔(پ:۲۵-سورۃ الجاثیہ آیت:۲۳)

(تفسیر قرطبی ج:۱۰،ص:۲۲۱-معارف القرآن ص:۴۹۱،پ:۱۵،رکوع:۵،سورۂ بنی اسرائیل)

فضیلت: حضرت کعبؓ فرماتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مشرکین کی آنکھوں سے مستور ہونا چاہتے، تو قرآن کریم کی مذکورہ تینوں آیتیں پڑھ لیا کرتے، اس کی برکت سے کفار (دشمن) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہیں دیکھ پاتے تھے۔

امام قرطبیؒ فرماتے ہیں کہ: حضرت کعبؓ والی تینوں آیتوں کے ساتھ سورۂ یٰس کی ابتدائی وہ آیات بھی شامل کر لی جائے، جنہیں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ معظّمہ سے ہجرت فرماتے وقت پڑھی تھیں، جبکہ مشرکین مکہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مکان کا محاصرہ کر رکھا تھا، اس وقت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان آیات کریمہ کو پڑھ کر ان پر مٹی ڈالتے ہوئے سب کے سامنے سے تشریف لے گئے تھے اور کسی نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہیں دیکھا، وہ آیات کریمہ یہ ہیں: ﴿يٰسٓ ۞ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ۞﴾ سے لے کر ﴿وَجَعَلْنَا مِنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ ۞﴾ ۔ (پ:۲۲ سورۂ یٰسین آیت:۹)

تجربہ:(۱)ایک ہی راستہ پر قریب سے گزرنے کے باجود دیکھ نہ سکے

حضرت کعبؓ فرماتے ہیں: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ واقعہ اور عمل میں نے ملک شام میں ایک شخص سے بیان کیا، اس شامی شخص کو کسی ضرورت سے رومیوں کے ملک میں جانا ہوا، وہ وہاں کافی عرصہ تک مقیم رہا، کچھ ہی عرصہ کے بعد رومی کفار نے اُسے ستانا شروع کردیا، تو یہ شخص وہاں سے بھاگ نکلا، رومیوں نے اس کا تعاقب (پیچھا) کیا، تو اس بندۂ خدا کو حضرت کعبؓ والی روایت یاد آگئی اور اس کے مطابق وہ آیات پڑھنی شروع کردی، جس کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے ان دشمنوں کی آنکھوں پر ایسا پردہ ڈال دیا کہ جس راستہ پر یہ شخص چل رہا تھا، اسی راستہ سے اس کے دشمن بھی گزر رہے تھے؛ مگر وہ لوگ اس کو نہ دیکھ سکے۔

تجربہ:(۲) بدن سے بدن لگتا رہا پھر بھی پکڑ نہ سکے

امام کلبیؒ فرماتے ہیں کہ: حضرت کعبؓ سے جو روایت نقل کی گئی ہے میں نے وہ روایت رَے (مشہور شہر) کے رہنے والے ایک شخص کو بتلائی، اتفاق سے دیلم (عراق) کے کفار نے اس کو گرفتار کرلیا، کچھ عرصہ وہ ان کی قید میں رہا، ایک دن موقع پا کر بھاگ نکلا، ان لوگوں نے پکڑنے کے لئے اس کا تعاقب کیا؛ مگر اس نے بھی بھاگتے ہوئے حضرت کعبؓ کی بتلائی ہوئی مذکورہ آیتوں کا وِرد شروع کردیا، نتیجہ یہ ہوا کہ دشمنوں کی آنکھوں پر ایسا پردہ پڑ گیا کہ وہ اس کو نہ دیکھ سکے، حالاں کہ وہ اپنے دشمنوں کے ہمراہ ایسے ملے ہوئے چل رہے تھے کہ کبھی کبھی ایک دوسرے کے کپڑے بھی آپس میں لگ جایا کرتے تھے۔

تجربہ:(۳) پکڑنے والے آگے نکل گئے

امام قرطبیؒ فرماتے ہیں کہ مجھے اپنے ملک اندلس (اسپین) میں، قرطبہ کے قریب قلعہ

منشور میں یہ واقعہ پیش آیا کہ: میں دشمنوں کے سامنے سے بھاگتا ہوا آگے کو نکل گیا، اور ایک جگہ جا کر بیٹھ گیا، دشمنوں نے میرے پیچھے دو گھوڑے سوار دوڑائے، جب کہ میں بالکل کھلے میدان میں اکیلا ہی تھا، میں سورۂ یٰسین شریف کی آیتیں شروع سے لے کر ﴿فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ﴾ تک پڑھتا رہا، یہ دونوں سوار میرے برابر سے گزرے اور یہ کہتے ہوئے آگے کو بڑھ گئے کہ: یہ بھاگنے والا کوئی انسان نہیں ہے؛ بلکہ شیطان یا جنات معلوم ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان آیتوں کی برکت سے ان کو ایسا اندھا کر دیا تھا کہ وہ مجھے دیکھ نہ سکے۔ (تفسیر قرطبی ج:۱۰، ص:۲۲۱)

اقوالِ زریں

[الف] آج کل لوگ اُن لوگوں کے پیچھے چلنا پسند کرتے ہیں جو چاند پر پہنچ گئے، جب کہ کامیابی اس شخص کے پیچھے چلنے میں جس نے چاند کے دو ٹکڑے کر دئے۔

[ب] دنیا کی ساری چیز ٹھوکر لگنے سے ٹوٹ جاتی ہے، صرف انسان وہ ہے جو ٹھوکر لگنے سے بنتا ہے۔

[ج] کائنات میں کوئی اتنی شدت سے کسی کا انتظار نہیں کرتا، جتنا اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ کا کرتا ہے۔

﴿۱۸﴾

دشمن پر غلبہ پانے کا نسخہ

🌙 ''یَا مَالِكَ یَوْمِ الدِّیْنِ اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ''۔

ترجمہ: اے وہ جو روز جزاء کا مالک ہے! ہم آپ ہی کی عبادت کرتے ہیں اور آپ ہی سے ہر کام میں مدد چاہتے ہیں۔

(حیاۃ الصحابہ جلد: ۳،صفحہ: ۶۰۲-عمل الیوم واللیلة لابن السني ص:۸۷ حدیث نمبر:۳۳۴،الأذکار للنووي ص:۱۰۵،الدعا للطبرانی،المعجم الاوسط للطبرانی،مجمع الزوائد ومنبع الفوائد)

تجربہ: (۱) دشمنوں کو فرشتوں کے ذریعہ چاروں سمت سے مار لگنا

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ہم لوگ ایک غزوہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے، جب دشمن سے مقابلہ ہوا، تو میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ (مذکورہ بالا) دعا پڑھتے ہوئے سنا، میں نے دیکھا کہ دشمن کے آدمی گرتے چلے جا رہے ہیں اور اندازہ یہ ہے کہ فرشتے اُنہیں آگے سے، پیچھے سے مار رہے تھے۔ (حیاۃ الصحابہ جلد: ۳،صفحہ: ۶۰۲،نزل الابرار،ص:۲۶۰)

تجربہ: (۲) علامہ ابن تیمیہؒ کی تلقین اور بادشاہ وقت کی کامیابی

شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہؒ ایک مرتبہ حاکمِ وقت کے ساتھ جہاد کے لئے نکلے، جب لڑائی شروع ہوئی، تو حاکم نے اپنے زعم کے مطابق بطور تفاؤل ''یَا خَالِدَ بْنَ الْوَلِید!'' زور زور سے پکارا (شاید اس کا مقصد یہ ہو کہ: اے خالد بن ولید کو کامیابی دینے والے رب! ہمیں بھی فتح و کامیابی عطا فرما) علامہ ابن تیمیہؒ نے سنتے ہی بادشاہ پر نکیر فرمائی اور ارشاد فرمایا ارے ﴿اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ﴾ کہو۔ چنانچہ نیک دل بادشاہ نے ایسا ہی کیا تو آناً فاناً دشمنوں پر غلبہ حاصل ہو گیا۔ (نزل الابرار ص:۲۶۰)

۱۹

دشمن کی اذیت وتکلیف سے حفاظت کی دعا

اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَجْعَلُكَ فِي نُحُوْرِهِمْ وَنَعُوْذُبِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ

ترجمہ: اے اللہ ہم تجھے ان دشمنوں کی سازشوں سے نمٹنے کے لئے انکے گلوں پر مسلط کرتے ہیں اور انکے شر ور وفتن سے تیری پناہ پکڑتے ہیں۔

(رواه أبو داؤد، باب ما يقول إذا خاف قومًا ج:۱،ص:۲۱۵، رقم الحديث:۱۵۳۷-عمل اليوم والليلة لابن السني ص:۸۷، رقم الحديث: ۳۳۳-الأذكار للنووي:ص:۱۰۲، رقم الحديث:۳۲۸، الفتح الرباني ج:۱۴،ص:۲۶۲)

فضیلت: حدیث پاک میں ہے اگر کوئی شخص کسی شریر قوم سے پریشان ہو جائے، تو ایسے وقت میں مذکورہ دعا پڑھا کرے، چنانچہ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کسی قوم کی طرف سے نقصان پہونچنے کا خطرہ لاحق ہوتا تو ایسے وقت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔

تجربہ: (۱) دشمن ایک دوسرے کو اشارہ کرتے رہے؛ مگر بال بیکا نہ کرسکے

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب کاندھلویؒ نے اپنی مشہور ومعروف البیلی ''آپ بیتی'' میں اس سلسلہ کا ایک دلچسپ واقعہ بیان فرمایا ہے کہ:

''چار ماہ تک تقریباً یہ ناکارہ بھی نظام الدین میں گویا محبوس رہا، دہلی سے راشن لانا تو مصیبت عظمیٰ تھا، یہ جانور کاٹ کاٹ کر بغیر روٹی کے بقرعید کی طرح کھاتے، چونکہ دہلی کے راستے بالکل مخدوش اور مسدود تھے اور راشن سبزی منڈی میں ملتا تھا، جہاں سکھ ہی سکھ تھے، کسی کی بھی ہمت ہم لوگوں میں سے وہاں جانے کی نہیں ہوتی

تھی؛ مگر ہمارے الحاج بابو اَیاز صاحب ؒ- اللہ تعالیٰ ان کو بہت ہی ہمت اور قوت عطا فرمائے - اسی حال میں وہاں سے راشن لایا کرتے تھے؛ مگر راشن پندرہ آدمیوں کا اور مستقل رہنے والا مجمع پانچ سو کے قریب تھا، لیکن بچوں کے لئے وہ راشن کام دے دیتا تھا، ان کے اِس طرح جانے سے سب لوگ حیرت کرتے تھے۔ ایک دفعہ وہ سبزی منڈی سے راشن لے کر نظام الدین آرہے تھے، وہاں سے ایک ٹانگہ لیا، اس میں ہمارے بابو جی اور تین سکھ بھی تھے، دلّی سے نکل کر ان سکھوں نے یہ کہا کہ: تو ہمارے بیچ میں کیسے بیٹھ گیا؟ اور اگر ہم تجھ کو ختم کر دیں تو پھر کیا ہوگا؟ اُنہوں نے نہایت جوش اور جرأت و بے باکی سے یہ کہا کہ: تم مجھے ہرگز نہیں مار سکتے اور ہمت ہو تو مار کر دکھلا دو۔ وہ بھی کچھ سوچ میں پڑ گئے، آپس میں کچھ اشارے کنائے بھی ہوئے اور آستینیں سمیٹ کر کہنے لگے کہ: ہم کیوں نہیں مار سکتے؟ انہوں نے اس سے زیادہ جوش سے کہا کہ: میرے پاس ایک چیز ہے، جس کی وجہ سے تم مجھے مارنے پر قادر ہی نہیں ہو سکتے۔ وہ اللہ کے فضل سے کچھ ایسے مرعوب ہوئے کہ نظام الدین تک سوچتے ہی رہے اور اشارے بھی کرتے رہے، اِن سے اُترتے وقت پوچھا کہ تم وہ چیز بتلا دو کیا ہے؟ بابو جی نے کہا کہ: وہ چیز بتلانے کی نہیں ہے اور باقی تم دیکھ چکے کہ تم لوگ باوجود ارادے کے مجھے مار نہ سکے۔ اِس ناکارہ نے جب ان سے پوچھا کہ وہ کیا بات تھی؟ انہوں نے فرمایا کہ: آپ ہی نے تو مجھے ایک دعا بتلا رکھی ہے اَللّٰھم اِنَّا نَجْعَلُكَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ وَنَعُوْذُبِكَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ میں یہ پڑھتا تھا۔ میں سوچتا ہی رہا کہ بتلانے والے پر تو اس کا کچھ اثر نہ ہوا اور یہ اس سے کس قدر فائدہ اُٹھا رہے ہیں، بہت ہی غیرت آئی، اعتقاد کی قوت کی بات ہے، واقعی ہے، اس میں نہ ذرا تردد ہے اور نہ شک کہ اللہ تعالیٰ کے پاک کلام میں اس سے زیادہ قدرت اور قوت ہے"۔ (آپ بیتی نمبر: ۵، ص: ٦)

تجربہ:(۲)شریروں کے ٹولے سے نجات

بندہ نے بذات خود اپنے والد محترم (حضرت مولانا احمد لولات صاحبؒ) سے اس دعا کے بارے میں یہ تجربہ سنا کہ: دار العلوم بروڈہ جو اُس وقت شہر کے بیچ تھا اور رہائش گاہ وہاں سے ایک کلومیٹر کے فاصلہ پر تھی، درمیان میں غیر مسلموں کے چند محلے ہیں۔ ایک مرتبہ شہر میں اچانک فسادات شروع ہوگئے، اور میں درسِ حدیث سے فارغ ہوکر اپنے گھر لوٹتے ہوئے جب غیر مسلم محلوں سے گزرا، تو دور ہی سے شر پسند لوگوں نے مجھے دیکھ کر چلانا شروع کیا ''ملاّ آیا، ملاّ آیا'' میں نے فوراً مذکورۂ بالا دعا پڑھنی شروع کردی، جب ان سے قریب ہوا تو انہوں نے گھیر لیا؛ بلکہ ایک بدتمیز نے تو ٹوپی تک اتار لی اور یہ کہنے لگے: مارو، پیٹو؛ مگر پھر بھی میں نے یہ دعا برابر جاری رکھی، تھوڑی ہی دیر میں اِس دعا کی برکت سے انہیں کے دو تین آدمی آگے بڑھتے ہوئے کہنے لگے: ارے! اس بھلے شخص کو جانے دو، یہ تو ایسے ہیں ویسے ہیں، اس پر انہوں نے چھوڑ دیا، اور میں بعافیت گھر پہنچا۔

تحقیق: بوقت قتال سینہ زوری دکھلائی جاتی ہے؛ اس لیے اس دعا میں سینہ پر مسلط کرنے کو خاص کیا ہے، شیخ بنّا فرماتے ہیں: ''**وخص النحر بالذکر، لأن العدو یستقبل بہ عند التصاق القتال**''۔ (الفتح الربانی ج:۱۴ ص:۲۶۲-بذل المجہود)

عربی محاورے میں بھی اسی طرح استعمال ہوتا ہے، چنانچہ حضرت ابراہیم وحضرت سارہ کے قصہ والی حدیث میں ہے کہ: ان کے زمانہ کے ظالم وخبیث بادشاہ نے حضرت سارہ کی جانب برے ارادہ سے ہاتھ بڑھایا، لیکن مظلومہ حضرت سارہ دعا کی برکت سے بچ گئیں، اور وہ بسلامت حضرت ابراہیمؑ کی خدمت میں واپس لوٹیں اور کارگزاری سناتے ہوئے حضرت سارہ نے یہ جملہ ارشاد فرمایا: ''رَدَّ اللّٰهُ كَيْدَ الْكَافِرِ أَوِ الْفَاجِرِ فِيْ نَحْرِهٖ'' اللہ نے اس کی بری سازش خود اس کے گلے اور سینے یعنی اس کی ذات پر لوٹا دی۔

(بخاری ج:۱ ص:۴۷۴)

﴿۲۰﴾

جانور یا انسان کے گم ہو جانے اور ویران مقامات میں غیبی نصرت کا ایک اکسیر نسخہ

"یَا عِبَادَ اللهِ احْبِسُوْا، یَا عِبَادَ اللهِ احْبِسُوْا"

ترجمہ: (اللہ پاک نے زمین پر لوگوں کی نگہبانی کے لیے فرشتے مقرر کئے ہیں، ان کو خطاب کرتے ہوئے مصیبت زدہ یہ کہے کہ) اے اللہ کے بندو! (اللہ کے حکم سے) نگرانی کرو، حفاظت کرو، بچاؤ۔

بعض روایات میں یَا عِبَادَ اللهِ اَعِیْنُوْنِی ہے (اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو) اور بعض روایات میں "یَا عِبَادَ اللهِ اَغِیْثُوْنِی" (اے اللہ کے بندو! میری مدد کو پہنچو!) بھی آیا ہے۔

(کتاب الأذکار للنووي ص:۵۳۲-الفتوحات ص:۱۵۰ ج:۵، مسند ابی یعلی: ۵۲۶۹ ل-معجم الکبیر: ۱۰۳۶۷-عمل الیوم واللیلة لابن السني: ۵۰۷، حصن حصین ص: ۲۸۳-نزل الابرار باب ما یقول إذا أرادعونا/باب مایقول إذا انفلتت دابة: ص:۳۳۵)

فضیلت: (۱) حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب سنسان علاقہ میں تمہاری سواری میں کوئی نقص آجائے، تو (مذکورہ) "یَا عِبَادَ اللهِ احْبِسُوْا الخ" کے ذریعہ آواز دو۔

(۲) حضرت عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ: جب تمہاری کوئی چیز (سواری یا زادِ راہ وغیرہ) گم ہو جائے یا تم ایسی جگہ پر ہو جہاں تمہارا کوئی مددگار نہ ہو، اور تمہیں کوئی ضرورت پیش آجائے، تو یہ کہو: یَا عِبَادَ اللهِ اَعِیْنُوْنِی.

(۳) طبرانی نے حضرت عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ کی حدیث کو مرفوعاً بیان کیا ہے کہ: جب

تمہاری کوئی چیز گم ہوجائے یا تم کو مدد کی ضرورت پڑ جائے اور وہاں تمہارا کوئی مددگار نہ ہو تو تین مرتبہ یہ آواز دو "یَا عِبَادَ اللّٰہِ اَعِیْنُوْنِیْ" (اللہ کے ایسے بندے بھی ہیں جن کو تم دیکھتے نہیں ہو، جب تم یہ دعا کروگے تو وہ تمہاری مدد میں لگ جائیں گے)۔

مذکورہ ہر تینوں روایات کا حاصل یہ ہے کہ جنگل و بیابان میں یا کسی ایسے مقام پر جہاں کوئی انسان نہ ہو، اور کسی ہلاکت خیز مصیبت میں پھنس جائے (مثلاً غیر آباد علاقے میں سواری میں کوئی نقص آ گیا، یا جان و مال کی ہلاکت کا خطرہ ہوگیا) تو "یَا عِبَادَ اللّٰہِ اَعِیْنُوْنِیْ" تین مرتبہ آواز دے کر کہے، ان شاء اللہ غیب سے حفاظت کا انتظام ہوجائیگا، اور غیبی مدد ظاہر ہوگی، یہ طریقہ نہایت ہی مجرب ہے۔ بہت سے اکابر نے اس کو مجرب لکھا ہے، ابن حجرؒ نے ایضاح المناسک کے حاشیہ میں طبرانی کی مذکورہ حدیث نقل کرنے کے بعد، نیز ابن علانؒ مکی نے الفتوحات میں اسے مجرب قرار دیا ہے۔

تجربہ: دریائی طوفان سے نجات مل گئی

محدث قنوجیؒ نے "نزل الابرار" میں مذکورہ دعا کو مجرب قرار دیتے ہوئے اپنا چشم دید واقعہ نقل کیا ہے کہ: مجھے "مرزا پور اور جبل پور" کے درمیان ایسی مصیبت پیش آئی کہ دریائی طوفان میں پھنس گیا، اس وقت اللہ پاک نے مذکورہ دعا کی برکت سے نجات عطا فرمائی۔

نیز آپؒ نے فرمایا کہ: ایک مرتبہ قنوج سے بھوپال جاتے ہوئے راستہ میں میرا گھوڑا بھاگ گیا، لوگوں نے اس کا تعاقب کیا؛ مگر ناکامی رہی، میں نے فوراً مذکورہ کلمات کہے، اسی وقت گھوڑا رک گیا اور پریشانی سے نجات مل گئی۔

۲۱

ناگہانی حوادث سے بچنے کی دعا

☾ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ، عَلَیْكَ تَوَكَّلْتُ وَاَنْتَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِیْمِ، مَاشَآءَ اللّٰهُ كَانَ، وَمَالَمْ یَشَأْ لَمْ یَكُنْ، وَلَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ، اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ وَّ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَیْءٍ عِلْمًا، اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِیْ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ دَآبَّةٍ اَنْتَ اٰخِذٌۢ بِنَاصِیَتِهَا اِنَّ رَبِّیْ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ۔

ترجمہ: اے اللہ! تو ہی میرا پرودگار ہے، تیرے سوا کوئی معبود برحق نہیں، میں نے تمام امور میں آپ ہی پر بھروسہ کیا اور آپ ہی معزز عرش کے پروردگار ہیں، اللہ جو چاہے وہی ہوگا، جو نہیں چاہے وہ نہیں ہوگا، عبادت کرنے اور گناہوں سے دور رہنے کی قوت بلند وبالا مرتبہ والے پروردگار کی توفیق کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتی، میں جانتا ہوں کہ اللہ ہی ساری چیزوں پر قدرت رکھنے والے ہیں، اور یقینا اللہ تعالیٰ کو ہر چیز کی پوری خبر ہے، اے اللہ میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں اپنے نفس کی شرارت اور ہر جانور کی شرارت سے، آپ ہی سب کی پیشانی کو تھامنے والے ہیں، یقینا میرا پروردگار سیدھے راستے کی رہنمائی کرتا ہے۔

(عمل الیوم واللیلۃ لابن السنی ص:۵۷، الدُّعاء للطبرانی ص:۹۵۴ ج:۲، نزل الابرار ص:۱۱۶)

تجربہ: بھڑکتی ہوئی آگ گھر تک پہنچی اور بجھ گئی

حضرت طلق بن حبیبؒ کی روایت ہے کہ: ایک شخص حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوکر کہنے لگا کہ: آپ کا مکان جل گیا، آپؓ نے پورے اعتماد کے ساتھ فرمایا کہ: نہیں جلا۔ پھر دوسرا شخص آیا، اُس نے بھی کہا کہ: آپ کا مکان جل گیا، آپؓ نے

پھر فرمایا: نہیں جلا۔ پھر تیسرا شخص آیا، اُس نے بھی یہی خبر دی، آپؓ نے پورے وثوق سے فرمایا: کہ جل نہیں سکتا، کچھ دیر بعد آپ کو اطلاع دی گئی کہ آگ کی لپٹیں تو اُٹھی تھیں؛ مگر جب آپ کے گھر تک آئیں تو بجھ گئیں، آپ نے فرمایا: ''مجھے یقین تھا کہ اللہ پاک ایسا نہ کرے گا'' وہ آدمی کہنے لگا: ہمیں نہیں معلوم کہ آپ کی کون سی بات پر تعجب کریں؟ (اس قدر یقین واطمینان کے ساتھ آپ نے نقصان نہ ہونے کا جو اعلان کیا اس پر؟ یا عجیب طریقہ سے آگ بجھ جانے پر؟)

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: ان کلمات کی وجہ سے جن کے متعلق میں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ: جو اُسے صبح پڑھے تو شام تک اور شام کو پڑھے تو صبح تک اس پر کوئی آفت نہیں آسکتی۔ (اور میں یہ دعا پڑھ چکا تھا)

تحقیق: ابن السنیؒ کی حدیث میں یہ ہے کہ: حضرت ابودرداءؓ شرکاء مجلس کے ساتھ اپنے مکان پہنچے تو دیکھا کہ لوگوں کے مکان تو نذر آتش ہو چکے ہیں اور آپؓ کا مکان بالکل صحیح وسالم ہے۔

شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کی انمول نصیحت

میرے پاس وقت نہیں ہے ان لوگوں سے نفرت کرنے کے لیے، جو مجھ سے نفرت کرتے ہیں؛ کیوں کہ میں مصروف رہتا ہوں ان لوگوں میں جو مجھ سے محبت کرتے ہیں۔

﴿۲۲﴾

بے قراری اور خطرہ دور کرنے کا عجیب نسخہ

"اَللّٰھُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِنَا وَآمِنْ رَوْعَاتِنَا.

ترجمہ: الٰہی! ہمارے عیوب کی پردہ پوشی فرما، اور ہمارے خوف، ڈر اور بے چینیوں کو امن وامان اور اطمینان وسکون سے مبدل فرما۔ (مسند احمد: ص:۱۰۹۹۶، الفتح الربانی ج:۱۴، ص:۲۶۳-عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ)

فضیلت: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روزانہ صبح وشام مذکورہ دعا ہمیشہ پڑھا کرتے تھے۔ البتہ اس کے الفاظ یہ ہیں:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَةَ فِی الدُّنْیَا وَالْآخِرَةِ، اَللّٰھُمَّ اَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَةَ فِیْ دِیْنِیْ وَدُنْیَایَ وَاَھْلِیْ وَمَالِیْ، اَللّٰھُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِیْ وَآمِنْ رَوْعَاتِیْ وَاحْفَظْنِیْ مِنْ بَیْنِ یَدَیَّ وَمِنْ خَلْفِیْ وَعَنْ یَمِیْنِیْ وَعَنْ شِمَالِیْ وَمِنْ فَوْقِیْ، وَاَعُوْذُبِكَ اَنْ اُغْتَالَ مِنْ تَحْتِیْ."

(سنن أبي داؤد، باب ما يقول إذا أصبح، سنن ابن ماجه، باب مايدعو به الرجل إذا أصبح وإذا أمسى، مصنف ابن أبي شيبة، مايستحب أن يدعوَ به إذا أصبح، رقم الحديث: ۲۹۲۷۸)

تجربہ: پریشان کن حالات بالکل کافور ہوگئے اور دشمنوں کے خیمے اکھڑ گئے

غزوۂ احزاب (جسے غزوۂ خندق بھی کہتے ہیں) میں حضراتِ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو بے حد پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑا، ایک طرف تو باہر سے دشمنانِ اسلام دس ہزار کی بڑی جمعیت کے ساتھ گھیرا ڈالے ہوئے تھے، جب کہ دوسری طرف اندرونِ مدینہ یہودِ بنوقریظہ کی جانب

سے بغاوت کی آگ بھڑکی ہوئی تھی، (ان یہودِ بنی قریظہ نے اچانک صلح نامہ کے خلاف مشرکین کے ساتھ ہاتھ ملالیا تھا) اس خبر نے بے چینی میں اوراضافہ کردیا، چاروں طرف گھیراؤ کی وجہ سے مسلمان کھانے پینے تک سے عاجز آچکے تھے، منافقین برسرِ عام علاحدگی اختیار کر کے دندناتے ہوئے یوں کہہ رہے تھے کہ: ''اس مرتبہ تو سارے مسلمانوں کا پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ وسلم) سمیت قلع قمع کردیں گے''۔

اس طرح مسلمانوں کے لئے یہ وقت بڑا ہی نازک اور صبر آزما ہو گیا تھا، یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں اس زبوں حالی اور بے قراری کی منظر کشی ان الفاظ سے کی ہے: ﴿وَاِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ﴾...(الی)... ﴿وَزُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِيْدًا﴾ (پ:۲۱ سورۂ احزاب آیت:۱۱) کہ آنکھیں ناگوار حالات کو دیکھ کر چکرانے لگی، کلیجے گلے کو آ لگے......اور وہ سخت جھنجھوڑے گئے۔

ان ہی ناگوار حالات میں حضرت ابوسعید خدریؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بے چینی دور ہونے اور پرسکون حالات قائم ہونے کے لئے کوئی مخصوص دعا کی درخواست کی۔

حضرت ابوسعیدؓ اس واقعہ کو خود اس طرح بیان فرماتے ہیں: صحابۂ کرامؓ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! ایسے پریشان کُن حالات میں جان ومال، عزت وآبرو کی حفاظت کے لئے کوئی وظیفہ (دعا) ہو تو وہ ہمیں بتائیں؟ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مذکورہ دعا ارشاد فرمائی۔

یہ سنتے ہی جملہ صحابۂ کرامؓ نے اس رحیم وکریم ذات کی طرف متوجہ ہو کر دعا مانگنا شروع کردی، بس اسی وقت اللہ تعالیٰ نے ایسا غیبی نظام چلایا کہ قہرِ الٰہی (تیز وتند ہوا آندھی کی شکل میں) نمودار ہوا، جس نے دشمنانِ اسلام کے خیمے اکھاڑ دیے، اورانہیں تتر بتر کر دیا۔ (مدارج النبوۃ ج:۲، ص:۳۰۰)

﴿۲۳﴾

قید و بند سے رہائی دلانے والی دعا

لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ. (بکثرت اس کو پڑھتا رہے)

ترجمہ: عبادت کرنے کی اور گناہوں سے ہٹنے کی طاقت اس اللہ کی توفیق کے بغیر ممکن نہیں جو بے حد بلند و بالا ہے۔

تجربہ: بیڑیاں خود بہ خود کھل گئیں

(۱) حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ: میرے لڑکے (حضرت) سالم (رضی اللہ عنہ) کو دشمن گرفتار کر کے لے گئے ہیں، اس کی ماں بہت ہی پریشان ہے، اب مجھے کیا کرنا چاہیے؟ علاج بتائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: آپ اپنی اہلیہ سمیت بکثرت لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ پڑھتے رہیں۔ چنانچہ ان دونوں نے حکم کی تعمیل کی، جس کا اثر یہ ہوا کہ ایک دن حضرت سالمؓ بیٹھے ہوئے تھے، اچانک اسی حالت میں ان کی بیڑی کھل گئی اور یہ وہاں سے نکل بھاگے، دشمنوں کی ایک اونٹنی ہاتھ لگ گئی جس پر سوار ہو لئے، راستے میں ان کو اونٹوں کا ریوڑ ملا، انہیں بھی اپنے ساتھ ہانک لائے۔

دشمن ان کے تعاقب میں دوڑے؛ مگر یہ کسی کے ہاتھ نہ لگے، اور سیدھے اپنے گھر پہنچے اور دروازے پر کھڑے ہو کر آواز دی، حضرت عوفؓ نے آواز سن کر اپنی اہلیہ سے فرمایا: اللہ کی قسم! یہ تو سالم ہے! بیوی نے کہا: ارے وہ کہاں!! وہ تو بے چارہ قید و بند کی مصیبتیں جھیل رہا ہوگا، (انہیں یہ یقین نہیں آرہا تھا کہ ایسی سخت بیڑیوں سے چھوٹ کر وہ کیسے آسکتا ہے؟)

اس کے بعد یہ دونوں اور خادم دروازے کی طرف تیزی سے بڑھے، دروازہ کھولا،

تو کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت سالم رضی اللہ عنہ کھڑے ہیں اور سارا آنگن اونٹوں سے بھرا پڑا ہے؛ یہ دیکھ کر خوشی سے جھوم اٹھے، خیر و عافیت دریافت کرنے کے بعد پوچھا کہ: یہ اونٹ کیسے ہیں؟ انہوں نے پورا واقعہ بیان کیا۔ یہ سن کر حضرت عوف رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ: اچھا ٹھہرو! میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ان کی بابت مسئلہ دریافت کرآتا ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ سارا مال تمہارا ہے، جس طرح چاہو استعمال کرو۔

(تفسیر ابن کثیر جلد ۵ ص/۳۷۶، معارف القرآن جلد/۸ ص/۴۸۷)

(۲) خطیب بغدادی نے اس واقعہ سے متعلق ایک تفصیلی روایت اس طرح نقل کی ہے کہ: یہ آیت ﴿وَمَنۡ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجۡعَلۡ لَّهٗ مَخۡرَجًا﴾ الخ حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ کے بیٹے کے قصہ میں نازل ہوئی کہ: دشمنوں نے اسے گرفتار کرکے باندھ دیا، اور بھوکا رکھا، تو بیٹے نے ابا کو خط لکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو میری اس پریشانی سے مطلع فرمائیں۔ بس! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر پاتے ہی ان کے والد سے کہا کہ: بیٹے کو جواباً لکھ دیں کہ تقوی اور اللہ پر توکل کو لازم پکڑے، اور صبح وشام سورۂ توبہ کی آخری دو آیات ﴿لَقَدۡ جَآءَكُمۡ رَسُوۡلٌ مِّنۡ اَنۡفُسِكُمۡ عَزِيۡزٌ عَلَيۡهِ مَا عَنِتُّمۡ﴾ الخ'' (آیت: ۱۲۸، ۱۲۹ پارہ: ۱۱) پڑھتے رہیں۔

چنانچہ قید شدہ بیٹے نے اس نبوی ہدایت پر عمل کیا، اس کی برکت سے اللہ تعالی نے بیڑیوں کو کھول دیا، اور گھر لوٹتے ہوئے جب دشمنوں کی چراگاہ سے گزرے تو ان کے اونٹ اور بکریوں کو ہانک لے آئے، سیدھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور عرض کیا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میری بیڑیاں جب اللہ تعالی نے کھول دیں، تو میں ان کی یہ ساری بکریاں ہانک لے آیا، دریافت طلب امر یہ ہے کہ: کیا یہ میرے لئے حلال ہے یا حرام؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''بَلۡ هِيَ حَلَالٌ إِذَا نَحۡنُ خَمَّسۡنَا'' خمس نکالنے کے بعد یہ حلال ہے، اسی موقع پر سورۂ طلاق کی یہ آیات ﴿وَمَنۡ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجۡعَلۡ لَّهٗ مَخۡرَجًا﴾ سے ﴿لِكُلِّ شَيۡءٍ قَدۡرًا﴾ تک نازل ہوئی۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: جو شخص یہ آیات یعنی سورۂ توبہ کی آخری

دو آیات حسب ذیل ناگوار حالات میں پڑھے کہ کسی بادشاہ کے ظلم کا ڈر ہو، یا دریا کی لہروں میں ڈوبنے کا خوف ہو، یا کسی پھاڑ کھانے والے جانور کی اذیت کا اندیشہ ہو، تو ان آیات کی برکت سے یہ ساری چیزیں پڑھنے والے کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتیں۔
(تاریخ بغداد: ج:۹ ص:۸۴)

تحقیق: (۱) بعض روایات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے انہیں تقویٰ اختیار کرنے کا حکم دیا؛ مگر اس میں کوئی اشکال نہیں کہ ممکن ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تقویٰ اختیار کرنے اور بکثرت لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّابِاللہ پڑھنے؛ دونوں کا حکم دیا ہو۔

(۲) ایک روایت میں ہے کہ قرآن مجید کی آیت ''وَمَنْ يَّتَّقِ اللهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا'' قبیلۂ اشجع کے ایک ایسے شخص کے بارے میں نازل ہوئی، جس پر ایک نہایت تھکا دینے والی آفت ومصیبت آپڑی تھی، وہ یہ کہ ان کے بیٹے کو دشمن گرفتار کر کے لے گئے، انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر پورا قصہ سنایا، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو فرمایا: ''اِتَّقِ اللهَ وَاصْبِرْ'' بس! آپ کے اس ارشاد گرامی کے کچھ ہی مدت بعد اللہ تعالیٰ نے ان کے بیٹے کو دشمنوں کے ہاتھوں سے چھڑا کر گھر اس حالت میں واپس پہنچایا کہ بہت سی بکریاں لے کر آئے، وہ صحابی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں دوبارہ تشریف لائے، اور پورا قصہ سنایا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''هِيَ لَكَ'' یعنی یہ بکریاں ساری کی ساری آپ کے لئے ہیں۔ (روائع التفسیر للامام بن رجب حنبلی: ج:۲، رقم الحدیث: ۱۸۹۱۰) تفسیر ابن کثیر میں ہے کہ ان بکریوں کی تعداد چار ہزار تھیں۔

(۳) مستدرک حاکم اور دلائل بیہقی میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے جو روایت منقول ہے، اس میں ہے کہ: حضرت عوف بن مالکؓ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں یہ شکایت کی کہ: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! فلاں قبیلہ نے ہم پر لوٹ کھسوٹ کا معاملہ کیا ہے، اور میرے بیٹے اور جانوروں کو لے بھاگے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اِسْئَلِ اللهَ'' اللہ سے مانگو! چنانچہ کچھ ہی مدت میں اللہ تعالیٰ نے ان کے بیٹے کو پہلے سے زیادہ مال کے ساتھ لوٹا

دیا،''فَلَمْ يَلْبَثِ الرَّجُلُ اَنْ رَدَّ اللهُ إِبِلَه وَابْنَه أَوْفَرَ مَاكَانَ''اس واقعہ کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر تشریف لائے، اللہ تعالی کی حمد وثنا بیان کرنے کے بعد لوگوں کو اللہ تعالی سے مانگنے کا حکم دیا، اور اس کا شوق دلایا، اس کے بعد آیت ﴿وَمَنْ يَّتَّقِ اللهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا﴾ پڑھی۔(مستدرک حاکم: ج:۱ص:۵۴۳، بیہقی: ج:۶ص:۱۰۶)

(۴) کچھ روایتوں میں یہ ہے کہ: حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ نے پیش آمدہ حادثہ کی جب آپ کو خبر دی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاندان جو تقریباً ۹ رگھرانوں پر مشتمل ہے، ان کے لئے ایک صاع کیا، ایک مد بھی کوئی غلہ نہیں ہے؛ لہٰذا تم اپنی اس ضرورت واحتیاج میں اللہ تعالی ہی سے مانگو۔ حضرت عوف رضی اللہ عنہ یہ جواب لے کر بیوی کے پاس آئے، تو بیوی نے پوچھا: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمارے اس حادثہ کو سن کر کیا جواب دیا؟ حضرت عوف رضی اللہ عنہ نے ان کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد سنایا، اس کے بعد اللہ تعالی نے پہلے سے زیادہ مال سے نوازا۔الخ
(تاریخ مدینہ دمشق: ج:۴۷ص:۳۴۵، دلائل النبوۃ: ج:۶)

رزق کی قدر

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر تشریف لائے، روٹی کا ٹکڑا گرا ہوا دیکھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے اٹھا کر صاف کرنے کے بعد کھالیا، پھر فرمایا: اے عائشہ! عزت دار چیز کی عزت کرو۔ جب اللہ کسی قوم کا رزق چھین لیتا ہے تو واپس نہیں کرتا۔(ابن ماجہ، رقم الحدیث:۱۱۴۲)

﴿۲۴﴾

مدد الٰہی حاصل کرنے کی مختصر دعا

☾ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ، یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ، یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ

فضیلت: حضرت ابوامامہؓ سے مروی ہے کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: حق تعالیٰ کی طرف سے ایک فرشتہ اِس بات پر مقرر ہے کہ جو شخص تین مرتبہ ''یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ'' کہتا ہے، تو فرشتہ اس کے جواب میں یہ کہتا ہے: ''اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْن'' تیری طرف متوجہ ہو گیا، پس مانگ اور درخواست کر۔

(مستدرک حاکم رقم الحدیث: ۱۹۹۶، کتاب الدعاء والتکبیر والتہلیل والتسبیح)

تجربہ: ساتویں آسمان کے فرشتہ کے ذریعہ فوری مدد

(۲) حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو ایک عجیب وغریب واقعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیاتِ طیبہ میں پیش آیا، جس کی تفصیل یہ ہے:

حضرت زیدؓ نے طائف سے واپسی میں ایک خچر کرایے پر لیا، مالک بھی ساتھ چلا، اور راستہ میں ایک ویران جگہ پر خچر لے جا کر کھڑا کر دیا، جہاں بہت سے مقتولین کی لاشیں پڑی ہوئی تھیں اور اس نے حضرت زید کے قتل کا ارادہ کیا، یہ دیکھ کر حضرت زیدؓ نے فرمایا مجھ کو دو رکعت نماز پڑھنے کی مہلت دے۔ اس شخص نے بطور تمسخر یہ کہا کہ: ہاں! تم بھی دو رکعت نماز پڑھ لو، تم سے پہلے ان لوگوں نے بھی نمازیں پڑھی تھیں؛ مگر نماز نے ان کو کوئی نفع نہیں پہنچایا۔ حضرت زید بن حارثہؓ جب دوگانہ سے فارغ ہوئے، تو یہ شخص قتل کے ارادہ سے ان کی طرف بڑھا، اس کو بڑھتے دیکھ کر حضرت زیدؓ نے یہ کہا: ''یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ'' اے سب سے زیادہ رحم فرمانے والے مہربان! اِدھر حضرت زیدؓ کی زبان سے یہ اسم اعظم نکلا ہی تھا، کہ اُدھر اس نے ایک غیبی آواز سنی، ''لَا تَقْتُلْهُ'' ان کو قتل نہ کر۔

وہ شخص اس غیبی اور ناگہانی آواز سے مرعوب اور خوف زدہ ہوکر اِدھر اُدھر دیکھنے لگا، جب کوئی شخص نظر نہ آیا تو پھر اس ناپاک ارادہ سے آگے بڑھا، حضرت زیدؓ نے دوبارہ ''یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ'' کہا، اس شخص کو پھر کوئی غیبی آواز سنائی دی، وہ پیچھے ہٹ تو گیا؛ مگر پھر سے آپؓ کی طرف بڑھا، آپؓ نے پھر ''یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ'' کہا۔ تیسری مرتبہ ''یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ'' کہنا ہی تھا کہ دیکھتے کیا ہیں، کہ ایک گھوڑسوار، نیزہ ہاتھ میں لیے آرہا ہے اور اس نیزے کے سرے میں آگ کا ایک شعلہ ہے، وہ نیزہ اس شخص کو مارا، تو آناً فاناً پشت سے پار ہو گیا اور اسی وقت وہ شخص مردہ ہوکر زمین پر گر پڑا۔

بعدازاں اس سوار نے حضرت زیدؓ سے مخاطب ہوکر کہا کہ جب تم نے پہلی مرتبہ ''یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ'' کہا اس وقت میں ساتویں آسمان پر تھا اور جب دوسری مرتبہ کہا تو آسمان دنیا پر، اور جب تیسری مرتبہ کہا تو میں تمہارے پاس آپہنچا۔

(الروض الانف ج:٦ ص:١٣٣، الاستیعاب تحت ترجمۃ زید بن الحارثۃ، تاریخ الخمیس دعاء زید بن الحارثۃ، سیرۃ المصطفیٰ: ج:٢، ص:٢٦٢)

مسلمان اور مؤمن کا مطلب

مسلمان وہ ہے جو ''اللہ کو مانتا'' ہو۔ مؤمن وہ ہے جو ''اللہ کی مانتا'' ہو۔

﴿۲۵﴾

فی الفور حاجت پوری ہونے کی دعا

☾ "اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الرَّحْمَةِ (يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ) اِنِّيْ تَوَجَّهْتُ بِكَ اِلٰى رَبِّيْ فِيْ حَاجَتِيْ هٰذِهٖ لِتُقْضٰى لِيْ اَللّٰهُمَّ فَشَفِّعْهُ فِيَّ.

ترجمہ: اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں، اور تیری جانب توجہ کرتا ہوں، بطفیل تیرے نبی سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جو نبیٔ رحمت ہیں، یا رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) میں متوجہ ہوا بطفیل آپ کے اپنے رب کی طرف اپنی حاجت میں؛ تاکہ میری حاجت پوری کی جائے، اے اللہ تو ان کو میرے حق میں شفیع بنا اور قبول فرما۔

(رواہ الترمذی باب بلا ترجمۃ ص:۱۹۸ ج:۲، رقم الحدیث:۳۵۷۹- ابن السنی ص:۱۶۰، رقم الحدیث:۸۲۶- الفتح الربانی ترتیب مسند احمد ج:۱۴ ص:۲۹۸)

طریقہ: ھٰذِہٖ...... کی جگہ اپنی حاجت کا نام لے یا تصور کرے۔

تجربہ:(۱) نابینا صحابی بینا ہوگئے

حدیث پاک میں آتا ہے کہ: ایک نابینا صحابیؓ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آکر عرض کیا کہ: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! دعا فرما دیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے عافیت دے (یعنی بینائی نصیب ہو) یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر تم بینائی چاہتے ہو تو میں دعا کر دوں اور اگر آخرت کا اجر چاہتے ہو تو اس (نابینائی) پر صبر کرلو۔

انہوں نے عرض کیا کہ: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! دعا ہی فرما دیجیے؛ تاکہ میری محتاجی دور ہو جائے۔ یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جاؤ، اچھی طرح وضو کر کے (دو رکعت نماز کے بعد) یہ دعا پڑھو۔ چنانچہ صحابیٔ رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے یہ (مذکورہ) دعا مانگی تو بفضلہٖ تعالیٰ فوراً

اندھاپن دور ہو گیا۔

تجربہ: (۲) بے رخی......توجہ اور عنایتِ خاص سے بدل گئی

مذکورہ دعا کے متعلق طبرانی نے ''معجم کبیر'' میں حضرت عثمان بن حنیفؓ سے روایت کی ہے کہ: ایک شخص کا حضرت عثمان غنیؓ سے کچھ کام تھا، وہ ان کے پاس گئے؛ مگر آپؓ نے ان کی طرف کچھ توجہ نہ فرمائی، وہاں سے مایوس ہو کر وہ حضرت عثمان بن حنیفؓ کی خدمت میں آئے، اور اپنا پورا واقعہ بیان کیا کہ انہوں نے تو کچھ توجہ ہی نہیں فرمائی، لہٰذا حاجت روائی کے لئے مشورہ دیجئے، یا کوئی تدبیر بتادیجئے۔

حضرت عثمان بن حنیفؓ نے فرمایا کہ: بہتر یہ ہے کہ تم مسجد میں جا کر دوگانہ نماز ادا کر کے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی (نابینا صحابی کو) ارشاد فرمائی ہوئی (مذکورہ بالا) دعا پڑھ کر پہلے اللہ تعالیٰ ہی سے مانگو پھر وہاں جاؤ۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا، اب کی مرتبہ جب وہ حضرت عثمان غنیؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے، تو انہوں نے ان کی طرف خصوصی توجہ فرمائی؛ بلکہ ان کو اپنے ساتھ بستر پر بٹھایا، حسبِ منشاء ان کی حاجت روائی کی اور مزید یوں فرمایا کہ: اگر آئندہ بھی تمہیں کسی چیز کی ضرورت ہو تو آکر عرض کر دینا، ان شاء اللہ ضرور پوری کی جائے گی۔

یہاں سے واپس لوٹ کر پھر وہ حضرت عثمان بن حنیفؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے، شکریہ میں جزاک اللہ کہنے کے بعد سارا واقعہ کہہ سنایا، تو واقعہ سن کر حضرت عثمان بن حنیفؓ نے فرمایا: ان کا تمہاری طرف متوجہ ہونا؛ یہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم فرمودہ دعا کی برکت کا نتیجہ تھا، یہ تاثیر ہے اس مقدس دعا کی۔

تحقیق: (۱) بعض روایات میں اس حدیث کے تحت ''نبی الرحمة'' کے بعد ''یا محمد'' نقل ہوا ہے۔ نیز مسند احمد کی روایت میں لتقضی کے بعد'' وتشفعني فيه وتشفعه فيّ'' وارد ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ: اے اللہ! نبی کو میرے لئے سفارش کی

اجازت دے دیجئے...... اور اے نبی! آپ میری اللہ سے سفارش کر دیجئے، گویا جملۂ اولیٰ میں اللہ سے خطاب ہے، اور ثانیہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب ہے۔

(۲) فهو خير لك: نابینائی پر صبر کو بہتر قرار دیا...... کیوں نہ ہو؟ حدیث قدسی میں وارد ہے "مَنْ أَذْهَبْتُ حَبِيْبَتَيْهِ-يَعْنِيْ عَيْنَيْهِ- فَصَبَرَ وَاحْتَسَبَ، لَمْ أَرْضَ لَهُ بِثَوَابٍ دُوْنَ الْجَنَّةِ" (احمد) جس کی دو محبوب چیزیں یعنی آنکھیں چلی جاویں اور وہ اس پر صبر کرے، تو میں اس کے لئے جنت سے کم ثواب پر ہرگز راضی نہیں ہونگا۔

(۳) ابن السنی کی روایت میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب صحابی کو صبر کی تلقین فرمائی، تو انہوں نے یہ عذر پیش کیا کہ: میرا کوئی رہبر نہیں ہے، لہٰذا بڑی مشقت ہوگی، اس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عافیت کی دعا فرمائی۔ نیز حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ راوی صحابی یہ فرماتے ہیں کہ: نابینا صحابی نے اسی وقت مجلس نبوی میں دعا پڑھ لی، جس کی برکت سے مجلس منتشر ہونے سے قبل ہی وہ صحابی بینا ہو گئے، ایسا لگ رہا تھا کہ انکو مرض ہی نہ تھا۔ نیز ابن السنی میں کلمات دعا میں قدرے فرق ہے، اسی طرح نماز کا ذکر فقط نسائی اور طبرانی کے طریق میں ہے۔

اس روایت سے معلوم ہوا کہ ادعیہ وغیرہ میں وسیلہ درست ہے، البتہ اعتقاد یہ رہے کہ فاعل حقیقی تو اللہ ہی ہیں۔ (نزل الابرار ص: ۳۰۴، الفتح الربانی ج: ۴، ص: ۲۹۹)

لاجواب نسخہ

جو شخص بچپن وجوانی میں اللہ کے حقوق کا پاس ولحاظ رکھتا ہے (گناہوں سے بچتا ہے)، اللہ تعالیٰ بوڑھاپے میں اس کا لحاظ رکھتے ہیں اور اس کو شنوائی اور بینائی سے فائدہ اٹھانے والا بناتے ہیں۔ (بہرا اور اندھا ہونے سے بچاتے ہیں)۔ [ابن رجب حنبلیؒ]

﴿۲۶﴾

مصیبت پر اجر اور نعم البدل ملنے کی دعا

"اَللّٰھُمَّ أُجُرْنِیْ فِیْ مُصِیْبَتِیْ وَأَخْلُفْ لِیْ خَیْرًا مِنْھَا"

ترجمہ: اے اللہ! مجھے اپنی اس مصیبت میں ثواب عطا فرما اور میرے لئے اس سے بہتر چیز کا انتظام فرما۔

فضیلت: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ: حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو مسلمان کسی مصیبت میں مبتلا ہو اور ارشاد خداوندی کے مطابق ﴿اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ﴾ پڑھے اور پھر یہ دعا مانگے: اے اللہ! تو میری اس مصیبت میں مجھے اجر عطا فرما، اور بہترین بدلہ عنایت فرما، تو اللہ تعالیٰ اس مصیبت میں اسے اجر عطا فرماتے ہیں اور بہترین بدل سے نواز دیتے ہیں۔

(مسلم ج:۱، ص/۳۰۰، رقم الحدیث: ۹۱۸، مسند احمد رقم الحدیث: ۱۵۷۵۰-ترمذی ج:۲ ص:۱۹۱ باب بلا ترجمہ، رقم الحدیث: ۳۵۱۱، الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ ج: ۴ ص: ۱۳۲۰)

تجربہ: حضرت ام سلمہؓ کو اس دعا کی برکت سے دونوں جہاں کے سردار (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مل گئے

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: جب ابو سلمہؓ (پہلے شوہر) کا انتقال ہو گیا، تو میں نے اپنے جی میں کہا: بھلا ابو سلمہؓ سے بہتر کون ہوسکتا ہے؟ وہ پہلے شخص تھے جنہوں نے اپنے وطن عزیز سے ہجرت کی؛ مگر پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بتائی ہوئی دعا میں نے پڑھ لی، اس دعا کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو سلمہؓ سے بھی بہتر شوہر عطا فرمایا، اور اس طرح میں دونوں جہاں کے سردار جناب رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عقد نکاح میں داخل ہوئی۔

تحقیق: "عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ -رَضِيَ اللهُ عَنْهَا- أَنَّهَا قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ: مَامِنْ مُسْلِمٍ تُصِيْبُهُ مُصِيْبَةٌ، فَيَقُوْلُ مَا أَمَرَه اللهُ: «اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ، اَللّٰهُمَّ أْجُرْنِيْ فِيْ مُصِيْبَتِيْ وَأَخْلُفْ لِيْ خَيْرًا مِنْهَا» إِلَّا أَخْلَفَ اللهُ لَهُ خَيْرًا مِّنْهَا، قَالَتْ: فَلَمَّا مَاتَ أَبُوْسَلَمَةَ قُلْتُ: أَيُّ الْمُسْلِمِيْنَ خَيْرٌ مِنْ أَبِيْ سَلَمَةَ، أَوَّلُ بَيْتٍ هَاجَرَ إِلىٰ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ، فَأَخْلَفَ اللهُ لِيْ خَيْرًا مِّنْهُ. وفی حدیث آخر: فَلَمَّا تُوُفِّيَ أَبُوْسَلَمَةَ قُلْتُ: مَنْ خَيْرٌ مِّنْ أَبِيْ سَلَمَةَ صاحب رسول الله ﷺ ثم عزم الله لی فقلتها، قال: فتزوجت رسول الله ﷺ". (مسلم ج/۱ص/۳۰۰ کتاب الجنائز، باب مایقال عند المصیبة)

مسلم شریف کی مذکورہ بالا روایت سے یہ معلوم ہوا کہ یہ روایت حضرت ام سلمہؓ نے براہ راست اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی ہے، جبکہ ترمذی شریف اور تفسیر بغوی میں مذکور ہے کہ: یہ دعا خود حضرت ابوسلمہؓ نے ہی حضرت ام سلمہؓ کو بتائی تھی۔ عبارت یہ ہے: وَأَخْرَجَ الْبَغْوِيُّ مِنْ طَرِيْقِ سُلَيْمَانَ بْنِ الْمُغِيْرَة، عَنْ ثَابِتٍ حَدَّثَنِيْ ابْنُ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ أَبَا سَلَمَةَ جَاءَ إِلىٰ أُمِّ سَلَمَةَ فَقَالَ: سَمِعْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ حَدِيْثًا أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ كَذَا وَ كَذَا، سَمِعْتُه يقولُ: لَا يُصِيْبُ أَحَدًا مُصِيْبَةٌ فَيَسْتَرْجِعُ عِنْدَ اللهِ ثُمَّ يقولُ: اَللّٰهُمَّ عِنْدَكَ احْتَسَبْتُ مُصِيْبَتِيْ هٰذِه، اَللّٰهُمَّ اخْلُفْنِيْ فِيْهَا اِلَّا أعطاه اللهُ.

(ترمذی ج/۲ص/۱۹۱باب بلا ترجمہ، رقم الحدیث:۳۵۱۱، الاصابة فی تمیز الصحابة ج:۴ص:۱۳۲)

تو اس کا جواب یہ ہے کہ: ممکن ہے کہ مذکورہ دعا حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے پہلے اپنے شوہر حضرت ابوسلمہؓ سے سنی ہو، پھر دوسری مرتبہ براہ راست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی سنی ہو۔ (امہات المؤمنینؓ ص:۴۶۵)

ایسی ڈیٹی کا علاج: کھانے سے فارغ ہونے کے بعد کچھ مقدار میں گڑ استعمال کرنے کی عادت بنانے سے یہ مرض ہمیشہ کے لیے ختم ہو جاتا ہے۔

﴿۲۷﴾

نیند نہ آنے اور اس میں گھبراہٹ (چونکنے) کے دو اہم علاج

(الف) جامع کلمات کے طفیل پناہ چاہنا

○ ”اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّاتِ مِنْ غَضَبِہٖ وَعِقَابِہٖ وَ مِنْ شَرِّ عِبَادِہٖ وَمِنْ ھَمَزَاتِ الشَّیَاطِیْنِ وَاَنْ یَّحْضُرُوْنَ“

ترجمہ: میں اللہ تعالیٰ کے جامع کلمات کے طفیل پناہ چاہتا ہوں اللہ کی ناراضگی اور اس کی سزا اور اس کے بندوں کی شرارت، ایسے ہی شیطان کے وسوسوں سے، اور اس بات سے کہ یہ سب اکٹھے ہوکر مسلط ہوں۔

(عمل الیوم واللیلۃ لابن السنی ص:۱۸۷ رقم الحدیث:۷۴۸-وبمثلہ علی ص:۱۸۸، رقم الحدیث: ۷۵۰-ابوداؤد شریف فی الادب رقم الحدیث:۴۸۵۶، الآداب للبیھقي:۶۸۶)

تجربہ: صحابیؓ کی گھبراہٹ جاتی رہی

حضرت عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہؓ روایت کرتے ہیں کہ: ایک شخص اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تشریف لائے، اور اپنی یہ شکایت بیان کی کہ: میں نیند سے گھبرا کر چونک اٹھتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: جب تم اپنے بستر پر سونے کے لیے لیٹو تو یہ (مذکورہ بالا) دعا پڑھ لیا کرو۔ وہ صحابی فرماتے ہیں کہ: میں نے اس پر عمل کیا تو یہ شکایت جاتی رہی۔

حضرت عبداللہ بن عمروؓ اس دعا کا اتنا اہتمام فرماتے تھے، کہ اپنی اولاد میں جو پڑھ سکتے تھے انہیں تو یہ دعا یاد کرادی تھی اور جنہیں پڑھنے کی استطاعت نہیں تھی ان کے لئے یہ دعا لکھ کر گلے میں لٹکادی۔

(ب) دعائے حضرت زید بن ثابتؓ

☾ "اَللّٰهُمَّ غَارَتِ النُّجُوْمُ وَهَدَأَتِ الْعُيُوْنُ اَنْتَ حَيٌّ قَيُّوْمٌ لاَ تَأْخُذُكَ سِنَةٌ وَّلاَ نَوْمٌ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ اَهْدِأْ لَيْلِيْ وَاَنِمْ عَيْنِيْ"

ترجمہ: اے اللہ ستارے بھی چھپ گئے، آنکھیں بھی سکون پا گئیں، اور آپ زندہ قائم ہیں، نہ آپ کو اونگھ آتی ہے نہ نیند، اے زندہ قائم رہنے والے! میری رات کو آرام والی بنا دے، آنکھوں میں نیند عطا فرما دے۔

(عمل الیوم واللیلۃ لابن السنی ص:۷۴۶، رقم الحدیث:۹۰۷، معرفۃ الصحابۃ لابی نعیم:۲۹۲۲، المطالب العالیہ: ۳۳۶۵، سبل الہدیٰ والرشاد ص:۲۲۷ ج/۱۰)

تجربہ: حضرت زید بن ثابتؓ کی تکلیف دور ہوگئی

حضرت زید بن ثابتؓ فرماتے ہیں کہ: میں نے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نیند نہ آنے (بے خوابی) کی شکایت کی، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا یہ (مذکورہ) دعا پڑھا کرو۔ میں نے اس کو پڑھا تو اللہ تعالیٰ نے اس تکلیف کو جس میں میں مبتلا تھا ختم کر دیا۔

گردوں اور پتھریوں کا لیموں کے ذریعے علاج

سینکڑوں انسان گردے کی پتھری کا نشانہ بن جاتے ہیں، اگر آپ ایسی پتھریوں سے بچنا چاہتے ہیں تو روزانہ ایک دو لیموؤں کا رَس پینے کا معمول بنالیں۔ دراصل لیموں میں تمام سٹرس پھلوں (تُرشہ پھل جیسے: سنترا، موسمبی) سے زیادہ سائٹریٹ (نمکین مادہ) مادہ پایا جاتا ہے، یہ مادہ گُردوں میں موجود کلشیم گھلا دیتا ہے، جس سے پتھری جنم نہیں لیتی۔

﴿۲۸﴾

برے خواب کے نقصان سے حفاظت

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ پڑھے اور الٹی جانب تھتکارنا۔

طریقہ: براخواب نظر آنے پر تین مرتبہ تعوذ پڑھ کر الٹی جانب تھتکار دیں، اور صحیح مسلم کی ایک روایت میں یہ ہے کہ تین مرتبہ تھتکار کر تین مرتبہ تعوذ پڑھے؛ لہٰذا کبھی یہ کرلے اور کبھی وہ کرلے۔ (بخاری شریف ج:۲ ص:۱۰۴۳، مسلم شریف ج:۲ ص/۲۴۰ کتاب الرؤیا، رقم الحدیث:۲۲۶۱، سنن ابن ماجہ:۳۹۰۸، مصنف ابن ابی شیبہ:۳۰۳۹۴)

طریقہ: حضرت امام نوویؒ نے شرحِ مسلم میں اِس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے جو فرمایا اس کا خلاصہ یہ ہے کہ: براخواب دیکھنے کے بعد اس کے نقصان سے بچنے کی تدبیر کے متعلق روایات میں "(۱) فَلْیَبْصُقْ ثَلَاثًا (۲) وَلْیَسْعِذْ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ ثَلَاثًا (۳) وَلْیَتَحَوَّلْ عَنْ جَنْبِهِ الَّذِیْ کَانَ عَلَیْهِ (۴) فَلْیُصَلِّ رَکْعَتَیْنِ" چار چیزوں کا حکم ہے۔

(۱) براخواب دیکھتے ہی تین مرتبہ بائیں جانب تھتکارے۔ (۲) پھر اللہ سے یہ کہے کہ: پروردگار! میں شیطان مردود کی شرارت سے پناہ چاہتا ہوں اور (۳) جس پہلو پر لیٹنے کی حالت میں بُراخواب دیکھا اس کو بدل دے اور (۴) دو رکعت نماز بھی ادا کرے۔ اس لیے مناسب ہے کہ براخواب دیکھنے کے فوراً بعد ان چاروں آداب کو انجام دے؛ تاکہ تمام روایات پر عمل ہوجائے۔ اگر ان میں سے بعض پر اکتفا کرلے تو اس کی بھی گنجائش ہے، باذنہ تعالیٰ اس وقت بھی برے خواب کے ضرر سے حفاظت ہوگی۔ (المنہاج شرح صحیح مسلم)

تجربہ: صحابی اور تابعی دونوں کی برے خواب سے نجات

حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمن بن عوفؓ فرماتے ہیں کہ: میں نیند میں بہت سے

برے خواب دیکھا کرتا تھا کہ جس کی وجہ سے میں بیمار اور پریشان ہو گیا، یہاں تک کہ ایک مرتبہ صحابئ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ: میں بھی اسی طرح کے برے خواب دیکھتا تھا جس کے سبب کافی بیمار رہتا؛ مگر ایک مرتبہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ''اچھے خواب تو اللہ کی طرف سے ہوا کرتے ہیں؛ لہٰذا تم میں سے کوئی پسندیدہ خواب دیکھے، تو اپنا یہ اچھا خواب اپنے چاہنے والے ہی کے سامنے بیان کرے، اور اگر کوئی ناپسندیدہ خواب دیکھے، تو اللہ سے اس خواب کے نقصان اور شیطان کی شرارت کے بارے میں پناہ چاہے، پھر تین مرتبہ تھتھکار دے، نیز اپنا یہ خواب کسی کے سامنے بیان نہ کرے، ایسا کرنے سے یہ برا خواب، اس کو کسی قسم کا کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا''۔

(بخاری شریف ج:۲ص:۱۰۴۳، مسلم شریف ج:۲ص:۲۴۰)

بخاری شریف میں ایک دوسری جگہ (صفحہ:۸۵۵) پر اس حدیث کے آخر میں حضرتِ ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کا یہ قول نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ: میں ایسے برے خواب دیکھتا تھا کہ میرے لیے پہاڑ سے زیادہ گراں بار تھے؛ مگر جب سے یہ حدیث سنی ہے اس پر عمل کر لینے کے بعد مجھے اب ان برے خواب کی کوئی پرواہ نہیں رہتی۔

تحقیق: (۱) حدیث میں ''وَلْیَتْفُلْ ثَلَاثًا'' وارد ہوا ہے، جس کے معنی تھتھکارنے کے ہیں، تھوکنے اور پھونک مارنے کے لیے عربی زبان میں یہ کلمات استعمال ہوتے ہیں: ''بزق، تفل، نفث، نفخ'' (تھوکنا، تھتھکارنا، لعاب کے ساتھ پھونکنا) ان میں تنزل من الاعلیٰ الیٰ الادنیٰ ہے۔

تھتھکارنے کی علت یہ بتائی جاتی ہے کہ اس عمل سے شیطان کو زجر (جھڑکنا) مقصود ہے، جو اس برے خواب کے نظر آنے کا سبب ہے اور بائیں جانب کو خاص اس لیے کیا گیا کہ گندگی پھینکنے کی جہت یہی ہے۔ (المنہاج شرح صحیح مسلم)

(۲) جس طرح صدقہ نکالنا بلا و مصیبت دور کرنے اور مال کی حفاظت کا ذریعہ ہے، ایسے ہی اللہ تعالیٰ نے برے خواب کے نقصان سے بچنے کا ذریعہ تھتھکارنا اور تعوذ وغیرہ کو قرار دیا۔ (المنہاج شرح صحیح مسلم)

۳

جسمانی امراض

﴿٢٩﴾

بخار جھاڑنے کا اکسیر نسخہ

☾ "بِسْمِ اللّٰهِ اَرْقِيكَ، وَاللّٰهُ يَشْفِيكَ مِنْ كُلِّ دَاءٍ يُّؤْذِيكَ، وَمِنْ كُلِّ نَفْسٍ حَاسِدَةٍ وَّطَرْفَةِ عَيْنٍ وَّاللّٰهُ يَشْفِيكَ".

ترجمہ: اللہ کے نام کی مدد سے میں تجھے دم کرتا ہوں، اللہ ہی تجھے ہر تکلیف دہ بیماری سے تندرستی عطا فرمائے اور ہر حاسد اور ہر نظر بد سے دور رکھے، اور اللہ تجھے خوب صحت عطا فرمائے۔ (عمل الیوم واللیلۃ لابن السنی ص ر ۱۴۵، رقم الحدیث: ۵۶۹، الدعا للطبرانی: ۱۰۹۳، ۹۴)

تجربہ: پلک جھپکتے ہی اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بخار ختم ہو گیا

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ میں اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم سخت بخار میں مبتلا تھے، اور بستر پر لیٹے ہوئے تھے، ہم نے سلام کیا تو آپ جواب نہ دے سکے، جب ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حالت دیکھی، تو مکان سے باہر چلے آئے، ابھی نکلے ہی تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قاصد ہمیں بلانے آ پہنچا، جب ہم حاضر خدمت ہوئے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح بیٹھے ہوئے تھے کہ گویا کوئی تکلیف ہی نہ تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آپ دونوں کے باہر چلے جانے کے بعد میرے پاس دو فرشتے آئے، ایک تو میرے سرہانے بیٹھا اور دوسرا پائتیں (پاؤں کی جانب) پر، پائتیں والے نے سرہانے والے سے یہ سوال کیا کہ: انہیں کیا تکلیف ہے؟ دوسرے نے جواب دیا کہ: انہیں بہت سخت بخار ہے۔ پائتیں والے نے کہا کہ: پھر تو انہیں یہ کلمات پڑھ کر دم کر دیا جائے، فائدہ ہو جائیگا۔ (یہ کہہ کر اوپر والے کلمات بتائے) اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ان فرشتوں نے پڑھ کر دم کیا کہ ساری تکلیف جاتی رہی، یہی خوش خبری سنانے کے لیے آپ دونوں حضرات کو طلب کیا ہے۔

﴿۳۰﴾

پیشاب کی رکاوٹ اور پتھری دور کرنے کی دعا

☾ ”رَبُّنَا اللّٰهُ الَّذِیْ فِی السَّمَاءِ تَقَدَّسَ اِسْمُكَ، اَمْرُكَ فِی السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ، كَمَا رَحْمَتُكَ فِی السَّمَاءِ، فَاجْعَلْ رَحْمَتَكَ فِی الْاَرْضِ، اِغْفِرْلَنَا حُوْبَنَا وَخَطَايَانَا، اَنْتَ رَبُّ الطَّيِّبِيْنَ، فَاَنْزِلْ شِفَاءً مِّنْ شِفَائِكَ، وَرَحْمَةً مِّنْ رَحْمَتِكَ عَلٰى هٰذَا الْوَجِعِ.

ترجمہ: ہمارا رب اللہ ہے، جو آسمان میں ہے، تیرا نام مقدس ہے، تیرا حکم زمین و آسمان میں ہے، جس طرح آپ نے اہل سماء پر رحم فرمایا ہے، زمین پر بھی اپنی رحمت نازل فرما، ہمارے گناہ معاف فرما، آپ ہی پاکیزہ ہستیوں کے رب ہیں، اپنے خزانۂ شفا میں سے شفا اور اپنے ذخیرۂ رحمت میں سے رحمت اس بیماری پر نازل فرما۔

(عمل الیوم و اللیلۃ للنسائی: ۷/۱۰۳۷، ابوداؤد باب کیف الرقی، ص: ۵۴۳، رقم الحدیث: ۳۸۹۲، نزل الابرار ص: ۲۶۷، المعجم الأوسط: ۸۶۳۶، الدعا للطبرانی: ۱۰۸۲)

طریقہ: خود اس دعا کو پڑھتا رہے، اور خود نہ پڑھ سکے تو کوئی اور پڑھ کر اس پر دم کر دیا کرے، یا کاغذ پر لکھ کر اس کا پانی پلا دے۔ (الدعاء المسنون ص: ۳۰۵)

تجربہ: دعا پڑھتے ہی پیشاب ہونے لگا

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کے پاس ایک آدمی آیا اور کہنے لگا کہ: میرے والد کا پیشاب رک گیا ہے اور پیشاب میں پتھری آچکی ہے، اِس پر حضرت ابودرداءؓ نے ان کو ایک دعا سکھلائی جو انہوں نے رسول پاک صلی اللہ علیہ سلم سے سیکھی تھی۔ چنانچہ اس آدمی نے یہ دعا پڑھی تو پیشاب جاری ہو گیا۔

امام نسائی، صاحب مسند بزاز اور حاکم نے یہ واقعہ اس طرح سے نقل کیا ہے کہ: حضرت فضالہ بن عبید الانصاری کی خدمت میں عراق کے دو آدمی اس غرض سے حاضر ہوئے کہ ان دونوں کے والد کو پیشاب میں رکاوٹ تھی، تو اِس سلسلہ میں کوئی طریقۂ علاج حاصل ہوجائے، حضرت فضالہ انہیں لے کر حضرت ابودرداءؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے، حضرت ابودرداءؓ نے ان کی بات سننے کے بعد بطور علاج فرمایا کہ: میں نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے: جس کسی کو یا اس کے بھائی کو یہ (حبسِ بول کی) شکایت ہو، تو اسے چاہئے کہ یہ (مذکورہ بالا دعا) پڑھے۔ چنانچہ ان حضرات نے یہ دعا پڑھی تو ان کا کام بن گیا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چند اہم سنتیں

[الف] لوگوں سے ملتے وقت مسکرانا۔

[ب] اندھے کو راستہ دکھلانا۔

[ج] راستے سے پتھر ہٹانا۔

[د] جب مریض کی عیادت کو جائیں تو اسے اپنے لیے دعا کرنے کو کہنا؛ کیوں کہ مریض کی دعا، فرشتوں کی دعا کے مثل ہوتی ہی۔

[ھ] سرسبز وشاداب رہے وہ شخص جو میری حدیث سنے اور دوسروں تک پہنچائے۔

﴿۳۱﴾

دردِ سر دور کرنے کی دعا

◐ ''اَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللهِ وَقُدْرَتِهٖ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ''

ترجمہ: میں اللہ کی عزت اور قدرت کے وسیلے سے پناہ چاہتا ہوں، ہر اس شر اور تکلیف سے جس کو میں محسوس کرتا ہوں۔

(عمل الیوم واللیلۃ لابن السني ص:۸ ۱۳ حدیث نمبر: ۵۴۵-نزل الابرار ص: ۳۴۷، ابوداؤد، ص: ۳۸۹۱- ترمذی شریف: ۲۰۸۰-ابن ماجہ: ۳۵۲۲-مصنف ابن ابی شیبہ: ۲۳۵۸۳، ۲۹۵۰۰)

تجربہ: کامیاب تجربہ کے بعد متعلقین کو بھی تاکید و تلقین

حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ایک مرتبہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری عیادت کے لئے تشریف لائے، مجھے اس وقت سخت قسم کا درد تھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: اپنے سیدھے ہاتھ کو درد والی جگہ پر پھیرتے ہوئے سات مرتبہ یہ (مذکورہ بالا) دعا پڑھ لیا کرو، میں نے ایسا ہی کیا، تو اللہ تعالیٰ نے میرا درد بالکل ہی ختم کر دیا، مجھے یہ نسخۂ علاج اتنا پسند آیا کہ میں اپنے تمام متعلقین کو ہمیشہ اس کی تاکید و تلقین کرتا تھا۔

تحقیق: (۱) نزل الابرار میں یہ اضافہ ہے کہ: اسلام لانے کے بعد سے حدیث میں مذکور واقعہ پیش آنے تک وہ درد پریشان کرتا رہا، نیز مؤطا کی روایت میں ہے کہ حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس اِس حال میں پہنچا کہ میرا یہ دردِ سر اس قدر شدید تھا کہ مجھے ہلاکت کا اندیشہ تھا۔

(۲) حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ خود آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیماری کے زمانہ میں تشریف لے گئے تھے، یا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنفسِ نفیس ان کی عیادت کے لئے تشریف لائے۔ اس سلسلہ میں دونوں طرح کی روایات ہیں، مسند احمد اور السنن الکبریٰ للنسائی میں ہر دو

روایات موجود ہیں؛ مگر اس میں کوئی تعارض نہیں، یہ ممکن ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عیادت کے لئے ان کے یہاں تشریف لے گئے، تو حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ اندر زنانہ خانہ میں تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد کی اطلاع سن کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

صدقہ دینے کے وقت مال یہ کہتا ہے:

[الف] میں فانی تھا تو نے مجھے باقی بنا دیا۔

[ب] میں تیرا دشمن تھا اب تو نے مجھے اپنا دوست بنالیا۔

[ج] پہلے تو میری حفاظت کرتا تھا، اب میں تیری حفاظت کروں گا۔

[د] میں حقیر تھا، تو نے مجھے عظیم بنا دیا۔

[ھ] پہلے میں تیرے ہاتھ میں تھا، اب میں خدا کے ہاتھ میں ہوں۔

ایک قیمتی نصیحت

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جو شخص فضیلت والی نفلی چیزوں کے پیچھے پڑا رہتا ہے اور فرائض کی تکمیل نہیں کرتا، وہ اس تاجر کے مثل ہے جس کی اصل پونجی برباد ہو گئی ہو اور وہ نفع کا طالب ہو۔

﴿۳۲﴾

پاؤں کی تکلیف دور کرنے کی دعا

بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ أَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهٖ مِنْ شَرِّ مَا فِيْهَا ۔

ترجمہ: اللہ کے نام، اس کی رحمت بلکہ اس کی قدرت کے وسیلے سے میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں، اس تکلیف میں جو کچھ نقصان ہے اس سے۔

(حیاۃ الصحابہ ج/۲ ص/۸۷، المعجم الأوسط: رقم الحدیث: ۱۲۶۷، مجمع الزوائد: ۱۱۶۴۲)

فضیلت: حضرت کعب بن مالک ؓ ارشاد نبوی نقل فرماتے ہیں کہ: کسی کو کیسا ہی درد ہو اسے چاہئے کہ اپنا ہاتھ درد والی جگہ پر رکھ کر سات مرتبہ مذکورہ دعا پڑھ لے۔

(نزل الابرار)

تجربہ: سات مرتبہ دعا پڑھ کر دم کرتے ہی تکلیف ختم ہوگئی

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جماعت یمن کے لیے تیار فرمائی اور ایک کم سِن صحابی کو اُس کا امیر مقرر فرمایا؛ مگر یہ حضرات کئی دنوں تک مدینہ ہی میں ٹھہرے رہے اور نہ جاسکے، ایک دن اس جماعت کے ایک آدمی سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات ہوئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے دریافت فرمایا: ارے بھائی! تمہیں کیا ہوا؟ اب تک کیوں نہیں گئے؟ اس نے جواب دیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہمارے امیر کے پاؤں میں تکلیف ہے (ان کے ٹھیک ہو جانے تک ہم ٹھہرے ہوئے ہیں) یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم امیر کے پاس تشریف لے گئے، اور سات مرتبہ یہ (مذکورہ) دعا پڑھ کر ان پر دم فرمایا، وہ اُسی وقت ٹھیک ہو گئے۔

﴿۳۳﴾

ڈاڑھ اور دانت کا درد دور ہونے کی دو اہم دعائیں

(الف) دعائے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت

☾ اَللّٰهُمَّ أَذْهِبْ عَنْهُ سُوْءَ مَا يَجِدُ وَفُحْشَهُ بِدَعْوَةِ نَبِيِّكَ الْمَكِيْنِ الْمُبَارَكِ عِنْدَكَ۔

ترجمہ: اے اللہ! اس کی تکلیف اور سخت درد تیرے بابرکت ومرتبت نبی کی دعا کے صدقہ دور فرما۔

(مدارج النبوۃ ج:۱ص:۲۲۴، الدعوات الکبیر للبیہقی ص:۶۱۰، دلائل النبوۃ للبیہقی ج:۶ص ۱۸۲)

طریقہ: جس ڈاڑھ میں تکلیف ہو اس کے بالمقابل رخسار پر ہاتھ رکھتے ہوئے سات مرتبہ مذکورہ دعا پڑھ کر دم کردیں، اگر بیمار آدمی خود پڑھے تو ''سُوْءَ مَا يَجِدُ'' کے بجائے ''سُوْءَ مَا أَجِدُ'' پڑھے۔

تجربہ: حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے ڈاڑھ کی تکلیف دور ہوگئی

امام بیہقی رحمہ اللہ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ: جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت زید وحضرت جعفر (رضی اللہ عنہما) کے ساتھ غزوۂ موتہ کی جانب مجھے بھیجنے کا حکم صادر فرمایا، تو اس وقت میرے ڈاڑھوں میں سخت تکلیف تھی، تو میں نے عرض کیا کہ: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! مجھے ڈاڑھوں میں سخت تکلیف ہے اور کافی پریشان ہوں، آپ نے فرمایا: مجھ سے قریب ہوجاؤ، اس ذات کی قسم جس نے مجھے دینِ حق لے کر بھیجا! میں تیرے لیے ایسی دعا کرتا ہوں جو بھی پریشان حال بندۂ مؤمن اُن کلمات سے دعا کرے گا، تو اللہ اس کی پریشانی

اور بے چینی دور کردیں گے، یہ کہتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا دستِ مبارک اس رخسار پر رکھا جس میں درد تھا اور پھر سات مرتبہ یہ (مذکورۂ بالا) دعا پڑھی، دست مبارک اٹھانے سے پہلے اللہ نے ان کا درد، دور فرما دیا۔

(ب) اللہ کی ذات وصفات کے طفیل سے دعا مانگنا

☾ بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ اَسْئَلُكَ بِعِزِّكَ وَجَلَالِكَ وَقُدْرَتِكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ فَاِنَّ مَرْيَمَ لَمْ تَلِدْ غَيْرَ عِيْسٰى مِنْ رُّوْحِكَ وَ كَلِمَتِكَ اَنْ تَكْشِفَ مَا تَلْقٰى فَاطِمَةُ بِنْتُ خَدِيْجَةَ مِنَ الضُّرِّ كُلِّهٖ.

ترجمہ: اللہ کی ذات اور صفات، عزت، عظمت اور ہر چیز کی قدرت کے طفیل یہ مانگتا ہوں کہ: فاطمہ بنت خدیجہؓ کو ہونے والی دانت کی تکلیف دور فرما، آپ ایسے قدرت والے ہیں کہ حضرت مریمؑ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آپ کے حکمِ خاص اور کلمہ ''کُنْ'' کی برکت سے جنا۔

(شرح الزرقانی ج:۹ ص:۴۵۵ فی طبہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، المواہب اللدنیہ ج:۳ ص:۵۲)

طریقہ: اگر کوئی شخص بیمار آدمی پر دم کرنے کے لیے یہ دعا پڑھے تو جس دانت میں درد ہے اس کے مقابل رخسار پر شہادت کی انگلی رکھ کر یہ دعا پڑھتے ہوئے ''مَا تَلْقٰى فَاطِمَةُ بِنْتُ خَدِيْجَةَ'' کی جگہ ''مَا يَلْقٰى فُلَانُ بْنُ فُلَانَةَ (بیمار کا نام اور اس کی ماں کے نام کی صراحت کے ساتھ) مِنَ الضُّرِّ كُلِّهٖ'' کہے۔ اس میں بھی بیمار اگر مرد ہو تب تو مذکورہ عبارت پڑھے اور اگر کوئی عورت ہو تو ''مَا تَلْقٰى فُلَانَةُ بِنْتُ فُلَانَةَ'' پڑھے۔

اور اگر بیمار آدمی خود پڑھے تو ''مَا يَلْقٰى عَبْدُكَ الضَّعِيْفُ فُلَانُ بْنُ فُلَانَةَ مِنَ الضُّرِّ كُلِّهٖ'' اگر مرد ہو؛ ورنہ ''مَا تَلْقٰى أَمَتُكَ الضَّعِيْفَةُ فُلَانَةُ بِنْتُ فُلَانَةَ مِنَ الضُّرِّ كُلِّهٖ'' پڑھے۔

تجربہ: حضرت فاطمہ بنت خدیجہؓ کے دانت کا درد دور ہو گیا

حمیدیؒ روایت کرتے ہیں کہ: سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم

کے پاس دردِ دنداں کی شکایت کرتی ہوئی آئیں، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے داہنے دست مبارک کی انگشت شہادت اس دانت پر رکھ کر، جس میں درد تھا (مذکورہ) دعا پڑھی، چنانچہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اپنے درد سے آرام ملا۔

تحقیق: (۱) محدث حمیدیؒ کی روایت میں یہ بھی اضافہ ہے کہ: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیٹی حضرت فاطمہؓ کو دانت میں جس جگہ درد تھا وہاں شہادت انگلی رکھ کر پھر یہ دعا پڑھی۔

(۲) علامہ زرقانیؒ نے امام رضی الدین طبریؒ (المتوفی: ۱۸؍صفر ۸۹۴ھ یہ مشہور محب طبریؒ المتوفی: ۶۹۴ھ کے علاوہ ہیں) کے متعلق لکھا ہے کہ: اللہ تعالیٰ نے ان کو ایک عجیب کرامت دے رکھی تھی کہ دانت یا ڈاڑھ کی تکلیف والا آدمی آپ کی خدمت میں آتا تو آپ اس درد والی جگہ پر انگلی رکھ کر اُس کے اور اس کی والدہ کا نام معلوم کرنے کے ساتھ ساتھ دریافت فرماتے کہ: کتنی مدت تک اس تکلیف کے دور ہو جانے کی امید رکھتے ہو؟ اور مقصد یہ ہوتا کہ طاق عدد میں کوئی مدت بیان کر دے (۷، ۹ وغیرہ)۔ بس جب وہ بیمار آدمی کوئی مدت متعین کر دیتا، اس کے بعد آپ اپنا ہاتھ اٹھا لیتے، فوراً اس کا درد ختم ہو جاتا اور اتنی مدت کبھی بھی وہ درد عود نہ کرتا۔ آپ کی یہ کرامت پورے مکہ معظّمہ میں مشہور تھی۔ یہاں اس کی کوئی صراحت نہیں کہ آپ انگلی رکھتے ہوئے کچھ پڑھتے تھے یا نہیں؟ اللہ تعالیٰ اپنے بعض نیک بندوں کو ان کے تعلق مع اللہ کے سبب ایسا بنا دیتے ہیں۔ کیوں نہ ہو؟ حدیثِ پاک میں ہے "إِنَّ مِنْ عِبَادِ اللهِ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللهِ لَأَبَرَّهُ" اللہ کے کچھ بندے ایسے ہیں کہ اگر وہ قسم دے دیں تو اللہ پاک ان کی قسم پوری فرما دیتے ہیں۔

(شرح الزرقاني على المواهب اللدنية بالمنح المحدية)

(۳) اس دعا میں حضرت مریم علیہا السلام کا تذکرہ بطورِ خاص اس لیے کیا گیا کہ جس طرح حضرت مریم کو اللہ تعالیٰ نے فضائل ومناقب والا بنایا، ایسے ہی حضرت فاطمہؓ کو بھی پاک پروردگار نے بے حد فضل وکمال سے آراستہ فرمایا تھا، گویا بزبانِ حال آپ نے اِس دعا کے ذریعے اشارہ فرما دیا کہ جس طرح مریم کو اس عجیب واقعے کے ذریعے عزت بخشی، ایسے ہی فاطمہ کے درد کو ختم فرما کر راحت وعزت عنایت فرما دیں۔

﴿۳۴﴾

ہر قسم کا (زخم یا پھوڑے پھنسی وغیرہ کا) درد ختم کرنے کی دعا مع طریقہ

☾ "بِسْمِ اللّٰهِ تُرْبَةُ اَرْضِنَا بِرِيْقَةِ بَعْضِنَا يُشْفٰى سَقِيْمُنَا بِاِذْنِ رَبِّنَا"

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے بابرکت نام سے، ہماری زمین کی ہی مٹی، ہم ہی میں سے کسی کے تھوک کے ساتھ، اللہ تعالی کے حکم سے (اس مٹی سے) ہمارا بیمار اچھا ہوجائے۔

(بخاری باب رقیة النبي صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جلد:۲،ص:۸۵۵، رقم الحدیث:۵۷۴۵- صحیح مسلم:۲۱۹۴، سنن ابی داوٗد:۳۸۹۵، ابن ماجہ:۳۵۲۱)

طریقہ: دعا پڑھنے سے پہلے شہادت کی انگلی پر کچھ تھوک لگالے، پھر تھوک والی انگلی کو مٹی پر اس طرح لگائے کہ جس سے انگلی پر کچھ مٹی چپک جائے، اس کے بعد اس انگلی کو درد والی جگہ پر گھماتے ہوئے اوپر والی دعا طاق عدد (۱، ۳، ۵، ۷، ۹) میں پڑھیں، ان شاء اللہ چند مرتبہ ایسا کرنے سے اللہ تعالیٰ تکلیف دور کردیں گے۔

تجربہ: (۱) مدتوں کا درد ختم ہوگیا

(۱) ایک مرتبہ صبح درسِ حدیث سے فارغ ہوکر بندہ دارالحدیث میں بیٹھا ہوا تھا، اچانک قریبی علاقہ کے ایک صاحب آپہنچے، اور علیک سلیک اور تمہیدی گفتگو کے بعد انہوں نے اپنے پاؤں کے ایک حصہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے یہ بتایا کہ: کئی مہینوں سے مجھے اس جگہ ایسا شدید درد ہے کہ بہتیرے علاج کے باوجود کچھ افاقہ ہی نہیں ہورہا ہے، براہِ کرم رہنمائی فرمادیں۔

بندہ کو ان کی پریشانی سن کر کافی ترس آیا، فوراً دار الحدیث کے آنگن میں لگے ہوئے ناریل کے درخت کے پاس آیا، اور مذکورہ طریقہ کے مطابق پہلے تو سیدھے ہاتھ کی شہادت والی انگلی پر تھوک لیا اور پھر اس انگلی کو مٹی پر لگا کر انکے پاس پہنچا، اور درد والی جگہ پر انگلی پھیرتے ہوئے مذکورہ دعا طاق عدد میں پڑھ دی، اور حدیث کا حوالہ دیتے ہوئے یقین دلایا کہ: ان شاء اللہ بہت جلد ٹھیک ہو جاؤ گے۔ ایک ہفتہ کے بعد خوشی خوشی اسی دار الحدیث میں دوبارہ پہنچے اور کہنے لگے کہ: اللہ نے مدتوں کا یہ درد ختم کر دیا۔

تجربہ: (۲) درد بالکل جاتا رہا

(۲) ایسے ہی ایک مرتبہ عشاء کے بعد سبق سے فارغ ہو کر اپنے گھر جا رہا تھا، راستے میں ایک صاحب آملے، اور وہ بھی اپنے پاؤں کے ایک حصہ کی طرف اشارہ کر کے شدید درد کا شکوہ کرنے لگے، ان کی بات سن کر بندہ نے راستہ ہی پر مذکورہ عمل کیا۔ دوسرے دن آ کر کہنے لگے کہ: الحمد للہ!! درد بالکل ہی جاتا رہا۔ بندہ نے ان کو بھی مذکورہ حدیث سنائی۔ (فَلِلّٰہِ الْحَمْدُ وَالشُّکْرُ)

اتنا ہی نہیں، یہ دوسرے صاحبِ واقعہ اس تحریر کے بعد اچانک ایک دن گھر پہنچ کر مذکورہ واقعہ کی یاد دہانی کراتے ہوئے کہنے لگے کہ: الحمد للہ دو سال ہو چکے اب تک کوئی تکلیف نہیں ہوئی؛ مگر میری اہلیہ کو بھی ایسی شکایت ہے، اگر آپ مناسب سمجھیں تو مجھے یہ طریقہ اور دعا بتلا دیں، بندہ نے ان کو پوری ترکیب بتلا دی۔

بڑھتے پیٹ کا علاج

اگر کسی کا پیٹ بڑھ رہا ہو، تو سوتے وقت سرسوں کا تیل ناف میں لگائیں۔ کچھ عرصہ متواتر استعمال کریں، ان شاء اللہ اِس ٹوٹکہ کے استعمال سے پیٹ کا بڑھنا رُک جائے گا۔

﴿۳۵﴾

جلے ہوئے حصے کی شفایابی کی دعا

☾ ’’اَذْهِبِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ اِشْفِ اَنْتَ الشَّافِيْ لَا شَافِيَ اِلَّا اَنْتَ‘‘

ترجمہ: اے لوگوں کے پروردگار! آپ تکلیف کو دور فرما دیں، اور صحت وتندرستی عطا فرما دیں، اس لیے کہ آپ کے سوا کوئی تندرستی دینے والا نہیں ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ: ۲۳۵۷۵، ۲۹۴۹۶، مسند احمد: ۱۵۴۵۳ نزل الابرار ص ر ۷۳)

تجربہ: جلا ہوا ہاتھ ٹھیک ہو گیا

حضرت محمد بن حاطب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ایک مرتبہ (غلطی سے) میں نے گرم ہانڈی پکڑ لی، جس سے میرا ہاتھ جل گیا، میری والدہ فوراً مجھے ایک بڑے آدمی کی خدمت میں لے گئی، جو اپنی مجلس میں جلوہ افروز تھے (شاید صغرسنی کی وجہ سے حضرت محمد بن حاطب رضی اللہ عنہ کو اس سے پہلے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات کا موقع میسر نہیں ہو سکا تھا؛ اس لیے وہ پہچان نہ سکے) میری والدہ نے ان سے یہ کہا کہ: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ نے فرمایا: لَبَّيْكِ وَسَعْدَيْكِ ہاں میں سنتا ہوں بتاؤ کیا بات ہے؟ تو میری والدہ نے فوراً مجھے نبی علیہ السلام کے بالکل سامنے کر دیا، آپ نے میرے جلے ہوئے ہاتھ کو دیکھ کر کچھ پڑھتے ہوئے دم کیا، مجھے تو پتہ نہ چل سکا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا پڑھا؟ البتہ بعد میں نے اپنی والدہ سے سوال کیا کہ: وہ (آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کیا پڑھ رہے تھے؟ تو والدہ نے یہ بتایا کہ: انہوں (آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے یہ (مذکورۂ بالا) دعا پڑھی تھی۔

تحقیق: (۱) حضرت محمد بن حاطب رضی اللہ عنہ کی والدہ کے نام میں مختلف اقوال ہیں:

(۱) ام جمیل (۲) فاطمہ (۳) جویریہ۔

(۲) شارح حدیث فرماتے ہیں کہ: اگرچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس واقعہ میں جلے ہوئے ہاتھ پر دم فرمائی؛ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ یہ دعا فقط اس موقع کے ساتھ خاص ہے؛ بلکہ ہر طرح کی مصیبت و بیماری پر اس کو پڑھ سکتے ہیں، اس لیے کہ احادیث میں دیگر مواقع پر پڑھنا بھی اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہے۔ (نزل الابرار ص ر ۲۷۳)

دوستی رکھنی ہو تو مال کی امید نہ کر

النَّاسُ إِخْوَانُكَ مَالَمْ تَكُنْ
تَطْمَعُ فِيمَا عِنْدَهُمْ مِنْ حُطَام
فَإِنْ تَعَرَّضْتَ لِأَمْوَالِهِمْ
كُنْتَ عَدُوًّا لَهُمْ وَالسَّلَامُ

ترجمہ: لوگ تیرے ساتھ برادرانہ سلوک اس وقت تک کرتے رہیں گے جب تک کہ تو ان کے پاس موجود مال کی امید نہ رکھے، پس اگر تو نے ان کے مال سے تعرض کیا تو تو ان لوگوں کی نگاہ میں دشمن ہو جائے گا اور بس۔

﴿۳۶﴾

پھوڑے پھنسیوں کا علاج

☾ ”اَللّٰهُمَّ مُصَغِّرَ الْكَبِيْرِ وَمُكَبِّرَ الصَّغِيْرِ صَغِّرْ مَا بِيْ“

ترجمہ: اے اللہ! بڑے کو چھوٹا کر دینے والے اور چھوٹے کو بڑا کرنے والے! میرے جسم کی پھنسیوں کو ختم فرمادے۔

(الاذکار للنووی ص:۱۰۷، نزل الابرار ص:۲۷۱، عمل اليوم والليلة لابن السني ص:۱۶۲ حدیث نمبر ۶۳۵، مجمع الزوائد:۸۳۵۰)

تجربہ: ام المؤمنین حضرت زینب بنت جحشؓ کی پھنسی پھوٹ گئی

ام المؤمنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دولت کدہ پر تشریف لائے، میری انگلی پر پھنسی نکلی ہوئی تھی، اُسے دیکھ کر فرمایا کہ: تمہارے پاس ذریرہ (ہندوستان کی ایک خوشبودار لکڑی) ہے؟ جواب دیا: ہاں! چنانچہ اس لکڑی کو پھنسی پر رکھا اور حکم دیا کہ: اب یہ دعا پڑھو، میں نے جب ایسا کیا تو ایک دم وہ پھنسی پھوٹ کر ٹھیک ہوگئی۔

تحقیق: (۱) عموماً روایت میں ”عَنْ بَعْضِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ“ وارد ہے، مگر حاکمؒ نے یہ تعیین فرمائی ہے کہ اس سے حضرت زینب بنت جحشؓ مراد ہیں۔

(حاشیہ عمل الیوم واللیلۃ لابن السنی ص/۱۶۲)

(۲) الذريرة: نوع من الطيب مجموع من أخلاط. قيل: هي فتات قصب ما كان النشاب وغيره. (النہایہ دوم ص/۱۵۶)

(چند عطریات سے مرکب ایک قسم کی خوشبو، اور ایک قول کے مطابق بانس کی لکڑی کی بھوسی جس بانس سے تیر وغیرہ بناتے ہیں۔)

﴿۳۷﴾

دمّل، آبلے اور گانٹھ کو مٹانے کا علاج

"بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ أَذْهِبْ عَنِّيْ شَرَّ مَا أَجِدُ وَفُحْشَهُ بِدَعْوَةِ نَبِيِّكَ ﷺ الطَّيِّبِ الْمُبَارَكِ الْمَكِيْنِ عِنْدَكَ ﷺ بِسْمِ اللّٰهِ".

ترجمہ: اللہ کے نام کی مدد سے مانگتا ہوں: اے اللہ! میں جس تکلیف کو محسوس کررہا ہوں اس کو اور اس کی شدت کو اپنے اُس نبی کی دعا کے صدقے ختم فرما جو نہایت پاکیزہ، بہت برکت والے اور آپ کے یہاں نہایت بلند مرتبہ رکھنے والے ہیں۔ پھر دوبارہ اللہ کے نام کی مدد سے مانگتا ہوں۔

(الدعاء للطبرانی، رقم الحدیث: ۱۱۳۵)

طریقہ: بیمار خود اگر یہ دعا پڑھے، تب تو اوپر والے الفاظ ہی میں دعا پڑھے اور اگر بیمار کے لیے کوئی دوسرا پڑھے تو اس کو چاہیے کہ "أَذْهِبْ عَنِّيْ شَرَّ مَا أَجِدُ" کی جگہ "أَذْهِبْ عَنْهُ شَرَّ مَا يَجِدُ" کہے لیکن عورت ہو تو "أَذْهِبْ عَنْهَا شَرَّ مَا تَجِدُ" پڑھے۔

تجربہ: حضرت اسماءؓ کی گردن اور چہرے کی گانٹھ دو تین دن میں جاتی رہی

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: ایک مرتبہ میری گردن میں بہت بڑا دمّل نکلا، جس سے مَیں نہایت خوف زدہ ہوگئی، میں نے اپنی بہن حضرت عائشہؓ کو اس کی اطلاع کرتے ہوئے کہا کہ: آپ ﷺ کو میرا یہ حال سنا کر علاج معلوم کرلیں۔ انہوں نے ایسا ہی کیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: انہیں کہہ دو کہ: وہ دمّل اور گانٹھ والی جگہ پر اپنا ہاتھ رکھتے ہوئے یہ (مذکورہ بالا) دعا تین مرتبہ پڑھے۔ بس ایسا کیا ہی تھا کہ ساری سوجَن اتر گئی، سارا وَرَم ختم ہوگیا اور وہ دمّل مٹ گیا۔

حدیث پاک کے ایک راوی حضرت کثیر ابوالفضلؒ یہ فرماتے ہیں کہ: میرے پاس جب بھی اس طرح کا کوئی بیمار آیا اور میں نے اس پر یہ پڑھ دیا، تو اللہ کے حکم سے اسے شفا حاصل ہوگئی۔

تحقیق: (۱) ایک روایت میں یہ ہے کہ حضرت اسماء کے سر اور چہرے؛ دونوں پر بہت زیادہ وَرَم پیدا ہو گیا تھا، حضرت عائشہؓ کے ذریعے آپ ﷺ کو بتایا گیا، تو اللہ کے نبی ﷺ بذاتِ خود حضرت اسماءؓ کے پاس تشریف لائے اور ان کے چہرے اور سر پر کپڑا ڈالنے کے بعد آپ ﷺ نے ہاتھ رکھا اور یہ (مذکورہ بالا) دعا تین مرتبہ پڑھی، جس میں ''أَذْهِبْ عَنِّيْ شَرَّ مَا أَجِدُ'' کی جگہ ''أَذْهِبْ عَنْهَا شَرَّ مَا تَجِدُ'' پڑھا، ساتھ ہی یہ حکم دیا کہ: تین دن تک یہ پڑھتی رہو۔ انہوں نے ایسا ہی کیا، اللہ تعالیٰ نے تکلیف دور فرمادی۔

حدیثِ پاک کے راوی حضرت ابوالفضل یہ فرماتے ہیں کہ: ہر فرض نماز کے بعد یہ دعا پڑھنی چاہیے۔

(الدعوات الكبير للبيهقي، رقم الحديث: ۶۰۴- امتاع الاسماع ج:۱۱ ص:۳۱۱- تاریخ دمشق، رقم الحدیث: ۹۲۹۴)

(۲) بندہ یہ کہتا ہے کہ: اگر کسی شخص کو کینسر کی گانٹھ کی شکایت ہو (جیسا کہ یہ مرض ہمارے گناہوں کی وجہ سے بڑھتا چلا جا رہا ہے) وہ اگر یہ دعا پڑھے، یا کوئی شخص اس پر پڑھ دے، تو اللہ کی ذات سے پوری امید ہے کہ مختصر وقت میں اس کی یہ گانٹھ پگھل کر ختم ہو جائے گی۔ شرط یہ ہے کہ آدمی پورے یقین کے ساتھ دعا پڑھے۔

نفلی عبادت کا حکم

بعض اکابر فرماتے ہیں کہ: جو شخص فرض کی ادائیگی کے سبب نفلی اعمال نہ کر سکے تو وہ معذور ہے اور جو شخص نفل میں لگے رہنے کے سبب فرض عمل سے غافل رہے، وہ دھوکا کھایا ہوا ہے۔ [فتح الباری]

﴿۳۸﴾

نظرِ بد دور کرنے کا وظیفہ

"اَللّٰهُمَّ ذَا السُّلْطَانِ الْعَظِيْمِ، ذَا الْمَنِّ الْقَدِيْمِ، ذَا الْوَجْهِ الْكَرِيْمِ، وَلِيَّ الْكَلِمَاتِ التَّامَّاتِ وَالدَّعَوَاتِ الْمُسْتَجَابَاتِ! عَافِ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ مِنْ أَنْفُسِ الْجِنِّ وَأَعْيُنِ الْإِنْسِ".

ترجمہ: اے اللہ! جو بڑی قدرت والے، دائماً احسان کرنے والے، بڑی ذات والے، جامع کلمات اور مقبول دعاؤں کے مالک! آپ حسن اور حسین کو عافیت عطا فرمائیں، جن وآسیب سے اور انسانوں کی بری نظروں سے۔

طریقہ: جس شخص کے متعلق نظرِ بد لگنے کے سبب بیمار ہونے کا خیال ہو، اس پر دَم کرتے ہوئے ''عَافِ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ'' کے بجائے مریض کے نام کی صراحت کی جائے، مثلاً: ''عَافِ عَبْدَ اللهِ......'' اور عورت ہو، تو ''عَافِ فَاطِمَةَ'' کہا جائے، اور اگر خود بیمار ہی پڑھے، تو ''عَافِنِيْ'' کہے۔

تجربہ: دونوں نواسوں کی نظر آناً فاناً دور ہوگئی اور کھیلنے لگ گئے

ابن عساکر میں ہے کہ جبرئیل علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تشریف لائے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت غمزدہ تھے۔ سبب پوچھا، تو فرمایا: حسن اور حسین (رضی اللہ عنہما) کو نظر لگ گئی ہے۔ فرمایا: یہ سچائی کے قابل چیز ہے، نظر واقعی لگتی ہے۔ آپ نے یہ (مذکورۂ بالا) کلمات پڑھ کر انہیں پناہ میں کیوں نہ دیا؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا: وہ کلمات کیا ہیں؟ (تو آپ نے اوپر بیان کیے ہوئے کلمات ارشاد فرمائے)۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ دعا پڑھی، وہیں دونوں بچے اٹھ کھڑے ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے کھیلنے کودنے لگے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: لوگو! اپنی جانوں کو، اپنی

بیویوں اور اپنی اولاد کو اسی پناہ کے ساتھ پناہ دیا کرو، پناہ لینے والوں کے لیے اس جیسی کوئی اور پناہ کی دعا نہیں ہے۔ (تفسیر ابن کثیر ج: ۴ ص: ۵۲۸)

فائدہ: کسی کی بری نظر لگنا؛ قدیم زمانے سے امرِ مسلم ہے، آج کل مسمر یزم ایک فن بن چکا ہے، جس کا ہر خاص و عام نے اقرار کیا ہے، اس کو پیشِ نظر نظرِ بد لگنے کے انکار کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی، دشمنانِ اسلام نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پریشان کرنے یا ختم کرنے میں جہاں اور حربے استعمال کیے، وہیں ''سورۂ قلم'' کی آیتِ کریمہ: ﴿وَاِنْ يَّكَادُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَيُزْلِقُوْنَكَ بِاَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ وَيَقُوْلُوْنَ اِنَّهٗ لَمَجْنُوْنٌ ۝۵۱ وَمَا هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝۵۲﴾ (ترجمہ: اور قریب تھا کہ یہ منکر ڈگا دیں تجھ کو اپنی نگاہوں سے جب قرآن سنتے ہیں اور کہتے ہیں: وہ باؤلا ہے؛ حالاں کہ یہ قرآن تمام جہاں کے واسطے نصیحت ہے۔) کی ایک تفسیر کے مطابق نظرِ بد لگا کر آپ کو پریشان کرنے اور مٹانے کی بھی کوشش کی۔ چنانچہ اس زمانے میں قبیلۂ بنی اسد کا ایک شخص جو اس بارے میں مشہور تھا، حتی کہ اونٹ اور جانوروں کو بھی اپنی نظر لگا کر ختم کر دیتا تھا، اس کو اِن کافروں نے کچھ لالچ دے کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نظر لگانے کو کہا۔ چنانچہ اس نے اپنی عادت کے موافق تین روز کا فاقہ کیا، اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نظر لگانے کے لیے اس وقت پہنچا، جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تلاوتِ کلام پاک میں مشغول تھے، وہ آپ کو دیکھ کر نظرِ بد لگانے کی نیت سے کہنے لگا: واہ کیا خوب شکل ہے! اور کیا خوب آواز ہے! وغیرہ وغیرہ اور نظر لگانے کے لیے اپنی پوری قوت وہمت استعمال کی؛ مگر ناکام اور ذلیل ہو کر واپس ہو گیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی ناپاک حرکتوں کا کوئی اثر نہ ہوا۔ اسی کا تذکرہ اس آیت میں ہے، اسی لیے حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ: جس شخص کو نظرِ بد لگ جائے تو یہ آیت آخری سورت تک پڑھ کر دم کرنے سے نظرِ بد ختم ہو جاتی ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نظرِ بد کے اثر کو تسلیم فرمایا۔ چنانچہ ارشادِ نبوی ہے: ''اِسْتَعِيْذُوْا بِاللّٰهِ فَاِنَّ الْعَيْنَ حَقٌّ'' اللہ کی پناہ حاصل کرو؛ اس لیے کہ نظرِ بد لگنا برحق ہے۔ (ابن ماجہ عن عائشہؓ) ایک روایت میں تو یہ ہے کہ: حضورِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک مرتبہ بیمار ہوئے، حضرت

جبرئیل امین بغرضِ عیادت وعلاج تشریف لائے، فرمایا: ''اِشْتَکَیْتَ یَامُحَمَّدُ!'' اے محمد! آپ بیمار ہیں؟ آپ نے فرمایا: جی ہاں! اس پر حضرت جبرئیل امین نے یہ دعا پڑھی: ''بسم اللہ أرقیک، من کل شیءٍ یؤذیک، من شر کل نفس، وعین یشقیک، بسم اللہ أرقیک (ترجمہ: اللہ کے نام کی مدد سے میں آپ کا علاج کر رہا ہوں ہر اس چیز سے جو آپ کو تکلیف پہنچائے، ہر نفس کی شرارت سے اور پریشانی اور اذیت پہنچانی والی آنکھ سے، بس اللہ کے نام کی مدد سے آپ کا علاج کرتا ہوں) (مسند احمد)

حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کی ایک حدیث میں یہ ہے کہ: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے دونوں نواسے: حضرت حسن اور حضرت حسین کے لیے اللہ کی پناہ یوں حاصل فرماتے تھے: ''أعیذ کما بکلماتِ اللہ التامۃِ من کل شیطان وھامۃ، ومن کل عین لامۃ'' (میں آپ دونوں کے لیے پناہ حاصل کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے جامع کلمات کے ذریعے ہر شیطان یعنی سرکش سے اور غم میں ڈال دینے والے سے، اور زہریلے اثرات ڈالنے والی آنکھ سے) پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ فرماتے تھے: اسی طرح حضرت ابراہیم (علیہ السلام) اپنے دونوں بیٹے: اسماعیل اور اسحاق (علیہما السلام) کے لیے پناہ حاصل فرماتے تھے۔ (تفسیر ابن کثیر ج:۴ ص:۵۲۵،۵۲۶)

حدیثِ پاک کا ادب

حضرت امام مالکؒ کے متعلق ہے کہ وہ حدیث بیان کرنے کا اِرادہ فرماتے تو پہلے وضو کرتے، ڈاڑھی کی کنگھی کرتے، خوشبو ملتے اور وقار وسکون کے ساتھ مجلس میں بیٹھتے۔ کسی نے اس کی وجہ معلوم کی تو فرمایا: میں اِس بات کو پسند کرتا ہوں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث کی تعظیم کروں۔ [حلیۃ الاولیاء]

﴿۳۹﴾

زہر کا اثر نہ ہونے کی دعا

أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ.

(صبح وشام تین تین مرتبہ پڑھیں)

ترجمہ: میں جامع کلمات کے صدقہ اللہ کی پناہ چاہتا ہوں ہر اس چیز کے شر سے جس کو خدا نے پیدا کیا۔

(صحیح مسلم:۲۷۰۹،باب في التعوذ من سوء القضاء و درك الشقاء- ابوداؤد:۳۸۹۹،سنن ترمذی،مؤطا مالک، سبل الہدیٰ والرشاد ج:۱۰ص:۲۲۶-الفتح الربانی ترتیب مسند احمد ج:۱۴ص:۲۳۵،عن ابی ہریرۃؓ)

فضیلت: بیہقی اور مسند احمد میں ہے کہ: ابوصالح نے قبیلۂ اَسلم کے ایک آدمی سے یہ روایت کی ہے کہ: ایک مرتبہ ایک شخص کو خطرناک قسم کے بچھو نے ڈس لیا، جس کی وجہ سے وہ پوری رات نہ سو سکا، اِس امر کی اطلاع اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر وہ شام کو یہ کلمات پڑھ لیتا ''أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ'' تو بچھو کا زہر اسے کچھ نقصان نہ پہنچاتا۔

تجربہ: زہر بے اثر ہوگیا

قبیلۂ اسلم کے مذکورہ راوی فرماتے ہیں کہ: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد گرامی کو سننے کے بعد میرے خاندان کی ایک عورت نے اس پر عمل شروع کیا، ایک دن جب کہ اس نے یہ دعا پڑھی تھی، کسی سانپ نے اس کو ڈس لیا؛ مگر سانپ کے زہر سے اس کو کوئی نقصان نہیں ہوا۔ (سبل الہدیٰ والرشاد ج:۱۰ص:۲۲۶)

تحقیق: (۱) مسند احمد میں ''التامة'' بصیغۂ مفرد کی جگہ ''التامات'' بصیغۂ جمع آیا ہے۔ اور ''تامات'' کے کئی مطالب ہیں: (۱) کاملات: یعنی انسان کے کلام میں نقص وعیب

داخل ہوتا ہے؛مگر کلام اللہ میں اس کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ (۲) نافعات: نفع بخش (۳)الشافیات: شفا بخش۔(الفتح الربانی ج:۱۴،ص:۲۳۵)

(۲) مسند احمد میں ہے کہ: حضرت سہیل بن ابی صالح ؒ فرماتے ہیں کہ: میرے والد کے پاس کوئی مار گزیدہ لایا جاتا، تو آپ اس سے پہلے یہ پوچھتے: کیا تو نے یہ دعا پڑھی تھی؟ اگر وہ ہاں کہتا، تو فرماتے کہ: پھر تو یہ زہر تجھے کوئی اثر نہیں کرے گا۔(ایضاً)

(۳) صحیح ابن حبان میں ہے کہ: حضرت ابو ہریرہ ؓ کی خدمت میں جب سانپ کا ڈسا ہوا کوئی بیمار لایا جاتا تو آپ ؓ اس کو مذکورہ دعا پڑھنے کا حکم فرماتے: ''فَکَانَ أَبُوْهُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ إِذَا لُدِغَ إِنْسَانٌ مِّنَّا أَمَرَه أَنْ يَّقُوْلَهَا '' (صحیح ابن حبان، رقم الحدیث:۱۰۳۶)اس حدیث کے ایک راوی سہیل بن ابی صالح یہ فرماتے ہیں کہ: ہمارے گھر کے تمام افراد نے یہ کلمات یاد کر لیے تھے، ہر رات اہتمام کے ساتھ اسے پڑھتے تھے،ایک مرتبہ کسی لڑکی کو زہریلے جانور نے ڈنک مارا؛مگر دعا پڑھنے کی برکت سے اسے کوئی تکلیف نہ ہوئی۔(ترمذی شریف)

(۴) یہ دعا فقط زہر کے ساتھ خاص نہیں؛ بلکہ ہر طرح کی مصیبت و بیماری پر اس کو پڑھ سکتے ہیں؛ کیوں کہ احادیث مبارکہ میں دیگر مواقع میں بھی پڑھنا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہے۔

صدقے میں مالِ حرام دینے کی مثال

حضرت سفیان ثوری ؒ فرماتے ہیں کہ: جو شخص راہِ خدا میں مالِ حرام خرچ کرتا ہے، اس کی مثال ایسی ہے کہ کوئی شخص کپڑے کو پیشاب سے پاک کرے۔

[احیاء علوم الدین]

﴿۴۰﴾

زہر دور کرنے کے دو علاج

(الف) "بِسۡمِ اللهِ شَجَّةٌ" والا عمل

☾ "بِسۡمِ اللهِ شَجَّةٌ قَرَنِيَّةٌ مِلۡحَةُ بَحۡرٍ قَفۡطَا"

(عمل اليوم والليلة لابن السني ص:۶۱۴۶، رقم الحدیث:۵۷۳-نزل الابرار ص:۲۶۹، مصنف ابن ابی شیبہ: ۲۹۸۰۲، المعجم الأوسط:۶۷۸۶،۵۲۷۶)

فائدہ: ان کلمات کے معنی مجہول ہیں، گویا یہ ایک منتر ہے، جس طرح منقول ہے اسی طرح پڑھ کر دم کردیا جائے۔ (نزل الابرار ص/۲۶۹)

فضیلت: حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ: ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں زہریلے جانور (بچھو سانپ وغیرہ) کے ڈنک کی جھاڑ، منتر کا تذکرہ ہوا، (منشا یہ تھا کہ یہ منتر پڑھنا درست ہے یا نہیں؟) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: منتر کے وہ کلمات مجھے سناؤ؟ چنانچہ میں نے یہ (مذکورۂ بالا) کلمات پیش کئے، آپ نے منتر سننے کے بعد فرمایا: یہ تو عہد و قرار ہے جو حضرت سلیمان بن داؤد (علیہما السلام) نے ڈنک مارنے والے جانوروں سے لیا تھا؛ لہٰذا یہ کلمات پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

تحقیق: (۱) مذکورہ حدیث کے ایک راوی حضرت محمد بن اسحاق فرماتے ہیں کہ: مجھے ایک شخص نے اس رقیہ کے کلمات میں "قفطا" کے بعد ان کلمات کو بھی بڑھا کر سنایا:

"وَقَطِيۡفَةُ مُوۡسٰى مَسَّهَا، وَالۡمَسِيۡحُ يَلۡبَسُهَا وَمَا لَنَا اَلَّا نَتَوَكَّلَ عَلَى اللهِ وَقَدۡ هَدَانَا سُبُلَنَا وَلَنَصۡبِرَنَّ عَلٰى مَا آذَيۡتُمُوۡنَا وَعَلَى اللهِ فَلۡيَتَوَكَّلِ الۡمُتَوَكِّلُوۡنَ"

محمد بن اسحاق فرماتے ہیں کہ: میں نے یہ منتر کئی زہریلے جانور کے ڈسے ہوؤں پر پڑھا، واقعتاً خوب افاقہ محسوس ہوا۔ (الطب النبوی لابی نعیم)

(۲) علامہ نور الدین ہیثمیؒ نے مجمع الزوائد میں حضرت جابرؓ کی ایک روایت نقل کی

ہے، انہوں نے فرمایا کہ: ایک مرتبہ عمرو بن حنہ نامی ایک انصاری صحابی جو زہریلے جانور کے ڈنک مارنے کے بعد اس کے زہر کو منتر کے ذریعہ جھاڑتے تھے، وہ تشریف لائے، اور کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) آپ نے جھاڑ منتر سے منع کیا ہے، جب کہ میں تو زہریلے جانور کا منتر پڑھتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ''قصها علي'' (ٹھیک ہے وہ جھاڑ مجھے سناؤ!) پس میں نے وہ جھاڑ پڑھ سنایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: اس میں تو کوئی حرج نہیں ہے، یہ تو قول وقرار اور عہد نامہ ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ: بچھو کا جھاڑ منتر کرنے والے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ''مَنِ اسْتَطَاعَ أَنْ يَّنْفَعَ أَخَاهُ فَلْيَفْعَلْ'' جو تم میں سے اپنے بھائی کو کسی طرح نفع پہنچا سکتا ہو، وہ ضرور نفع پہنچائے۔

(مجمع الزوائد و منبع الفوائد: ج:۵ ص:۱۹۲)

تجربہ: زہریلا اثر دعا کی برکت سے ختم ہوگیا

مذکورہ حدیث کے راوی فرماتے ہیں کہ: ایک مرتبہ حضرت علقمہؒ کے ساتھ سفر میں ایک آدمی تھا، اس کو کسی زہریلے جانور نے ڈس لیا، تو آپ نے یہ کلمات پڑھ کر اس کو دَم فرمایا، وہ ایسا صحیح وسالم ہوگیا جیسا کہ رسّی سے بندھا ہوا جانور آزاد ہو جاتا ہے۔

تحقیق: (۱) علامہ قهستاني فرماتے ہیں کہ: ہم نے اپنے مشائخ سے سنا ہے کہ: اس جھاڑ کے ساتھ ﴿سَلٰمٌ عَلٰى نُوْحٍ فِي الْعٰلَمِيْنَ﴾ بھی شامل کرلیا جاوے؛ کیوں کہ طوفان نوح کے وقت سانپ اور بچھو وغیرہ نے حضرت نوح علیہ السلام سے یہ عرض کیا تھا کہ: آپ ہمیں کشتی پر سوار کرلیں، ہم آپ سے یہ عہد کرتے ہیں کہ جو آپ کا نام لے گا اور ﴿سَلٰمٌ عَلٰى نُوْحٍ فِي الْعٰلَمِيْنَ﴾ پڑھے گا، اس کو ہم نقصان نہ پہنچائیں گے۔

(قول متین شرح حصن حصین ص:۳۷۳)

(۲) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ایسا منتر جس کے معنی معلوم نہ ہو اس سے علاج درست ہے بشرطیکہ اس کی نافعیت کا تجربہ ہو اور معالج یہ سمجھتا ہو کہ سحر سے اس منتر کو کوئی واسطہ نہیں ہے۔

(ب): نمک پانی والا علاج

تجربہ: زہریلے جانور کے ڈسنے پر ایک آسان علاج

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے منقول ہے کہ: نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بچھو نے بحالت نماز سجدہ میں ڈس لیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جوتے سے اس بچھو کو ختم فرما دیا، پانی اور نمک منگوایا اور کاٹنے کی جگہ پر اس نمکین پانی ڈال کر ہاتھ پھیرتے ہوئے ﴿قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ﴾ اور ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ اور ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ پڑھنے لگے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ: الطب النبوی لابی نعیم، کنز العمال، الدعاء المسنون ص: ۳۰۳)

تحقیق: نزل الابرار میں ابن ابی شیبہؒ کی حدیث ابن مسعودؓ سے نقل ہوئی ہے، اس میں یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت یہ بھی فرمایا: ''اللہ تجھ پر لعنت کرے، نہ نبی کو چھوڑتا ہے، نہ غیر نبی کو''۔ اس طرح جھاڑ کے لیے کل دو طریقے ہمارے سامنے آئے۔

اللہ کے نام کی قدر کرو

ایک اللہ والے کے متعلق منقول ہے کہ: انہوں نے کسی جگہ زمین پر کاغذ کا ٹکڑا پڑا دیکھا جس میں بسملہ اور قرآن مجید کی کچھ آیات لکھی تھیں، بس اسے اٹھالیا اور بوسہ دیتے ہوئے تعظیم کی، پھر اس کاغذ کو خوشبودار کیا۔ اسی رات اللہ تعالیٰ کی زیارت ہوئی، اللہ پاک نے ارشاد فرمایا کہ: ''كَمَا طَيَّبْتَ اسْمِيْ فِي الدُّنْيَا، لَأُطَيِّبَنَّ اسْمَكَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ'' جس طرح تو نے میرے نام کو عمدہ کرنے کا اہتمام کیا، میں بھی دونوں جہاں میں تیرے نام کو یقیناً بلند کروں گا، چنانچہ وہ ولیٔ کامل ہو گئے۔ [الرسالة القشيرية]

﴿۴۱﴾

ہر قسم کے مریض پر دم کرنے کی دعا

"بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اُعِیْذُكَ بِاللّٰہِ الْاَحَدِ الصَّمَدِ الَّذِیْ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ مِنْ شَرِّ مَا تَجِدُ.

ترجمہ: اس اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے، جو یکتا ہے، بے نیاز ہے، نہ اس نے کسی کو جنا، نہ وہ جنا گیا، نہ اس کا کوئی ہمسر ہے، تمہاری حفاظت طلب کرتا ہوں اس برائی سے جو تم محسوس کرتے ہو۔

(کتاب الدعاء ص: ۱۳۲۴ ج: ۳، الفتوحات ص: ۲۷ ج: ۴، مجمع الزوائد ص: ۸۴۴۱، المقصد العلی فی زوائد ابی یعلی، رقم الحدیث: ۱۵۹۱، باب رقیۃ المریض)

تجربہ: دم بدم میں بیماری جاتی رہی

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: میں ایک مرتبہ بیمار ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عیادت کے لیے تشریف لائے۔ مذکورہ تعوذ پڑھ کر دعا فرمائی اور جاتے ہوئے فرمایا: اے عثمان! یہ دعا پڑھ کر دم کیا کرو، اس کا کوئی مثل نہیں ہے۔

محدث طبرانی کی کتاب "الدعا" میں یہ اضافہ ہے کہ: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے مذکورہ کلمات پڑھ کر دم کیا تو اللہ پاک نے صحت دے دی۔

ایک روایت میں ہے کہ: یہ دعا سات مرتبہ پڑھی جائے۔

(کتاب الدعاء للطبرانی: رقم الحدیث: ۱۱۲۲، الدعاء المسنون ص: ۳۱۱، الدعوات الکبیر للبیہقی: ۵۹۳)

﴿۴۲﴾

جملہ امراض کے لیے ایک آسان اور مشہور طریقہ

ۛ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۱ الخ (سورۂ فاتحہ پارہ:۱)

(تفسیر ابن کثیر ص:۱۰، پارہ:۱، بخاری شریف باب فضل فاتحۃ الکتاب ج:۲ ص:۷۴۹)

تجربہ: دم کیا کہ...... مار گزیدہ، سردارِ قوم ٹھیک ہو گیا

حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ: ہم ایک مرتبہ سفر میں کسی جگہ اترے ہوئے تھے، اچانک ایک باندی گھبرائی ہوئی آئی اور کہنے لگی کہ: یہاں کے قبیلہ کے سردار کو سانپ نے کاٹ لیا ہے، ہمارے آدمی یہاں موجود نہیں، آپ میں سے کوئی ایسا ہے کہ جھاڑ پھونک کر دے؟ ہم میں سے ایک شخص اُٹھ کر اس کے ساتھ ہو لیا، ہم نہیں جانتے تھے کہ یہ کچھ جھاڑ پھونک بھی جانتا ہے؟ اُس نے وہاں جا کر کچھ پڑھ کر دم کیا، خدا کے فضل سے وہ بالکل اچھا ہو گیا، تیس بکریاں اس نے دیں اور ہماری مہمانی کے لیے دودھ بھی بہت سارا بھیجا، جب وہ واپس آئے تو ہم نے کہا کہ: کیا تم کو اس کا علم یاد تھا؟ اس نے کہا: میں نے تو صرف ''سورۂ فاتحہ'' پڑھ کر دم کیا ہے۔ ہم نے کہا: اس آئے ہوئے مال کو ابھی نہ چھیڑو، پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مسئلہ پوچھ لو، مدینہ منورہ آ کر ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ذکر کیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اسے کیسے معلوم ہو گیا کہ یہ پڑھ کر دم کرنے کی سورت ہے؟ اس مال کے حصے کر لو اور میرا بھی ایک حصہ لگانا۔ (بخاری شریف)

صحیح مسلم شریف اور ابوداؤد میں بھی یہ حدیث ہے، مسلم کی بعض روایتوں میں ہے کہ دم کرنے والے خود حضرت ابو سعید خدریؓ ہی تھے۔

﴿۴۳﴾

دنیا وآخرت میں بہتری کے لیے ایک مقبول دعا

لاعلاج بیماری کے لیے بھی مجرب

﴿رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾.

ترجمہ: اے ہمارے پروردگار! ہم کو دنیا میں بھی بہتری عنایت کیجئے، اور آخرت میں بھی بہتری عطا فرمائیے، اور دوزخ کے عذاب سے بچائیے۔

(مسلم ج:۲ ص:۳۴۳، باب كراهية الدعاء بتعجيل العقوبة في الدنيا، رقم الحديث: ۲۶۸۸-الفتح الربانی ترتیب مسند احمد ج:۱۴، ص:۲۸۷، ابن کثیر ج:۱ ص:۳۲۷- ترمذی، رقم الحدیث: ۳۴۸۷-السنن الکبری للنسائي:۱۰۸۲۷، الدعا للطبراني: رقم الحدیث:۲۰۱۷)

فضیلت: (۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس کسی شخص کا ہاتھ تھامتے، تو اسے چھوڑتے ہوئے یہ دعا ضرور پڑھتے: ''اَللّٰھُمَّ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ''۔ (عمل اليوم والليلة لابن السني:)

ایک روایت میں ہے کہ: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مذکورہ دعا﴿رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا﴾الخ'' بکثرت پڑھتے تھے۔ (السنن الکبری للنسائي)

(۲) یہ دعا بڑی ہی جامع ہے، یہی وجہ ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے جب کوئی دعا کی درخواست کرتا تو مذکورہ دعا﴿رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا﴾الخ'' دے دیتے، اور جب زیادتی کا خواہاں ہوتا تو فرماتے: اب اِس سے زیادہ کیا دعا کروں۔ چنانچہ تفسیر ابن کثیر میں ہے کہ: ابوطالوت نے ایک مرتبہ یہ کہا کہ: میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر تھا، حضرت ثابت رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: آپ کے یہ سب بھائی چاہتے ہیں کہ آپ ان کے حق میں دعائے خیر فرمائیں۔ یہ سنتے ہی آپ نے ''اَللّٰھُمَّ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ

النَّارِ'' پڑھ کر ان کے حق میں دعا گزاری، پھر کچھ دیر حضرت انس ؓ کی مجلس میں بیٹھ کر ان لوگوں نے جانے کا ارادہ کیا، تو دوبارہ دعا کرنے کی درخواست کی کہ: اے ابوحمزہ! آپ کے یہ بھائی جانا چاہتے ہیں، آپ ان کے لئے دعائے خیر فرمائیں، آپ ؓ نے فرمایا: کیا آپ لوگ یہ چاہتے ہو کہ آپ کی جملہ ضروریات الگ الگ اللہ تعالیٰ سے مانگوں؟ بس! اللہ تعالیٰ تمہیں دنیا اور آخرت میں حسنہ دے دے، اور جہنم کے عذاب سے بچالے، تو سمجھو تمہیں ساری خیر عنایت فرمادی۔ (تفسیر ابن کثیر)

تجربہ: چوزے کی طرح کمزور کردینے والے مرض سے شفایابی

حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک مریض کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے، وہ صحابی مرض کی وجہ سے کمزور ہوکر چوزے کے مانند ہو گئے تھے (بہت ضعیف اور ناتواں ہو گئے تھے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے پوچھا: آپ کس طرح دعا کرتے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ میں اس طرح دعا کرتا ہوں کہ: اے اللہ! جو کچھ تو مجھے آخرت میں سزا دینے والا ہو اس کو دنیا ہی میں دے دے؛ یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: بھائی! تم اسے برداشت نہیں کر سکتے، (لہٰذا ایسی دعا نہ مانگا کرو) بھلا تمنے اس طرح دعا کیوں نہ مانگی؟ ﴿رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا﴾ الخ'' حضرت انس ؓ فرماتے ہیں: اس کے بعد انہوں نے مذکورہ دعا مانگنی شروع کر دی، جس کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے انہیں شفائے کاملہ عطا فرمادی۔

تحقیق: (۱) حدیث میں ''قَدْ صَارَ مِثْلَ الْفَرْخِ'' وارد ہوا ہے، اور فرخ کے معنی: مرغی کا وہ بچہ جو ابھی انڈے سے نکلا ہو، اور ظاہر ہے اس وقت وہ بہت ہی کمزور ہوتا ہے، اسی امر کو مدِ نظر رکھتے ہوئے دورِ حاضر کے بعض اکابر فرماتے ہیں کہ: ''ایڈز'' کے مریض کے لئے یہ دعا مفید ہے، کیونکہ اس بیماری میں مریض کا ایسا ہی حال ہوتا ہے، لہٰذا اسے چاہئے کہ پورے یقین کے ساتھ یہ دعا پڑھتا رہے، ان شاء اللہ بہت جلد شفا حاصل ہوگی۔

(۲) اس حدیث سے جہاں مذکورہ رَبَّنَا کی اہمیت سمجھ میں آتی ہے، وہیں یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اخروی سزاؤں کو دنیا میں بھی طلب نہ کرنا چاہئے؛ یہی تو وجہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر دو جہاں کی عفو وعافیت طلب کرنے کو فرمایا، چنانچہ ''اَللّٰھُمَّ إِنِّيْ أَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَةَ فِي الدُّنْیَا وَالْآخِرَةِ'' کی دعا بہت مشہور ہے۔

اللہ کی نظرِ عنایت گنہگاروں کی جانب بہت ہی زیادہ کیوں!

ایک مرتبہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دریافت فرمایا کہ: اے میرے رب! آپ کو جب کوئی نمازی، روزے دار اور مجاہد پکارتا ہے، تو آپ اس کو کس طرح جواب دیتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں اس سے یہ کہتا ہوں ''لبیک'' (حاضر ہوں)۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دوبارہ سوال کیا: لیکن اگر گنہگار بندہ پکارے، تو آپ کیا جواب دیتے ہیں؟ اللہ نے فرمایا: اُسے تو میں یہ کہتا ہوں: ''لبیک، لبیک، لبیک'' (حاضر ہوں، حاضر ہوں، حاضر ہوں)۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: اے میرے رب! اس کی پکار پر تین مرتبہ جواب دینے کی حکمت کیا ہے؟ فرمایا: ''لِأَنَّهٗ اِعْتَمَدَ عَلٰی کَرَمِيْ، وَغَیْرُهٗ اِعْتَمَدَ عَلٰی عَمَلِهٖ'' اس لیے کہ گنہگار تو میرے عفو وکرم پر نظر رکھتا ہے جب کہ دوسروں کو اپنے عمل کا خیال رکھتا ہے۔ [الجواهر اللؤلؤية]

﴿۴۴﴾

لاعلاج امراض کا روحانی علاج

”اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ﴿۱۱۵﴾ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ﴿۱۱۶﴾ وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۙ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ ۙ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ۭ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ﴿۱۱۷﴾ وَقُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ﴿۱۱۸﴾“

ترجمہ: ہاں تو کیا تم نے یہ خیال کیا تھا کہ ہم نے تم کو یوں ہی مہمل پیدا کر دیا ہے؟ اور تم ہمارے پاس پھر کر نہ آ ؤ گے؟ سو اللہ تعالیٰ بہت ہی عالیشان ہے جو حقیقی بادشاہ ہے ،اس کے سوا کوئی بھی لائقِ عبادت نہیں (اور وہ) عرش عظیم کا مالک ہے،اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور معبود کی عبادت کرے جس (کے معبود ہونے) پر اس کے پاس کوئی دلیل نہیں ،سو اس کا حساب اس کے رب کے یہاں ہوگا، بیشک کافروں کا بھلا نہ ہوگا،اور آپ یوں کہا کریں: اے میرے رب! (میری خطائیں) معاف فرما! اور مجھ پر رحم فرما! اور تو سب رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے۔

فضیلت: حضرت محمد بن ابراہیم بن الحارث اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ: ہمیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جہاد کی غرض سے روانہ کیا اور حکم دیا کہ: ہم صبح وشام یہ آیات پڑھتے رہیں: ﴿اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا﴾ الخ۔ چنانچہ ہم نے اس کے پڑھنے کا اہتمام کیا تو ہم نے خوب مالِ غنیمت بھی حاصل کیا اور صحیح سالم بھی رہے۔

(تفسیر ابن کثیر ج:۴ ص:۳۴۷)

تجربہ: کان میں یہ آیات پڑھتے ہی بیمار فوراً ٹھیک ہوگیا

بغوی اور ثعلبی نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت نقل کی ہے کہ ایک مرتبہ ان کا گزر ایسے بیمار کے پاس سے ہوا جو سخت امراض میں مبتلا تھا، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے اس کے کان میں سورۂ مؤمنون کی درج ذیل آیات پڑھیں، وہ اسی وقت اچھا ہوگیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے دریافت کیا کہ آپ نے اس کے کان میں کیا پڑھا تھا؟ عبداللہ بن مسعودؓ نے عرض کیا کہ یہ (مذکورہ بالا) آیات پڑھی تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر کوئی آدمی جو یقین رکھنے والا ہو یہ آیتیں پہاڑ پر پڑھ دے تو پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹ سکتا ہے ''وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَوْ أَنَّ رَجُلًا مُّوْقِنًا قَرَأَھَا عَلٰی جَبَلٍ لَزَالَ''۔

(تفسیر ابن کثیر ج:۴ص:۷۴۳،تفسیر قرطبی جزء:۱۲ص:۱۰۵،معارف القرآن ج:۶ص:۳۳۸)

عقل بڑھنے کے اسباب

حضرت امام شافعیؒ نے اِرشاد فرمایا کہ: تین چیزوں سے عقل بڑھتی ہے:

[۱] اہلِ علم کے ساتھ بیٹھنا۔

[۲] خدا کے نیک بندوں کے ساتھ بیٹھنا۔

[۳] بے فائدہ باتوں میں لگنے سے دور رہنا۔

﴿۴۵﴾

نسیان کا علاج

☾ "اَللّٰھُمَّ اَخْرِجْ عَنْہُ الشَّیْطَانَ"۔

ترجمہ: اے اللہ شیطان اور اس کے اثرات کو اس سے ختم فرمادے۔

ملاحظہ: بسا اوقات انسان کا حافظہ اس لئے متأثر ہو جاتا ہے کہ شیطان و جن اس کے بدن میں داخل ہو کر قوتِ حافظہ پر اثر ڈالتے ہیں؛ لہٰذا جب کبھی مستند قرائن سے یہ معلوم ہو جائے کہ نسیان کا سبب یہی ہے، تو اس وقت نسیان کو مذکورہ طریقہ سے دور کیا جاسکتا ہے۔

طریقہ: اگر کسی دوسرے پر دم کرنا ہو تو مردانہ میں "اَخْرِجْ عَنْہُ" کہے، اور زنانہ کے لیے "اَخْرِجْ عَنْھَا" کہہ کر دم کرے۔ اور اگر خود اپنی ذات پر دم کرنا ہو تو "اَخْرِجْ عَنِّیْ" کہے۔ (عمل الیوم واللیلۃ لابن السني ص:۱۴۷، رقم الحدث:۵۷۸)

تجربہ: حضرت عثمان بن ابی العاصؓ کا مرضِ نسیان دور ہو گیا

حضرت عثمان بن العاصؓ فرماتے ہیں کہ: میں ایک مرتبہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہ شکایت کی کہ: میرا حافظہ تو بہت قوی تھا؛ مگر کوئی ایسی پریشان کن چیز بدن میں داخل ہو چکی ہے جس کے سبب محفوظات کا کچھ حصہ بھول گیا ہوں (گویا کہ نسیان کی بیماری لاحق ہو گئی ہے) یہ سنتے ہی آپ نے میرے سینے پر ہاتھ رکھ کر یہ (اوپر والا) جملہ ارشاد فرمایا، اس کی برکت سے اللہ نے نسیان کی بیماری دور فرمادی۔

۴

جن، جادو اور آسیبی پریشانیوں کا علاج

﴿۴۶﴾

منزل (مخصوص آیات کے مجموعہ) کے ذریعہ
تمام قسم کے آسیبی اثرات وجادو سے حفاظت

وہ چند آیات ہیں:

☾ سورہ فاتحہ، سورہ بقرہ کی ۴؍ابتدائی آیتیں۔ پھر درمیانی سورۃ بقرہ ہی کی دو آیتیں یعنی: ﴿وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۶۳﴾ اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾ آیت الکرسی، سورۂ بقرہ کی آخری ۳؍آیتیں۔ سورۂ آل عمران کی: ﴿شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ﴾ ایک آیت۔ پھر ﴿قُلِ اللّٰهُمَّ﴾ سے لیکر ﴿بِغَيْرِ حِسَابٍ﴾ تک دو آیتیں، سورۂ اعراف کی: ﴿اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ﴾ سے لیکر ﴿مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ﴾ تک تین آیتیں۔ پھر سورۂ بنی اسرائیل کی: ﴿قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ﴾ سے لیکر ﴿وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا﴾ دو آیتیں۔ پھر سورۂ مؤمنین کی: ﴿اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا﴾ سے آخر تک چار آیتیں، سورۂ صافات کی ابتدائی دس آیتیں ﴿مِنْ طِيْنٍ لَّازِبٍ﴾ تک، پھر سورۂ رحمن کی ﴿يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ﴾ سے لیکر آٹھ آیتیں، پھر سورۂ حشر کی ﴿لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ﴾ سے اخیر تک کی چار آیتیں، پھر سورۂ جن کی شروع سے لیکر ﴿عَلَى اللّٰهِ شَطَطًا﴾ تک چار آیتیں۔ پھر چاروں قل (یعنی سورۂ کافرون، اور ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ اور معوذتین)

(حیاۃ الصحابہ ص:۵۴۶، ج:۳-نزل الابرار ص:۲۷۰-مسند احمد عن ابی بن کعبؓ)

تجربہ: دم کرتے ہی آسیبی اثر ختم

حضرت ابی بن کعبؓ کی روایت ہے کہ میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تھا

ایک اعرابی آیا اور اس نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! میرے بھائی کو جنون یعنی بے ہوشی کا اثر ہو گیا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے لے آؤ، تو وہ اپنے بھائی کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے آئے، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوپر والی آیات پڑھ کر دم فرمایا، دم کرتے ہی وہ بالکل ہوش میں آ گیا۔

تحقیق: (۱) یہ آیتیں ہمارے دیار میں ''منزل'' سے مشہور ہیں، اور اسی نام سے حضرت مولانا طلحہ صاحب کاندھلوی دامت برکاتہم (ابن شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا صاحب مہاجرِ مدنیؒ) کے ایماء پر الگ سے طبع کرایا گیا، ''الحرز المسنون'' نامی کتاب میں اس منزل کو اور دیگر ایسی دعاؤں کو جو حفظ و امن و عافیت سے متعلق ہیں جمع کر دیا گیا ہے۔

(الدعاء المسنون ص: ۳۰۲)

(۲) منزل کی آیات کے سلسلہ میں طرق حدیث مختلف ہیں، یہاں سب کو جمع کر دیا گیا ہے۔

نوٹ: پوری منزل بعینہ کتاب کے آخر میں لکھ دی گئی ہے، ملاحظہ فرمائیں۔

صبر و تحمل حاصل کرنے کا طریقہ

حضرت احنف بن قیس - جو صبر و تحمل میں مشہور تھے ان - سے کسی نے پوچھا کہ: آپ نے یہ حلم و بردباری کس سے سیکھی؟ جواب دیا: خود اپنی ذات سے۔ ''مِمَّنْ تَعَلَّمْتَ الْحِلْمَ، قَالَ: مِنْ نَفْسِیْ''۔ پوچھا: یہ کیسے؟ جواب دیا: جب میں دوسرے سے کسی چیز کو ناپسند کرتا ہوں، تو پھر میں خود اس کو کبھی نہیں کرتا۔

[فیض القدیر]

﴿۴۷﴾

ابلیس اور اس کی فوج کی ہر شرارت (جادو، آسیب) سے حفاظت کے لیے

☾ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ذِي الشَّأْنِ، عَظِيْمِ الْبُرْهَانِ، شَدِيْدِ السُّلْطَانِ، مَا شَاءَ اللّٰهُ كَانَ أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ۔

ترجمہ: اللہ کے نام سے جو شان والا ہے، بڑی دلیل والا ہے، زبردست سلطنت والا ہے، جو اللہ چاہے وہ ہوتا ہے، میں شیطان سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں۔

(تاریخ ابن عساکر: ۴۰/ ۲۶۷، مختصر تاریخ دمشق: ۱/ ۲۷۶ ۲۲، کنز العمال: حدیث: ۵۰۱۷)

فضیلت: حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل فرماتے ہیں کہ: جو بھی شخص شروع رات میں یا شروع دن میں یہ (مذکورۂ بالا) دعا پڑھے گا، اللہ تعالیٰ ابلیس اور اس کے لشکر سے اس کی حفاظت فرما دیں گے۔ (کنز العمال، ج: ۲، ص: ۲۲۵، حدیث: ۵۰۱۷)

تجربہ: تین تین مرتبہ شیطان کا بھیجا ہوا دستہ حضرت عروہؒ بن زبیر کے بارے میں ناکام رہا۔

حضرت عروہ بن زبیر رحمہ اللہ جو حضرت اسماء بنت ابی بکر الصدیق کے صاحبزادے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھانجے ہیں، ان کا ایک عجیب وحیرت انگیز واقعہ کتابوں میں یوں لکھا ہے، وہ یہ ہے کہ:

حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ خلیفہ بننے سے پہلے کا واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ: ایک رات میں

اپنی چھت پر سویا ہوا تھا کہ راستے پر آوازیں محسوس کیں، تو میں نے اس جانب جھانک کر دیکھا، تو کیا دیکھتا ہوں کہ شیطان جوق در جوق آ رہے ہیں، یہاں تک کہ میرے مکان کے پیچھے ایک کھنڈر میں جمع ہو گئے، پھر ابلیس بھی آ گیا اور اس نے چیخ کر کہا کہ: ''کون میرے پاس عروہ بن زبیر کو لائے گا؟'' ایک جماعت کھڑی ہوئی اور کہا کہ: ہم لائیں گے، پس گئے اور واپس چلے آئے اور کہا کہ: ہم ان پر قادر نہ ہو سکے۔

ابلیس نے پھر چیخ کر کہا کہ: ''کون میرے پاس عروہ بن زبیر کو لائے گا؟'' تو ایک اور جماعت اٹھی اور کہا کہ: ہم لائیں گے، اور یہ جماعت بھی جا کر واپس آ گئی، اور کہا کہ: ہم ان پر قادر نہیں ہو سکے۔ اس پر وہ پھر بہت زور سے چیخا، حتی کہ میں یہ سمجھا کہ زمین شق ہو گئی، اور چیخ کر کہا کہ: ''کون میرے پاس عروہ بن زبیر کو لائے گا؟'' تو ایک تیسری جماعت اٹھی اور کہا کہ: ہم لائیں گے، اور یہ جماعت بھی جا کر بہت دیر میں واپس آ گئی، اور کہا کہ: ہم ان پر قادر نہیں ہو سکے۔ اس پر ابلیس غضب ناک ہو کر چلا گیا اور شیاطین بھی اس کے پیچھے ہو گئے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ یہ واقعہ دیکھ کر حضرت عروہ بن زبیر کے پاس گئے اور یہ سارا واقعہ سنایا، تو انہوں نے کہا کہ: میرے والد حضرت زبیر بن عوامؓ نے مجھ سے بیان کیا کہ: میں نے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ سنا ہے کہ: جو بھی شخص صبح یا شام اس (مذکورہ) دعا کو پڑھتا ہے، اللہ اس کو ابلیس اور اس کے لشکر سے محفوظ رکھتے ہیں۔

تحقیق: (۱) ابن ابی الدنیا (المتوفی ۲۸۱ھ) کی ''کتاب الھواتف'' میں اس جیسا ایک اور واقعہ نقل کیا ہے۔ حضرت شعبہ بن ابی الرواح الحمالؒ کہتے ہیں:

میں ایک مرتبہ کوفہ سے ''مغیثہ'' جانے کے لیے نکلا، جب کہ ساٹھ سال کی عمر تھی، وہاں جانے کا راستہ نہایت خوفناک اور پُر خطر تھا، کوفہ سے نکل کر ''عذیب'' پہنچا، تو وہاں والوں نے مجھ سے کہا: کہاں کا ارادہ ہے؟ میں نے جب ''مغیثہ'' کا نام بتایا تو کہنے لگے کہ: وہاں کا راستہ پُر امن نہیں ہے، جو بھی جاتا ہے واپس لوٹتا نظر نہیں آتا، ہمیں آپ کے بارے میں بھی اندیشہ ہے، اِس وقت رات ہو چکی ہے؛ لہٰذا وہاں کے سفر کا اِرادہ ملتوی رکھیں۔ میں نے

جواب دیا کہ: یہ نہیں ہوسکتا، میرے لیے جانا بہت ضروری ہے۔

بس میں ''عذیب'' سے مغرب کے وقت چل دیا، کچھ میلوں کی مسافت طے کرنے کے بعد رات ہوگئی، میں اپنی اونٹنی پر سوار تھا، اچانک میں نے ایک شخص کو اپنی طرف بڑھتے ہوئے محسوس کیا، جس سے مجھے وحشت ہوئی، جب وہ اور زیادہ نزدیک آ گیا، تو میں نے اس کو قرآن مجید پڑھتے ہوئے سنا، میں نے سلام کیا، اس نے مجھے جواب دے کر دریافت کیا: ''مَا یَحْمِلُكَ عَلَى التَّوْحِيْدِ؟'' توحید اختیار کرنے کا باعث کیا ہے؟ میں نے جواب دیا: ''طَلَبُ الْخَيْرِ'' بھلائی حاصل کرنے کے لیے۔ وہ کہنے لگے: اگر حصولِ خیر کا ارادہ ہے تو بہتر ہی ہے۔ اس کے بعد میں نے ان سے پوچھا: ''مَنْ اَنْتَ؟ رَحِمَكَ اللهُ'' اللہ آپ پر رحم فرمائے، آپ کون ہیں؟ جواب دیا: ''أَقْبَلْتُ مِنَ الْمَصِيْصَةِ وَأَنَا أُرِيْدُ الْبَصْرَةَ ثُمَّ هٰذَا وَجْهِيْ مِنَ الْبَصْرَةِ'' میں ''مصیصہ'' سے ''بصرہ'' کے ارادے سے آیا، اب پھر دوبارہ لوٹ رہا ہوں۔ اس نے پھر مجھ سے یہ سوال کیا کہ: کیا بات ہے گھبرائے نظر آرہے ہو؟ میں نے کہا: بالکل ٹھیک بتایا۔ پھر اس کے بعد انہوں نے فرمایا: کیا میں آپ کو ایسا پوشیدہ راز نہ بتاؤں کہ جب بھی اسے پڑھ لو تو وحشت میں انسیت ملے گی، راہ بھٹکنے کی پریشانی میں صحیح راستے کی رہنمائی ہوگی اور نیند اچاٹ ہوجانے پر خوب نیند آئے گی۔ میں نے کہا: اللہ آپ پر رحم فرمائے، ضرور سکھائیں۔ چناں چہ انہوں نے کہا: پڑھ! ''بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ذِيْ الشَّأْنِ، عَظِيْمِ الْبُرْهَانِ، شَدِيْدِ السُّلْطَانِ، مَا شَاءَ اللهُ كَانَ أَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ'' اور اس قدر ان کلمات کو دہرایا کہ میں نے اسے یاد کرلیا۔ اس کے بعد وہ راستے سے ہٹ کر ایسی ہیئت بنائی کہ پیشاب کر رہے ہیں یا قضائے حاجت۔ میں کچھ دیر بعد اُدھر کو پہنچا، تو وہ بالکل غائب ہوچکے تھے، مجھے کوئی بھی نظر نہ آیا؛ چوں کہ مجھے ان سے انسیت حاصل ہوگئی تھی؛ اس لیے اس طرح غائب ہوجانے پر خوب وحشت ہوئی، میں نے فوراً وہ کلمات پڑھے جس کی برکت سے مجھے قرار و سکون حاصل ہوا اور اپنی اصلی حالت پر آ گیا۔

(کتاب الهواتف لابن ابی الدنیا، رقم الحدیث: ۶۴)

(۲) جادو اور آسیبی پریشانی؛ یہ شیطان اور اس کے لشکر کی بے شمار ناپاک حرکتوں میں سب سے بڑی حرکت اور سازش ہے؛ اس لیے کوئی شخص اس دعا کو پڑھتے ہوئے یہ نیت کرے کہ اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے مجھے جِن، جادو کی تکلیف سے سلامت رکھے۔ نیز ظالمین اور شریر وفتّین قسم کے لوگوں کی شرارت سے حفظ وامان میں رکھے، تو اللہ کی ذات سے امید ہے کہ زندگی بھر شیطان کی تمام سازشیں اور خاص کر آسیب وسحر، حسد ومخالفت سے اس کی حفاظت رہے گی۔

بے حد نفع بخش تین نیکیاں

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ: ایک مرتبہ میں حضورِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وضو کراتے ہوئے پانی ڈال رہا تھا، آپ علیہ السلام نے سر اٹھا کر مجھ سے فرمایا: کیا میں تمھیں نفع پہنچانے والی تین باتیں نہ سکھاؤں؟ میں نے عرض کیا: کیوں نہیں! میرے باپ آپ پر قربان اے اللہ کے رسول! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

[۱] جب بھی میری امت کے کسی فرد سے ملو، تو سلام کرو، اس سے تمھاری عمر بڑھے گی۔

[۲] جب اپنے گھر میں داخل ہو، تو اہلِ خانہ کو سلام کرو، اس سے تمھارے گھر کی خیر وبرکت میں زیادتی ہوگی۔

[۴] اور چاشت کی نماز پڑھو؛ کیوں کہ یہ نیک لوگوں کی نماز ہے۔

[بیہقی فی شعب الایمان]

﴿۴۸﴾

جن وغیرہ سے حفاظت کی دو اہم دعائیں

(الف) کامل کلمات کے طفیل پناہ چاہنا

◐ ”اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّاتِ الَّتِيْ لَا يُجَاوِزُهُنَّ بَرٌّ وَّلَا فَاجِرٌ مِّنْ شَرِّ مَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ وَمِنْ شَرِّ مَا يَعْرُجُ فِيْهَا وَمِنْ شَرِّ مَا ذَرَأَ فِي الْاَرْضِ وَمِنْ شَرِّ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا، وَمِنْ شَرِّ فِتَنِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمِنْ شَرِّ طَوَارِقِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ، اِلَّا طَارِقًا يَّطْرُقُ بِخَيْرٍ يَّا رَحْمٰنُ“

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے ان کامل کلمات کے طفیل جن کلمات سے کوئی اچھا اور برا تجاوز نہیں کرسکتا (کلمات سے علم مراد ہے، یعنی کسی کا علم اللہ کے علم سے آگے نہیں بڑھ سکتا ہے) اس کے ذریعہ پناہ چاہتا ہوں ہر اس شرارت سے جو آسمان سے نازل ہوتی ہے، اور ہر اس برائی سے جو اوپر کو چڑھتی ہے، ایسے ہی ہر اس شرارت سے جو زمین میں اللہ نے پیدا فرمائی ہے، اور ہر اس شرارت سے جو زمین سے نکلتی ہے، اسی طرح رات و دن کے تمام فتنوں کی شرارت سے، نیز رات و دن میں نمودار ہونے والی مخلوق کی شرارت سے، البتہ رات کو نمودار ہونے والا وہ، جو خیر کے ساتھ آتا ہے، اے مہرباں!

(سبل الہدیٰ والرشاد ج:۱۰ ص:۲۲۴-الفتح الربانی ج:۱۴ ص:۲۶۰-عمل الیوم واللیلۃ لابن السنی ص:۱۶۳، رقم الحدیث:۶۳۷-نزل الابرار ص:۱۲۴)

تجربہ: شیر جیسی بہادری وقوت حاصل ہوگئی

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ شکایت کی کہ: میں رات کو خطرناک گھبراہٹ محسوس کرتا ہوں (موطا کی روایت میں یہ ہے کہ:

مجھے رات کو ڈرایا جاتا ہے) اس پر اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا کہ: میں تجھے وہ کلمات سکھلاتا ہوں جو حضرت جبرئیل امین نے مجھے اس وقت سکھلائے تھے، جب کہ ایک مرتبہ رات کو خطرناک جنات نے میرے ساتھ برا سلوک کرنا چاہا تھا اور اس کے لیے انہوں نے خطرناک سازشیں رچی تھیں، اس گفتگو کے بعد آپ نے یہ (مذکورہ بالا) کلمات ارشاد فرمائے۔

یہ مضمون طبرانی میں حضرت ابوامامہؓ سے مروی ہے، جس کے آخر میں ہے کہ: حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ: کچھ مدت کے بعد حضرت خالد بن ولیدؓ دوبارہ حاضر خدمت ہوئے، اور کہنے لگے: اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان، اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق لے کر بھیجا ہے! آپ کے بتائے ہوئے کلمات (مذکورہ دعا) میں نے ابھی تین ہی مرتبہ پڑھے تھے، کہ اللہ تعالیٰ نے میری ساری گھبراہٹ ختم فرمادی، اب تو یہ حالت ہے کہ رات کے کسی بھی وقت شیر کی کچھار میں چلا جاؤں، مجھے کوئی پرواہ اور ڈر نہیں۔

ابن ابی الدنیا نے اس روایت کو حضرت خالدؓ سے نقل کیا ہے، اس میں یہ ہے کہ: آپ ﷺ نے دعا سکھلاتے ہوئے (دعا کی اہمیت کی طرف اشارہ کرنے کے لیے) فرمایا کہ: اُس وقت جبرئیل امین نے مجھے یہ بتایا کہ: ایک سرکش جن آپ کے ساتھ شرارت کر رہا ہے، اس کے شر سے بچنے کے لئے یہ دعا پڑھتے رہیں (لہٰذا اے خالد! میں تمہیں وہی کلمات سکھلاتا ہوں، اس کا اہتمام کرو بڑا فائدہ ہوگا)۔ (سبل الہدیٰ والرشاد ج:۱۰ ص:۲۲۴)

تحقیق: (۱) ابن السنیؒ کی ایک حدیث سے اس بات کی وضاحت ہوجاتی ہے کہ سرکش شیاطین نے نبی ﷺ کے ساتھ بدسلوکی کا جو ارادہ کیا تھا، وہ کیا ہے؟ چنانچہ حدیث میں ہے کہ: ایک شخص نے صحابیٔ رسول حضرت عبدالرحمٰن بن خنبشؓ جو کافی بوڑھے ہو چکے تھے، ان سے یہ سوال کیا: اے ابن خنبشؓ! جس وقت شیاطین نے نبی ﷺ کے خلاف سازشیں کی، تو اللہ کے نبی ﷺ نے ان کے دفاع میں کیا طریقہ اختیار کیا؟ حضرت عبدالرحمٰن بن خنبشؓ نے جواب دیا کہ: شیاطین کی پوری جماعت نے مختلف وادیوں اور

گھاٹیوں سے نکل کر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پریشان کرنے کے لئے گھیر لیا، ان میں سے ایک کے پاس دہکتی آگ کا انگارہ تھا، وہ اس کے ذریعہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو (نعوذ باللہ) جلانا چاہتا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو دیکھا تو (از راہِ بشریت) گھبرا گئے، فوراً ہی حضرت جبرئیل امین علیہ السلام تشریف لے آئے اور فرمایا کہ: اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! یہ (مذکورہ) کلمات پڑھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کلمات پڑھے ہی تھے کہ وہ آگ بجھ گئی اور اللہ نے ان سب کو شکست فاش دے دی اوران کو اپنے ارادہ میں ناکام کر دیا۔

(عمل الیوم واللیلۃ لابن السنی ص: ۱۶۳، دلائل النبوۃ للبیہقی باب ماجاء فی تحرز النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، مسند احمد)

(۲) الفتح الربانی میں بغویؒ کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ: نصیبین والے سات جنات کو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نائب بنا کر بغرضِ دعوت وتبلیغ ان کی برادری میں روانہ کیا، تو کل ۷۰ر افراد مسلمان ہو کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور وادیٔ بطحاء میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وعظ وتبلیغ فرمائی، اسی وقت تحقیق نمبر ایک والا قصہ پیش آیا۔

(۳) کلمات سے مراد: صفات الٰہی یا علم یا قرآن ہے۔

(۴) طوارق یہ طَرَقَ بمعنیٰ الدق یعنی کوٹنا سے ہے، کیونکہ رات میں آنے والے کو دروازہ کھٹکھٹانے کی ضرورت پیش آتی ہے، اسلئے اسے طارق کہا جاتا ہے۔

(الفتح الربانی، نزل الابرار)

(ب) بِسْمِ اللّٰهِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ والاعمل

☾ بِسْمِ اللّٰهِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ، اِخْسَأْ عَدُوَّ اللّٰهِ.

ترجمہ: اس اللہ کے نام کی مدد چاہتا ہوں، محمد جس اللہ کے رسول ہیں، اے دشمنِ خدا! تو دور ہو۔ (عمل الیوم واللیلۃ لابن السنی ص: ۱۶۲ حدیث نمبر: ۶۳۳)

تجربہ: اے دشمن خدا! تو دور ہو

حضرت یعلیٰ بن مرہؓ فرماتے ہیں کہ: ایک عورت اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت

میں اپنے لڑکے کو لے کر حاضر ہوئی، اور کہنے لگی کہ: میرے اِس بچہ پر جن سوار ہو چکا ہے (آسیب زدہ ہے) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے چہرہ پر تھتکارا اور پھر یہ (مذکورہ بالا) جملہ ارشاد فرمایا۔

راوی کہتے ہیں کہ: اس کے بعد اس لڑکے کو کبھی کسی چیز نے تکلیف نہیں پہنچائی۔

اقوالِ زریں

حضرت حسن نے ارشاد فرمایا: دنیا کے لیے تو بدن کو استعمال کرو؛ مگر آخرت کے لیے دل استعمال کرو۔[حلیۃ الاولیاء]

حضرت لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا کہ: اگر بات کرنا چاندی ہے تو خاموش رہنا تو ''سونے'' کی طرح ہے۔[زوائد الزھد]

بعض اکابر فرماتے ہیں کہ: اللہ تعالیٰ نیک بندے کے سبب اس کی اولاد، اس کے پوتے اور اس کے گرد وپیش کے مکانات کی ہر ناگوار چیز سے حفاظت فرماتے ہیں۔[کتاب الزھد]

(۴۹)

شیطان سے حفاظت کا آسان ہتھیار: آیت الکرسی

آیۃ الکرسی: اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ...الخ (سورۂ بقرہ، پارہ:۳)

فضیلت: (۱) حضرت ابوامامہؓ اور حضرت علی بن ابی طالبؓ سے مرفوعاً منقول ہے کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: جو شخص ہر فرض نماز کے بعد ''آیت الکرسی'' پڑھے گا اس کو موت کے علاوہ جنت کے داخلہ سے اور کوئی چیز روکنے والی نہ ہوگی۔

(ابن السنی ص:۱۲۴، المعجم الکبیر: ۷۵۳۲، المعجم الاوسط: ۸۰۶۸، السنن الکبریٰ للنسائی: ۹۸۴۸، عن علی کنز العمال ج:۱ص:۵۶۹، رقم الحدیث: ۴۰۵۶، شعب الایمان: ۲۱۷۴)

(۲) ایک روایت میں آیا ہے کہ جو شخص سوتے وقت ''آیت الکرسی'' پڑھے گا، اللہ اس کے گھر اور اس کے پڑوسی کے گھر نیز اردگرد کے دوسرے گھر والوں کو اپنی امان میں رکھے گا۔

تجربہ: (۱) حضرت ابو ہریرہؓ نے شیطان کو چوری کرتے پکڑ لیا

(۱) حضرت ابو ہریرہؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مجھے رمضان کی زکوٰۃ کے مال کی حفاظت پر مامور فرمایا، (رات کو) کوئی آکر لپ بھر بھر کر غلہ اٹھا کر لینے لگا، میں نے اسکو پکڑ لیا اور اس سے کہا: میں تجھے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں لے جاؤں گا، وہ بولا: میں محتاج ہوں، عیال دار ہوں، بڑا ضرورت مند ہوں۔ میں نے اس کو اس لجاجت پر چھوڑ دیا، صبح ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ابو ہریرہؓ! رات والے تمہارے قیدی کا کیا ہوا؟ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! اس

نے اپنی سخت محتاجی اور عیال داری کی تکلیف کا اظہار کیا، مجھے اس پر رحم آ گیا، میں نے اس کو چھوڑ دیا، فرمایا: آگاہ ہو جاؤ، اس نے تم سے جھوٹ بولا، آئندہ وہ پھر لوٹ کر آئیگا۔ یہ سن کر مجھے اس کے دوبارہ آنے کا یقین ہو گیا، چنانچہ میں اس کی تاک میں لگا رہا، وہ آیا اور پھر لپ بھر بھر کر غلہ لینے لگا، فوراً میں نے اسکو پکڑ لیا اور کہا: اب تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں تجھے ضرور لے جاؤنگا، اس نے پہلے کی طرح پھر وہی بات کہی، تو میں نے پھر چھوڑ دیا۔

(صبح کو) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی وہی بات فرمائی جو پہلے فرمائی تھی، آخر تیسری بار (جب وہ پھر چوری کرنے آیا تو) میں نے کہا، یہ آخری بار ہے، تو دوبارہ نہ آنے کا وعدہ کرتا رہا اور پھر واپس آتا رہا (اب میں تجھے ضرور ہی لے جاؤں گا) اس نے کہا...... تم مجھے چھوڑ دو، میں تمہیں ایسے چند کلمات سکھاتا ہوں جن سے اللہ تم کو فائدہ عطا فرمائے گا، جب تم اپنے بستر پر (رات کو لیٹنے کے لئے) جاؤ تو آیۃ الکرسی اللّٰہ لآ اِلٰہَ اِلاَّ ھُو الحیُّ القیُّوم الخ پڑھ لیا کرو، تمہاری نگہداشت کے لئے اللہ کی طرف سے ایک نگراں مقرر رہے گا، پھر صبح تک کوئی شیطان تمہارے پاس آنے نہ پائے گا، میں نے اسکو چھوڑ دیا، صبح کو خدمت گرامی میں پہنچا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تمہارے رات والے قیدی کا کیا ہوا؟ میں نے عرض کیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس نے یہ کہا، کہ میں تمہیں ایسے چند کلمات سکھاتا ہوں کہ ان کے ذریعہ سے اللہ تم کو فائدہ عطا فرمائے گا، ارشاد فرمایا سنو! وہ ہے تو جھوٹا مگر اس نے یہ بات تم سے سچ کہی، کیا تم جانتے ہو؟ کہ تین راتوں سے تم نے کس سے گفتگو کی؟ میں نے عرض کیا نہیں، فرمایا: وہ شیطان تھا۔ (بخاری، رقم الحدیث: ۲۳۱۱ باب إذا وکل وجلا فترك الوكيل شيئا ، تفسیر مظہری ج:۲ ص:۲۴، السنن الکبریٰ للنسائی: ۱۰۷۲۹)

☆ اسی واقعہ کو قدرے فرق کے ساتھ اس طرح بھی بیان کیا گیا ہے کہ: حضرت ابو ہریرہؓ کے پاس صدقہ کی کوٹھری کی کنجی تھی، اور اس میں چھوہارے تھے، پس ایک روز جا کر دروازہ کھولا تو دیکھا، کہ اس میں سے ایک لپ بھر (مٹھی بھر) چھوہارے کم ہو گئے ہیں، پھر دوسری بار ایک دن کھولا تو دیکھا کہ اس میں ایک لپ بھر اور کم ہو گئے ہیں، پھر تیسری بار

ایک روز کھولا تو بھی دیکھا کہ اس میں سے اتنے ہی کم ہو گئے ہیں، تو حضرت ابو ہریرہ ؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کی شکایت کی، تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: بھلا تو چاہتا ہے کہ اس شخص کو پکڑے؟ میں نے عرض کیا کہ: ہاں! فرمایا کہ: جب تو دروازہ کھولے، تو کہنا کہ: پاک ہے وہ جس نے تجھ کو محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے لیے مسخر کر دیا۔ پس حضرت ابو ہریرہ ؓ نے دروازہ کھول کر کہا کہ: ''سُبْحَانَ مَنْ سَخَّرَكَ لِمُحَمَّدٍ'' تو اچانک وہ چور سامنے کھڑا نظر آیا، پس حضرت ابو ہریرہ ؓ نے کہا کہ: اے خدا کے دشمن! تو ہی ایسا کرنے والا ہے؟ بولا کہ: ہاں! مگر مجھے چھوڑ دے، میں اب نہ آؤں گا، میں غلہ نہ چراتا؛ مگر ایک جن فقر و احتیاج کے سبب اپنے گھر والوں کے واسطے لے جاتا تھا۔ الیٰ آخر الحدیث (رواہ ابن مردویہ) اور امام احمد و ترمذی نے ایسا ہی قصہ کچھ اضافہ کے ساتھ حضرت ابو ایوب ؓ کا روایت کیا ہے۔

تجربہ: (۲) حضرت عمر ؓ نے شیطان کو دو دو مرتبہ دے پچھاڑا

ایک عجیب قصہ ابو عبید کی کتاب الغریب سے نقل کیا جاتا ہے کہ: حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ فرماتے ہیں کہ:

ایک مرتبہ ایک شخص جب اپنے گھر سے باہر نکلا، تو کسی جنات سے اس کی ملاقات ہوئی، اُس جن نے آدم زاد سے یہ کہا کہ: کیا تو مجھ سے کشتی لڑے گا؟ اگر تو نے مجھے پچھاڑ دیا تو میں تجھے ایک ایسی آیت سکھلاؤں گا کہ جب بھی تو اپنے گھر میں داخل ہوتے وقت پڑھے گا، اس کی برکت سے کوئی شیطان داخل نہیں ہو سکے گا۔ اس کے بعد دونوں باہم کشتی لڑے، اور آدمی نے اس کو پچھاڑ دیا، اور کہا کہ: میں تجھے نحیف الجسم دیکھتا ہوں، اور تیری کلائیاں تو کتے کی کلائیوں کے مثل ہے، تو کیا سارے جن ایسے ہی ہوتے ہیں، یا فقط تو ہی ان میں ایسا ہے؟ بولا: میں تو ان سب میں زبردست ہوں، لیکن آؤ اور مجھ سے دوبارہ کشتی لڑو۔ پس دوبارہ بھی آدم زاد نے اسے پچھاڑ دیا، اب اس نے ایفائے عہد کرتے ہوئے بتایا کہ: تو ''آیۃ الکرسی'' پڑھ لیا کر؛ اس لیے کہ جب کوئی شخص گھر میں داخل ہوتے وقت پڑھ لیتا ہے، تو یقیناً شیطان وہاں سے گدھے کی طرح گوز مارتا (ہوا نکالتا) ہوا نکل بھاگتا ہے۔

اس واقعہ کو سننے کے بعد حاضرین میں سے کسی نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے دریافت کیا: وہ شخص حضرت عمرؓ تھے؟ تو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ: حضرت عمرؓ کے سوا کس کے بارے میں ایسا سوچا جا سکتا ہے؟

(کتاب غریب الحدیث لابی عبید القاسم بن سلام ہروی، رقم الحدیث: ۶۰۸، الفائق فی غریب الحدیث جلد ثانی، المعجم الکبیر للطبراني، رقم الحدیث: ۸۸۲۴، مواہب الرحمٰن ص: ۱۵ تلک الرسل ۳/البقرۃ)

البتہ مسندِ دارمی میں یہ ہے کہ: پہلی مرتبہ جنات کو پچھاڑ دینے کے بعد دوبارہ کشتی اور مقابلے کے لیے آمادہ کرتے ہوئے اُس جن نے ''آیۃ الکرسی'' سکھانے کا وعدہ کرتے ہوئے کہا: ''وَلٰكِنْ عَاوِدْنِي الثَّانِيَةَ، فَإِنْ صَرَعْتَنِي، عَلَّمْتُكَ شَيْئًا يَنْفَعُكَ'' ہاں چلو! دوبارہ مجھ سے مقابلہ کرو، اگر تو نے مجھے پچھاڑ دیا تو میں تجھے ایسی چیز سکھلاؤں گا جو تجھے نفع پہنچائے۔ (مسند دارمی، رقم الحدیث ۳۳۸۱، تاریخ دمشق، مجمع الزوائد: ۱۴۴۴۵)

باوضو رہنے کے سات نادر فوائد

بعض عارفین نے فرمایا: جو شخص باوضو رہتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو سات انعامات سے نوازتے ہیں:

[۱] فرشتے اس کی معیت کو پسند کرتے ہیں۔ [۲] بدلہ لکھنے والا قلم اس کے ثواب کو لکھتا رہتا ہے۔ [۳] اس کے اعضاءِ بدن اللہ تعالیٰ کی تسبیح میں مشغول رہتے ہیں۔ [۴] اس کی تکبیرِ اولیٰ فوت نہیں ہو پاتی۔ [۵] جب سوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اِنس وجِن کی شرارت سے حفاظت کے لیے فرشتوں کو بھیجتے ہیں۔ [۶] اللہ تعالیٰ موت کی سختی اس پر آسان فرما دیتے ہیں۔ [۷] وہ اللہ تعالیٰ کے امان میں ہوتا ہے۔

[الجواہر اللؤلؤیۃ]

﴿۵۰﴾

جن وشیاطین کی خطرناک سازشوں کا فیصلہ کن

علاج: اذان

☾ ''اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، أَشْھَدُ أَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ،أَشْھَدُ أَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ،أَشْھَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ،أَشْھَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ، حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ، حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ، حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ، حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ''

(۱) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ: اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا کہ: خطرناک قسم کے جن وشیاطین تمہیں مختلف طرح کی مصیبتوں میں مبتلا کرے، تو اذان پکارا کرو؛ اس لیے کہ شیطان جب اذان کی آواز سنتا ہے، تو دُم دبا کر بھاگ جاتا ہے۔

(المعجم الاوسط، رقم الحدیث: ۷۴۳۶، الدعاء للطبرانی: ۲۰۰۹، وعن جابر مصنف ابن ابی شیبہ: ۲۹۷۴۱، السنن الکبریٰ للنسائی: ۱۰۷۲۵، عمل الیوم واللیلۃ لابن السنی: ۵۳۲)

(۲) مسند بزاز میں حضرت سعدؓ سے منقول ہے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا کہ: جب جن وشیطان ہمیں بے راہ کردے یا ہم جن وشیطان کو دیکھیں تو اذان پکارا کریں۔

(مسند بزاز، رقم الحدیث: ۱۲۴۷، مجمع الزوائد: ۱۷۱۱۳، کشف الاستار: ۳۱۲۹)

تجربہ: (۱) جنات کی شرارت اور بے قابو آگ پر قابو پانا

مشہور ومعروف محدث سید محمد صدیق حسن خان بھوپالیؒ فرماتے ہیں کہ: میں ایک مرتبہ بچپن میں گھر سے ٹہلنے کے خاطر دوپہر کو اپنے باغ کی جانب چل پڑا، جیسے ہی باغ میں داخل ہوا میں نے دیکھا کہ آگ کے شعلے ایک درخت سے دوسرے درخت پر اڑ رہے

ہیں، پہلے تو میں یہ دیکھ کر گھبرا گیا؛ مگر اللہ کی توفیق شاملِ حال رہی، میں نے فوراً اذان کہنی شروع کردی، اور بسلامت اپنے گھر واپس لوٹا، اس طرح اللہ تعالیٰ نے اس شرارت سے میری حفاظت فرمادی۔ میرا اندازہ یہ ہے کہ یہ کسی جن وشیطان کی حرکت وسازش تھی۔

(نزل الابرار ص:۲٦۱)

ویسے بھی احادیث میں یہ آتا ہے کہ: جب کسی جگہ آگ لگی ہو تو اس کو بجھانے کے ظاہری اسباب (پانی چھڑکنا وغیرہ) کو اختیار کرنے کے ساتھ روحانی تدبیر کے طور پر اذان دینے کا اہتمام کرنا چاہیے۔

تجربہ: (۲) تھوڑی ہی دیر میں بے قابو آگ بجھ گئی

بندہ نے اپنے والد بزرگوار (مولانا احمد لولات صاحبؒ) کا یہ عمل اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا ہے، کہ ایک مرتبہ اپنے گاؤں ''رویدرا'' میں ایک پٹیل صاحب کے یہاں زبردست آگ لگی، سارا گاؤں اُس کو بجھانے میں مشغول تھا، والد صاحب کو جیسے ہی پتہ چلا فوراً وہاں پہنچتے ہی، خود بھی زور سے اذان کہنے لگے اور دوسروں کو بھی اذان کہنے کی ہدایت فرمائی، تھوڑی ہی دیر میں بے قابو آگ بجھ گئی۔

امتِ محمدیہ کی وہ تین خصوصیات جو صرف نبیوں کو ملیں

[۱] ہر نبی کو خطاب کرتے ہوئے خاص ان سے کہا گیا: ''لَیْسَ عَلَیْكَ حَرَجٌ'' آپ کے لیے کوئی مشقت نہیں ہے، مگر یہ بات امتِ محمدیہ کے سارے ہی افراد سے کہی گئی: ''مَا جَعَلَ عَلَیْکُمْ فِی الدِّیْنِ مِنْ حَرَجٍ''۔ [۲] ہر نبی سے کہا جاتا: ''آپ اپنی امت کے لیے گواہ ہیں، جب کہ اس امت کے تمام ہی افراد سے کہا گیا: ''لِتَکُوْنُوْا شُھَدَاءَ عَلَی النَّاسِ''۔ [۳] ہر نبی سے بہ طورِ خاص کہا جاتا: ''مانگیے، دیا جائے گا'' جب کہ اس امت کے سبھی افراد سے کہا گیا: ''اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ'' مجھے پکارو، میں تمھاری درخواست قبول کروں گا۔

۵

متفرقات

﴿۵۱﴾

وسوسہ دور کرنے کا علاج

☾ "أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ"

ترجمہ: میں پناہ چاہتا ہوں اللہ کی شیطان مردود سے۔

(كتاب الأذكار للنووي ص:۱۰۵)

طریقہ: تین مرتبہ پڑھ کر الٹی جانب تین مرتبہ تھتکار دے۔

تجربہ: حاکم طائف جلیل القدر صحابی کا وسوسہ دور ہو گیا

حضرت عثمان بن ابی العاص الثقفیؓ (جو قبیلۂ بنی ثقیف کے وفد کے ساتھ ۹ھ میں دربارِ رسالت میں حاضر ہوئے تھے) وہ فرماتے ہیں کہ: ایک مرتبہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ شکایت کی کہ: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! یہ شیطان میرے اور میری نماز کی قراءت کے درمیان حائل ہو جاتا ہے، اور تلاوت میں اشتباہ پیدا کر دیتا ہے، (لہٰذا اس کا کوئی علاج عنایت فرمائیں) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب میں یہ فرمایا: یہ خِنْزَبْ نامی شیطان ہوتا ہے، (جو اس طرح کی شرارت کرتا ہے) لہٰذا جب بھی تم کو اس کا احساس ہو تو اس سے بچنے کے لئے اللہ کی پناہ چاہو (بکثرت أَعُوْذُ بِاللّٰهِ پڑھو) اور اپنی الٹی جانب تین مرتبہ تُھتکار دو۔ چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا تو اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے وسوسہ ہمیشہ کے لیے دور کر دیا۔

(كتاب الأذكار للنووي ص:۱۰۵)

فائدہ:- اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ وغیرہ سے منقول، وساوس دور کرنے کے دیگر اذکار۔ مثلاً.........

(۱) حدیث پاک میں آتا ہے کہ حضرت عائشہؓ نے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ نقل فرمایا ہے کہ: وسوسے میں آدمی آمنّا باللّٰه وبرُسُلِهٖ تین مرتبہ پڑھے۔

(كتاب الأذكار للنووي ص:۱۰۴، عمل اليوم والليلة لابن السني:ص:۶۲۶)

(۲) بخاری اور مسلم میں حضرت ابوہریرہؓ سے یہ روایت ہے کہ: اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا کہ: وسوسے میں بکثرت تعوذ پڑھے۔(کتاب الاذکار للنووی ص ر ۱۰۴)

(۳) حضرت ابن عباسؓ نے ایک صاحب کو وسوسے کے علاج میں یہ فرمایا کہ: جب تم کو وسوسہ پریشان کیا کرے، تو یہ آیت پڑھ لیا کرو: ﴿هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ﴾ (ابوداؤد شریف باب في رد الوسوسة ص:۶۹۶، رقم الحدیث:۵۱۱۰)

(۴) بعضے علما نے وضو، نماز وغیرہ میں وسوسے دور کرنے کے لئے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی بھی تلقین فرمائی ہے۔(کتاب الاذکار للنووی ص ر ۱۰۵)

(۵) ابوسلیمان دارانیؒ نے احمد بن ابی الحواریؒ کو وسوسے کے احساس کے وقت خوش رہنے کی ہدایت فرمائی، اور اس کی علت بتائی کہ: مؤمن کی خوشی، شیطان کے لئے سب سے زیادہ ناپسندیدہ ہوتی ہے؛ لہٰذا صاحب ایمان کی مسرت وفرحت کو دیکھ کر یہ وسوسۂ شیطانی خود بخود دور ہو جائے گا۔(کتاب الاذکار للنووی ص ر ۱۰۵)

ایک مرتبہ سبحان اللہ کہنے کی اہمیت

ایک مرتبہ حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے تخت پر اِس شان کے ساتھ جلوہ افروز تھے کہ پرندے آپ پر سایہ فگن تھے، انسان وجنات آپ کے گرد و پیش حاضر تھے، آپ کا گزر بنی اسرائیل کے ایک عبادت گزار بندے کے پاس سے ہوا، اس نے حضرت کو دیکھ کر فرمایا: آپ کو تو اللہ تعالیٰ نے بڑی حکومت دے رکھی ہے۔ یہ سن کر حضرت نبی اللہ نے اس سے فرمایا: ''تَسْبِيحَةٌ فِي صَحِيفَةٍ أَفْضَلُ مَا أُوتِيتُ يَذْهَبُ، وَتَسْبِيحَةٌ تَبْقىٰ'' نامۂ اعمال میں ایک مرتبہ سبحان اللہ کا لکھا ہوا ہونا یہ افضل ہے، مجھے جو دیا گیا ہے وہ تو ختم ہو جائے گا، جب کہ تسبیح تو باقی رہے گی۔ [ذم الدنیا لابن ابی الدنیا]

﴿۵۲﴾

غیرت کا علاج

"بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ دَاوِنِيْ بِدَوَائِكَ وَاشْفِنِيْ بِشِفَائِكَ وَأَغْنِنِيْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ وَاحْذَرْ عَنِّيْ اَذَاكَ"

ترجمہ: میں اللہ کے نام سے مدد چاہتا ہوں، اے اللہ! اپنی دوا سے میرا علاج فرما اور اپنے خزانۂ شفا سے مجھے تندرستی عنایت فرما اور اپنے فضل کے طفیل مجھے تیرے سوا سے بے نیاز کردے، اور تیرے حکم سے آئی ہوئی اس تکلیف دہ چیز کو مجھ سے ہٹادے۔

(عمل اليوم و الليلة لابن السني ص:۱۵۸، رقم الحديث:۶۲۱، الدعا للطبراني:۱۱۲۶، المطالب العاليه:۱۶۰۰، معرفة الصحابة لابي نعيم:۷۸۴۱)

تجربہ: سبحان اللہ! عورت کی شدتِ غیرت ختم ہوگئی

حضرت میمونہ بنت ابی عسیب رضی اللہ عنہا (صحابیہ) نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے کہ: قبیلۂ بنو جرش کی ایک عورت اونٹنی پر سوار ہو کر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور دور ہی سے مجھے دیکھ کر آواز دینے لگی: اے عائشہ! نبی علیہ السلام سے کوئی دعا کا نسخہ دلوا کر میری مدد فرمائیں؛ تاکہ مجھے چین وسکون اور اطمینان حاصل ہو جائے (اور غیرت کے سبب ہونے والی بے چینی ختم ہو جائے)۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت سے فرمایا کہ: اپنے سینے پر داہنا ہاتھ پھیرتے ہوئے یہ (مذکورہ) دعا پڑھو۔ وہ کہتی ہے کہ: میں نے اس طریقہ سے دعا کو پڑھا جس سے بہت ہی نفع ہوا۔

اسی حدیث کے ایک راوی منتجع بن مصعب العبدیؒ یہ فرماتے ہیں کہ: میں نے جن سے روایت لی (یعنی حضرت ربیعہؒ سے) میرا خیال ہے کہ انہوں نے اس حدیث میں فرمایا

کہ: قبیلۂ بنی جرش کی یہ عورت بڑی غیرت مند تھی، (دربارِ رسالت میں اسی کا شکوہ تھا کہ صفت غیرت کی زیادتی کے سبب میں ہمیشہ پریشان رہتی ہوں، اس کا آپ علاج فرما دیجیے، چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نسخے پر عمل کرنے سے وہ ٹھیک ہوگئی)۔

تحقیق: الاصابہ میں مشجع بن مصعب ہے، باقی جگہوں پر منتجع ہے، اور الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم میں مسجع ہے۔

اچھی موت وحیات کے لیے ان سات چیزوں کی پابندی کرنی چاہیے

بعض بندگانِ خدا نے یہ کہا ہے کہ: جو شخص حسبِ ذیل سات چیزوں کی پابندی کرتا ہے، وہ بہتر زندگی گزارتا ہے اور شہادت کی موت پاتا ہے:

[۱] ہر اچھے کام کو شروع کرتے ہوئے ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' کہنا۔ [۲] اور کام سے فارغ ہونے پر ''الحمد للہ'' کہنا۔ [۳] جب ناپسند چیز دیکھے تو ''لاحول ولاقوۃ الا باللہ'' کہے۔ [۴] اور جب بڑی چیز دیکھے تو کہے: ''لا الہ الا اللہ''۔ [۵] جب مصیبت پہنچے تو کہے: ''انا للہ وانا الیہ راجعون''۔ [۶] آئندہ کسی کام کا اِرادہ کرے تو کہے: ''ان شاء اللہ''۔ [۷] اور جب گناہ ہوجائے تو فوراً کہے: ''استغفر اللہ''۔

ہر شخص کو چاہیے کہ اپنی زبان کو ان چیزوں کا عادی بنائے۔[الجواہر اللؤلؤیۃ]

﴿۵۳﴾

فتنۂ دجال اور جملہ بلیات سے حفاظت

سورۂ کہف: (پارہ/۱۵ سے پارہ/۱۶) تک، جو کل بارہ رکوع پر مشتمل ہے، یہ بڑی مشہور و معروف سورت ہے۔ ہر مؤمن کو جمعہ کے دن اس کا اہتمام کرنا چاہیے۔

(بخاری شریف ج:۲ ص:۱۰۴۳، مسلم شریف ج:۲ ص:۲۴۳)

فضیلت: (۱) مسند احمد میں ہے کہ: حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے ''سورۂ کہف'' کی ابتدائی دس آیتیں حفظ کر لی وہ فتنۂ دجال سے بچا لیا جائے گا۔ البتہ مسند احمد کی ایک دوسری روایت میں آخری دس آیتوں کا ذکر ہے اور امام مسلمؒ نے بھی اسی طرح ہر دو روایتیں نقل کی ہیں، جب کہ امام نسائی کی ''السنن الکبریٰ'' میں مطلق دس آیتوں کا ذکر آیا ہے، اور ترمذی شریف کی ایک روایت میں صرف تین آیات کی تلاوت کا تذکرہ ہے۔ حضرت ابودرداءؓ مرفوعاً نقل فرماتے ہیں: جو شخص سورۂ کہف کے شروع کی تین آیات پڑھے گا اس کی دجال کے فتنے سے حفاظت کی جائے گی۔ (تفسیر ابن کثیر ج:۳ ص:۹۸، سنن ترمذی، رقم الحدیث:۲۸۸۶) ہاں اس کا انکار نہیں کہ کتب احادیث کا بغور مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ابتدائی دس آیات پڑھنے کی روایات بکثرت ہے آخری دس آیات پڑھنے کی روایات کے مقابلے میں۔ یہی وجہ ہے کہ صحیح مسلم میں دجال کے بیان میں یہ ہے کہ: تم میں کا جو شخص دجال کو پالے، تو (اس کے فتنے سے بچنے کے لیے) اس کے سامنے سورۂ کہف کی ابتدائی آیات پڑھ لے۔ ''فَمَنْ أَدْرَكَهُ مِنْكُمْ فَلْيَقْرَأْ عَلَيْهِ فَوَاتِحَ سُوْرَةِ الْكَهْفِ''۔

(صحیح مسلم ج:۲ ص:۴۰۱، رقم الحدیث:۷۲۹۳ باب ذکر الدجال وصفتہ وما معہ)

(۲) حافظ ضیاء مقدسیؒ کی کتاب المختارہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت یوں ہے کہ: جو شخص جمعہ کے دن ''سورۂ کہف'' کی تلاوت کرے گا، وہ آٹھ دن ہر قسم

کے فتنوں سے محفوظ رہے گا، یہاں تک کہ اگر دجال بھی اس عرصہ میں نکلے تو اس کے فتنے سے بھی بچالیا جائے گا۔ (تفسیر ابن کثیر ج:۳ ص:۹۹، الاحادیث المختارۃ، رقم الحدیث:۴۲۹)

تحقیق: (۱) صحیح ابن حبان وغیرہ میں ''حَفِظَ عَشْرَ آیَاتٍ'' کی جگہ ''قَرَأَ عَشْرَ آیَاتٍ'' یعنی دس آیات حفظ کرنے کے بجائے دس آیات پڑھنے کا تذکرہ ہے (الاحسان فی تقریب صحیح ابن حبان، رقم الحدیث:۷۸۵،۷۸۶) ؛ مگر ان دونوں میں کوئی تعارض نہیں، یہ ممکن ہے کہ ''یاد کرنے'' کا مطلب ''زبانی یاد کرنا'' نہ ہو؛ بلکہ ''مواظبت و پابندی کرنا'' ہو۔ اب مطلب یہ ہوا کہ جو شخص پابندی کے ساتھ سورۂ کہف کی دس آیت کی تلاوت کرتا ہو، اس کے لیے دجال سے حفاظت کا وعدہ ہے۔

(۲) شریعتِ مطہرہ نے احکام وآداب کے باب میں آسانی کے پہلو کو بہت ہی ملحوظ رکھا ہے؛ اس لیے یہاں یہ ممکن ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی آسانی کے پیشِ نظر پوری سورت کے بجائے دس آیات ہی پڑھنے کو بتایا، اس میں بھی یہ بات کہ کسی کے لیے شروع کی دس آیات پڑھنا آسان ہو اور کسی کے لیے آخر کی دس آیات کے پڑھنے میں آسانی ہو؛ اس لیے دونوں کی اجازت مرحمت فرمائی۔ اتنا ہی نہیں؛ بلکہ نسائی شریف کی روایت کے مطابق مطلقاً پوری سورت میں سے کسی بھی جگہ کی دس آیات کے پڑھنے کو فرمایا؛ کیوں کہ ہوسکتا ہے کہ کسی بندے کے لیے اول وآخر کے بجائے کسی اور جگہ سے دس آیات کا پڑھنا آسان ہو۔

بہر حال! اب یہ کہہ سکتے ہیں کہ الگ الگ اوقات میں آپ نے اسی آسانی والے پہلو کے پیشِ نظر یہ تینوں طرح کی باتیں ارشاد فرمائیں؛ بلکہ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اور زیادہ شفقت ومہربانی کا معاملہ کرتے ہوئے ترمذی شریف کی روایت کے مطابق صرف تین آیات کی تلاوت کر کے مذکورہ فضیلت حاصل کرنے کا مژدہ سنایا۔

تجربہ: خطرناک ایکسیڈنٹ میں جان وجسم کی حفاظت

بندے نے اپنے والد محترم حضرت مولانا احمد لولات صاحب رویدرویؒ (خلیفہ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحبؒ) سے بذاتِ خود یہ سنا کہ: ایک مرتبہ جمعہ کے

دن بس سے سفر کرتے ہوئے میں کہیں جارہا تھا، ہماری بس پُل سے گزر رہی تھی کہ بس پُل کے کنارے سے کچھ اس طرح ٹکرائی کہ بس کا پورا ڈھانچہ ہی تباہ ہو گیا؛ مگر خدا کے فضل سے کسی کی موت تو کیا، چوٹ تک نہیں آئی، اور اللہ تعالیٰ نے اپنے رحم وکرم سے ہر ایک کی حفاظت فرمائی۔ جس وقت یہ حادثہ پیش آیا اس وقت مَیں بس کی بالکل آخری سیٹ پر بیٹھا ہوا سورۂ کہف کی تلاوت کر رہا تھا، اِس عجیب وغریب حفاظت وسلامتی کا سبب میرے ناقص خیال میں یہی ہے، کہ سورۂ کہف کی تلاوت کی برکت سے سبھی مسافرین کی حفاظت ہوگئی، اور کیوں نہ ہو! جب کہ حدیثِ پاک میں اس سورۂ مبارکہ کو دجال کے سب سے بڑے فتنے سے بچاؤ کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے، تو اس کے علاوہ دیگر تمام فتنوں سے تو بطریق اولیٰ حفاظت وسلامتی ہو جائے گی۔

خوفِ الٰہی کے سبب نکلنے والے آنسو کی قدر و قیمت

حضرت ابو معشرؒ فرماتے ہیں کہ: میں نے حضرت عون بن عبد اللہ کی مجلس میں حضرت ابو حازم کو اِس حال میں دیکھا کہ وہ حضرت عون کی وعظ ونصیحت کو سن کر خوب رو رہے ہیں اور آنسوؤں کو چہرے پر مَل رہے ہیں، میں نے عرض کیا: اے ابو حازم! آپ ایسا کیوں کر رہے ہیں؟ فرمایا: مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ جہنم کی آگ اس جگہ کو نہیں چھوئے گی جہاں خوفِ خدا کے سبب نکلنے والے آنسو پہنچے ہوں۔ ”بَلَغَنِي أَنَّ النَّارَ لَا تُصِيبُ مَوْضِعًا أَصَابَهُ الدُّمُوعُ مِنْ خَشْيَةِ اللهِ“۔ [مصنف ابن ابی شیبہ]

﴿۵۴﴾

مغفرت کی کامیاب سفارش

تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ ۡ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرُ ۙ ① الخ (سورۂ ملک، پارہ ۲۹)

(احمد، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، بحوالہ التفسیر المظهري ج:۱۰، ص:۲۹)

فضیلت: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قرآن پاک کی ایک سورت ایسی ہے جس کی تیس آیات ہیں، وہ اپنے پڑھنے والے کے حق میں اس طرح سفارش کرے گی کہ اس کو بخش دیا جائے گا، اور وہ سورۂ ملک ہے۔

تجربہ: سورۂ مبارکہ نے حجت کر کے فتنۂ قبر سے بچالیا

حضرت خالد بن معدانؒ فرماتے ہیں کہ: مجھے سورۂ سجدہ (پارہ:۲۱) اور سورۂ ملک (پارہ ۲۹) کے متعلق یہ خبر پہنچی ہے کہ: ایک شخص اِن ہی دو سورتوں کو پڑھا کرتا تھا، اس کے سوا اور کچھ نہیں پڑھتا تھا، بڑا گنہگار تھا (جب وہ مرنے کے بعد قبر میں پہنچا تو وہاں) اس سورت نے (پرندہ کی شکل میں آکر) اس پر اپنے پروں کو پھیلا دیا اور عرض کیا: یا الٰہی! اس کو بخش دے؛ کیوں کہ یہ میری بہت ہی زیادہ تلاوت کرتا تھا۔ اللہ نے اس کی سفارش قبول فرمالی، نیز فرمایا: اس شخص کے ہر گناہ کی جگہ ایک نیکی لکھ دو اور اس کا درجہ بلند کردو۔

حضرت خالدؒ کا یہ بھی قول ہے کہ: قبر کے اندر یہ سورت، اپنے پڑھنے والے کی طرف سے جھگڑا کرتی ہے اور کہتی ہے: الٰہی! اگر میں تیری کتاب میں ہوں، تو میری سفارش اِس قاری کے متعلق قبول فرما، اور اگر تیری کتاب میں سے نہیں ہوں، تو مجھے اپنی کتاب سے مٹا دے۔ یہ سورت قبر میں پرندے کی شکل میں آتی ہے، اور اپنے پڑھنے والے پر بازو پھیلا دیتی ہے، اور اس قدر سفارش کرتی ہے، کہ قبر کے عذاب سے اس کو چھڑا دیتی ہے۔

ختامہ مسک

تادم حیات مصیبت عظمٰی سے نجات

حضرت بسر بن الارطاۃ القرشی ؓ فرماتے ہیں: میں نے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ دعا فرماتے ہوئے سنا: "اَللّٰهُمَّ اَحْسِنْ عَاقِبَتِيْ فِي الْأُمُوْرِ كُلِّهَا، وَأَجِرْنِيْ مِنْ خِزْيِ الدُّنْيَا، وَعَذَابِ الْآخِرَةِ"

(مسند امام احمد ج:۲۹، ص:۱۷۱، رقم الحدیث ۱۷۶۲۸، صحیح ابن حبان ص:۹۴۹ رقم الحدیث: ۲۴۲۵، المعجم الطبرانی فی الکبیر:، المستدرک علی الصحیحین: ۶۵۰۸)

فائدہ: ایک روایت میں یہ ہے کہ: یزید بن ابی یزد جو بسر بن ابی ارطاۃ کے آزاد شدہ غلام ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ: حضرت بسر مذکورہ دعا بکثرت پڑھتے تھے، تو آپ سے کسی نے دریافت کیا کہ: ''يَاأَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ! مَاتَزَالُ تُرَدِّدُ هٰذِهِ الدَّعَوَاتِ'' اے ابوعبدالرحمٰن! دعا کے اِن کلمات کو بکثرت پڑھتے رہنے کی وجہ کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو میں نے اِن کلمات سے دعا مانگتے سنا ہے؛ لہٰذا میں مرتے دم تک اِن کلمات کو کبھی نہ چھوڑوں گا۔

طبرانی کی روایت میں یہ اضافہ ہے کہ: حضرت بسر نے بکثرت اِس دعا کو پڑھنے کی وجہ یہ بیان فرمائی کہ: میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ: جو شخص اس دعا کی پابندی کرے گا، وہ تادمِ حیات کسی بڑی مصیبت میں گرفتار نہ ہوگا۔ ''مَنْ لَزِمَهٗ مَاتَ قَبْلَ أَنْ يُّصِيْبَهٗ جُهْدٌ مِّنْ بَلَاءٍ'' اس دعا کی پابندی کرنے والے کو تادم حیات مصیبتِ عظمٰی سے نجات وراحت حاصل ہوتی ہے۔

(المعجم الکبیر للطبرانی، رقم الحدیث: ۱۱۹۷، الکامل فی ضعفاء الرجال، جزء ثانی، صفحہ: ۱۵۴)

شخصیات

فہرست

صحابہ

نمبر شمار	اسمائے گرامی	صفحہ نمبر	نمبر شمار	اسمائے گرامی	صفحہ نمبر
۱	حضرت ابوبکر صدیقؓ	۱۷۱	۲	حضرت عمر بن خطابؓ	۱۷۲
۳	حضرت عثمان بن عفانؓ	۱۷۴	۴	حضرت علی بن ابی طالبؓ	۱۷۵
۵	حضرت ابوطلحہؓ	۱۷۶	۶	حضرت انس بن مالکؓ	۱۷۷
۷	حضرت عبداللہ بن مسعودؓ	۱۷۸	۸	حضرت عبداللہ بن عمرؓ	۱۷۹
۹	حضرت عبداللہ بن عباسؓ	۱۸۰	۱۰	حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ	۱۸۱
۱۱	حضرت عبداللہ بن رواحہؓ	۱۸۲	۱۲	حضرت عبداللہ بن جعفرؓ	۱۸۳
۱۳	حضرت زید بن حارثہؓ	۱۸۴	۱۴	حضرت زید بن ثابتؓ	۱۸۵
۱۵	حضرت اُبی بن کعبؓ	۱۸۶	۱۶	حضرت ابوسعید خدریؓ	۱۸۷
۱۷	حضرت ابوسلمہ مخزومیؓ	۱۸۸	۱۸	حضرت خالد بن ولیدؓ	۱۸۹
۱۹	حضرت ابوامامہؓ	۱۹۰	۲۰	حضرت ابوہریرہؓ	۱۹۰
۲۱	حضرت ابوالدرداء	۱۹۲	۲۲	حضرت عثمان بن ابی العاصؓ	۱۹۲
۲۳	حضرت ابورافعؓ	۱۹۳	۲۴	حضرت جبیر بن مطعمؓ	۱۹۴
۲۵	حضرت عوف بن مالکؓ	۱۹۵	۲۶	حضرت عثمان بن حنیفؓ	۱۹۶
۲۷	حضرت ابراہیم بن حارثؓ	۱۹۷	۲۸	حضرت عبدالرحمٰن بن خنبش	۱۹۸
۲۹	حضرت محمد بن حاطبؓ	۱۹۸	۳۰	حضرت عتبہ بن غزوانؓ	۱۹۹
۳۱	حضرت ذی الجوشنؓ	۱۹۹	۳۲	حضرت ابومعلقؓ	۲۰۰
۳۳	حضرت یعلی بن مرہؓ	۲۰۰	۳۴	حضرت حسن بن علیؓ	۲۰۱
۳۳	حضرت حسین بن علیؓ	۲۰۳			

صحابیہ					
۳۶	حضرت عائشہ صدیقہؓ	۲۰۶	۳۷	حضرت زینب بن جحشؓ	۲۰۹
۳۸	حضرت میمونہؓ	۲۱۱	۳۹	حضرت ام سلمہؓ	۲۱۲
۴۰	حضرت فاطمۃ الزہراء	۲۱۴	۴۱	حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ	۲۱۵
تابعین و تابعیات					
۴۲	حضرت حسن بن حسنؒ	۲۱۸	۴۳	حضرت ابوسلمہؒ	۲۱۸
۴۴	حضرت ابان بن عثمانؒ	۲۱۹	۴۵	حضرت علقمہؒ	۲۲۰
۴۶	حضرت زِر بن حبیشؒ	۲۲۰	۴۷	حضرت عبدہؒ	۲۲۱
۴۸	حضرت کعب اَحبارؒ	۲۲۱	۴۹	حضرت امام شافعیؒ	۲۲۲
۵۰	حضرت عبداللہ بن کثیر مکیؒ	۲۲۳	۵۱	حضرت عروہ بن زبیرؒ	۲۲۴
۵۲	حضرت ام کلثوم بنت عبداللہ بن جعفرؒ	۲۲۶			
اسلاف					
۵۳	شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریاؒ	۲۳۲	۵۴	حضرت مولانا ظفر احمد تھانویؒ	۲۳۳
۵۵	حضرت صدیق حسن خان بھوپالیؒ	۲۳۴	۵۶	حضرت مولانا احمد لولات صاحبؒ	۲۳۸
۵۷	حجاج بن یوسف ثقفی	۲۳۹			

صحابہ

(۱) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

نام و نسب: آپ کا نام: عبد اللہ بن عثمان ابوقحافہ ہے، سلسلۂ نسب یوں ہے: عبداللہ بن عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب الخ، گویا مُرّہ پر جا کر سلسلۂ نسب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مل جاتا ہے۔

والدین: والدہ کا نام: ام الخیر سلمیٰ بنت صخر ہے، اور والد کا نام: عثمان ابوقحافہ ہے جو فتح مکہ میں مسلمان ہوئے۔

ولادت: آپ کی ولادت واقعۂ فیل کے دو سال چھ ماہ بعد ہوئی۔

القاب و کنیت: القاب میں عتیق، صدیق، خلیفۂ رسول اللہ وغیرہ مشہور ہیں۔ عتیق سے ملقب ہونے کی وجوہات مختلف بیان کی جاتی ہیں: (۱) فضل بن دکین فرماتے ہیں: چوں کہ خیر و بھلائی میں آپ سبقت لیے ہوئے تھے، اس لئے عتیق سے ملقب ہوئے۔ (۲) امام فلاسؒ فرماتے ہیں کہ: وَجاہت کی عمدگی کے سبب آپ کو یہ لقب ملا۔ (۳) اور یہ بھی مشہور ہے کہ جہنم سے آزادی کی بشارت پر آپ عتیق کہلائے گئے۔ چنانچہ مسند ابی یعلیٰ کی حدیث ہے کہ ایک مرتبہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکان کے صحن میں صحابہ سمیت تشریف فرما تھے، اتنے میں حضرت ابوبکرؓ تشریف لائے، آپ نے دیکھتے ہی فرمایا: ''مَنۡ سَرَّہٗ أَنۡ یَّنۡظُرَ اِلٰی عَتِیۡقٍ مِّنَ النَّارِ فَلۡیَنۡظُرۡ إِلٰی أَبِیۡ بَکۡرٍ'' جو جہنم سے آزاد شدہ کو دیکھنا چاہے وہ ابوبکرؓ کو دیکھ لے۔ (۴) علامہ دولابیؒ اپنی کتاب الکنیٰ میں فرماتے ہیں کہ: ان کی والدہ کا کوئی بچہ زندہ نہیں رہتا تھا؛ مگر جب حضرت ابوبکرؓ کی ولادت ہوئی، تو انہیں لے کر خانۂ کعبہ کے سامنے کھڑی ہوگئیں، اور یہ دعا کی ''اَللّٰھُمَّ إِنَّ ھٰذَا عَتِیۡقُكَ مِنَ الۡمَوۡتِ فَھَبۡهُ لِیۡ'' اے اللہ! اسے موت سے آزاد رکھ کر مجھے بطور تحفہ عطا فرما۔

آپ نے محیر العقول اسراء ومعراج کے عجیب وغریب واقعہ کی سب سے پہلے بلا چوں وچرا تصدیق فرمائی؛ اس لیے ''صدیق'' کہا جاتا ہے؛ بلکہ یہ لقب آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے عنایت فرمایا۔ چنانچہ دار قطنی میں لقبِ صدیق سے متعلق راویٔ حدیث ابو یحییٰؒ سے منقول ہے کہ: میں نے بارہا حضرت علیؓ کو منبر پر یہ فرماتے سنا کہ: ''اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو بکرؓ کو اپنے محبوب نبی کی زبانِ مبارک سے صدیق کا لقب عطا فرمایا''۔

دینی قربانی: آپ نے دینِ اسلام کی وہ بے مثال خدمات انجام دیں کہ خود آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بوقت وفات فرمایا کہ: ہر کسی کا احسان ادا ہو چکا؛ مگر ابو بکر کے احسان کا بدلہ اللہ ہی دے گا، دورِ مکی میں بہت سے مسلمان ہونے والے صحابہ کو غلامی سے آزادی دلائی، مشہور ہے کہ بوقت اسلام چالیس ہزار درہم کو راہِ خدا میں خرچ کر دیا، اور کل سات افراد کو آزاد کرایا، جس میں حضرت بلالؓ، عامر بن فہیرہؓ، زنیرہؓ وغیرہ ہیں۔

خصوصی امتیاز: آپ کو اسلام لانے میں اولیت کا شرف حاصل ہے، آپ کے گھرانے کو یہ سعادت ملی کہ چار چار پشتوں کو صحبت رسول کا شرف نصیب ہوا، والدین کو، خود آپ کو، اولاد کو اور آپ کے پوتوں کو۔

مرویات: کل مرویات: ۱۴۲ر ہیں، متفق علیہ ۶ر منفرد بخاری: ۱۱، منفرد مسلم: ۱ر۔

وفات اور مدتِ خلافت: آپ کی وفات مدینہ پاک میں بروز سہ شنبہ ۲۲ر جمادی الاولیٰ ۱۳ھ میں ہوئی، کل عمر: ۶۳ر سال پائی، حضرت عمرؓ نے نمازِ جنازہ پڑھائی، کل مدت خلافت ۲ر سال چار ماہ۔

(الاصابۃ ج: ۴ ص: ۱۴۴، الاکمال فی اسماء الرجال ملحقۃ بمشکوٰۃ ص: ۵۸۷)

﴿۲﴾ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ

نام ونسب اور خاندان: عمر بن الخطاب العدوی القریشی۔ آپ کی کنیت

ابوحفص اور لقب: ''فاروق'' ہے، والدہ کا نام: حنتمہ بنت ہشام بن المغیرہ المخزومی۔ زمانۂ جاہلیت میں بھی بڑے باوقار تھے، عہدۂ سفارت پر فائز تھے۔

قبولِ اسلام کا واقعہ اور فضائل ومناقب: آپ ''مرادِ رسول'' کہلاتے ہیں؛ کیوں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو اللہ سے مانگ کرلیا تھا۔ حدیث میں ہے کہ: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ دعا فرمائی: ''اللّٰهُمَّ أَعِزَّ الإِسْلَامَ بِأَبِيْ جَهْلِ بْنِ هِشَامٍ أَوْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ''۔ چنانچہ اسی صبح مشرف باسلام ہوئے۔

مسند احمد میں حضرت عمرؓ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ: کفر کے زمانہ میں ایک دن نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اذیت پہنچانے کے ارادہ سے نکلا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھ سے پہلے مسجد جا چکے تھے، میں وہاں آپ کے پیچھے کھڑا ہوگیا، اور ''سورۂ حاقہ'' کی تلاوت سننے لگا، الفاظ قرآن سن کر حیران رہ گیا، دل میں سوچا کہ قریش کے کہنے کے مطابق آپ شاعر معلوم ہوتے ہیں؛ مگر اگلی آیت ﴿إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ۝ وَّمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ﴾ سنتے ہی اس کی تردید ہوگئی، تو پھر سوچا کہ آپ کاہن ہیں؛ مگر جیسے ہی آپ نے ﴿وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ﴾ پڑھا تو اس کی بھی تردید ہوگئی۔ اس طرح میں نے پوری سورت گوش گزار کرلی، اسی وقت اسلام کی محبت میرے دل میں گھر کر گئی تھی۔

بس کچھ ہی مدت بعد بہن بہنوئی کی تلاوتِ قرآن مجید والے مشہور واقعے کے سبب آپ نے کلمہ طیبہ پڑھا تو دارِ ارقم کی مجلسِ رسول میں جتنے شرکاء تھے سب نے مارے خوشی کے نعرۂ تکبیر بلند کیا؛ بلکہ خود حضرت جبرئیل امین نے آپ علیہ الصلاۃ والسلام کو یہ بتایا کہ: عمرؓ کے اسلام سے سارے آسمان والے خوش ہوگئے۔ آپ کے اسلام لانے سے اسلام کو ایسی قوت نصیب ہوئی کہ کھل کر حرم میں نماز پڑھی جانے لگی؛ اسی لئے آپ کو ''فاروق'' کہا گیا۔

اللہ نے صحبتِ رسول کی برکت سے بے حد علم سے نوازا؛ اسی لئے تو حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ: میزان کے ایک پلڑے میں عمرؓ کا علم اور دوسرے میں روئے زمین کے باقی حضرات کا علم رکھ دیا جائے، تو عمرؓ والا پلڑا بھاری ہوجائے گا۔

مرویات: کل روایات: ۵۳۹ ہیں، جس میں ۱۰ر متفق علیہ، ۹ر منفرد بخاری، ۱۵ر منفرد مسلم۔

وفات: ۲۶ر ذی الحجہ ۲۳ھ میں آپ پر حضرت مغیرہ بن شعبہ کے غلام ابولؤلؤ نے برچھے سے حملہ کیا، بالآخر یکم محرم ۲۴ھ میں وفات ہوئی۔ کل عمر: ۶۳ر سال کی ہوئی۔ حضرت صہیب رومیؓ نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔ (الاصابہ ج: ۴،ص: ۴۸۴، الاکمال فی اسماء الرجال ملحقہ بمشکوٰۃ ص: ۶۰۲، اسماء الصحابۃ الرواۃ لابی محمد علی بن احمد الاندلسی محققہ: سید کسروی حسن ص: ۴۴)

(۳) حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

ولادت، نام ونسب اور خاندان: عثمان بن عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس القرشی الاموی، آپ کی کنیت: ابوعبد اللہ اور ابو عمر ہے۔ والدہ کا نام: اروٰی بنت کریز بن ربیعہ ہے۔ وہ مشرف باسلام تھیں، اور آپ کی نانی بیضاء بنت عبد المطلب ہے۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپھی تھیں۔ حضرت عثمانؓ کی ولادت واقعۂ فیل کے چھ سال بعد ہوئی۔

مناقب: (۱) آپ قدیم الاسلام ہیں، نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دارِ ارقم میں تشریف لے جانے سے قبل حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ہاتھوں مشرف باسلام ہوئے۔ (۲) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یکے بعد دیگرے اپنی دو صاحبزادیوں: حضرت رقیہؓ اور حضرت ام کلثومؓ: کا آپ سے نکاح فرمایا؛ اس لیے آپ ''ذوالنورین'' کہلاتے ہیں۔ (۳) آپ نے کل دو ہجرتیں فرمائیں: اولاً حبشہ ہجرت فرمائی پھر وہاں سے مکہ تشریف لاکر مدینہ منورہ کو ہجرت فرمائی۔ (۴) آپ ''عشرۂ مبشرہ'' میں سے ہیں، اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کے متعلق فرمایا کہ: ہر نبی کا ایک رفیق ہے اور میرے رفیق جنت میں عثمان ہوں گے۔ (۵) حکمًا آپ بدری ہیں؛ کیوں کہ بدر کے زمانہ میں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی صاحبزادی حضرت رقیہؓ کی تیمارداری کے خاطر آپ کو مدینہ ہی میں رہنے کا مکلف فرمایا تھا۔ (۶) آپ بڑے ہی عبادت گزار تھے، خادمہ کا بیان ہے کہ: حضرت عثمانؓ صائم الدھر تھے اور یومیہ سب سے پہلے

بیدار رہ کر تہجد میں مشغول ہو جاتے۔

مرویات: کل مرویات: ۱۴۶ متفق علیہ ۳ ر منفرد بخاری ۸ ر منفرد مسلم ۵ ر۔

تاریخِ شہادت وعمر اور کل مدتِ خلافت: ۲۴ھ یکم محرم کو خلیفہ بنے، اور ۲۲ ر ذی الحجہ ۳۵ھ بروز جمعہ بعد العصر آپ شہید کر دیے گئے۔ مشہور قول کے مطابق آپ کی عمر: ۸۲ ر سال ہوئی، کل مدتِ خلافت تقریباً ۱۲ ر سال رہی۔

(الاصابۃ ج: ۴، ص: ۳۷۷، الاکمال فی اسماء الرجال ملحقہ بمشکوٰۃ ص: ۶۰۲)

﴿۴﴾ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

نام ونسب: علی بن ابی طالب بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف القرشی الہاشمی۔ کنیت: ابوتراب اور ابوالحسن ہے۔

حلیہ: آپ پستہ قد، گندمی رنگ اور گھنی داڑھی والے تھے۔

تاریخِ قبولِ اسلام: بچوں میں سب سے پہلے مسلمان ہوئے، بوقتِ اسلام آپ –علیٰ اختلاف الاقوال– آٹھ، دس، پندرہ یا سولہ سال کے تھے۔

مناقب: (۱) تمام ہی غزوات میں آپ شریک رہے، فقط تبوک میں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعمیل حکم میں شرکت نہ ہو سکی؛ کیوں کہ آپ کو اہل خانہ پر جانشیں مقرر فرمایا تھا اور تسلی کے طور پر فرمایا کہ: کیا تم اس پر راضی نہیں کہ جو نسبت حضرت ہارون علیہ السلام کو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تھی وہی آپ کو مجھ سے ہو؟ (۲) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب صحابہ میں مواخات قائم فرمائی، تو حضرت علیؓ سے فرمایا: "أَنْتَ أَخِيْ" آپ تو میرے ہی بھائی ہیں۔ (۳) غزوۂ خیبر میں "لَأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ" الخ والے قصہ میں بزبان رسالت عاشق ومحبوب ہر دو کی سند سے نوازے گئے۔ (۴) ذہانت، بہادری اور علم میں اپنی نظیر آپ تھے، عشرۂ مبشرہ میں سے ہیں اور (۵) ساتھ ہی ساتھ حضرت عمرؓ نے خلافت کے لیے جن چھ افراد کو نامزد کیا تھا آپ ان میں سے ایک تھے۔

مرویات: کل مرویات:۵۸۶؍ہیں، جن میں سے متفق علیہ ۲۰؍منفرد بخاری ۹؍منفرد مسلم ۱۵؍۔

خلافت وشہادت کی تاریخ ومدت: جس جمعہ کو حضرت عثمانؓ کی شہادت ہوئی اسی دن ۱۸؍ذی الحجہ ۳۵ھ آپ خلیفہ ہوئے۔ چوں کہ آپ کا دارالحکومت کوفہ میں تھا، تو وہیں ۱۸؍رمضان ۴۰ھ میں جمعہ کی صبح کو عبدالرحمٰن بن مُلجِم المرادی نے آپ پر قاتلانہ حملہ کیا، جس کے تین دن بعد آپ کی وفات ہوگئی، حضرت حسنؓ، حضرت حسینؓ اور حضرت عبداللہ بن جعفرؓ نے آپ کو غسل دیا، اور حضرت حسنؓ نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔ کل عمر: ۵۸، ۶۳، ۶۵، ۷۰؍رہوئی، اور آپ کی خلافت چار سال نو ماہ چند دن رہی۔

(الاصابہ ج:۴، ص: ۴۶۴، الاکمال فی اسماء الرجال ملحقہ بمشکوٰۃ ص؍۶۰۲)

﴿۵﴾ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ

نام ونسب: ابوطلحہ زید بن سہل بن الاسود بن حرام بن عمرو الانصاری النجاری۔ آپ کنیت ہی سے مشہور ہیں۔ اہلیہ کا نام ام سُلیم تھا۔

قبولِ اسلام کا واقعہ: آپ کے اسلام لانے کا واقعہ بڑا دلچسپ ہے اور وہ یہ کہ: حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ام سُلیمؓ کو نکاح کا پیغام بھیجا، حضرت ام سُلیمؓ نے جواباً یہ کہلوایا کہ: اے ابوطلحہ! واقعی آپ جیسے باکمال آدمی کا رشتہ ٹھکرایا نہیں جاسکتا؛ مگر بات یہ ہے کہ آپ کافر ہیں اور میں مسلمان، اختلافِ دین کے سبب ہمارا نکاح نہیں ہوسکتا، اگر آپ اسلام لے آئیں تو یہی میرا مہر رہے گا۔ چنانچہ آپ نے اسلام قبول کرلیا۔

مناقب: (۱) جنگ اُحد میں بے مثال قربانی کا ثبوت پیش کیا، نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آگے سینہ سپر ہوکر کھڑے ہوگئے، جب دشمن کی جانب تیر پھینکتے، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیچھے سے سر اٹھا کر دیکھتے، حضرت ابوطلحہؓ نے کہا کہ: اللہ کے نبی! کہیں ایسا نہ ہو کہ دشمن کا تیر آپ کو نقصان پہنچائے، میرا سینہ آپ کی حفاظت کیلئے تیار ہے (نَحْرِیْ دُوْنَ نَحْرِكَ)۔

(۲) مسند احمد میں بطریق مرسل یہ منقول ہے آپ نے فرمایا کہ ابوطلحہؓ کی آواز ایک جم غفیر سے بہتر ہے۔ (۳) آیت کریمہ لن تنالوا البر کے نزول کے موقع پر مشہور ہے کہ باغ بیرحاء وقف کرنے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خوشی میں فرمایا بخ بخ ذاک مال رابح۔ واہ واہ!! کیا ہی نفع بخش یہ مال ہے۔

تاریخ وفات وعمر: وفات رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد چالیس سال زندہ رہے، آپ نے ۷۷ ر سال کی عمر پائی۔

(الاصابہ ج:۲،ص ۵۰۲، الاکمال فی اسماء الرجال ملحقہ بمشکوٰۃ ص ر ۶۰۱)

(۶) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ

نام ونسب: انس بن مالک بن النضر بن ضمضم بن زید بن حرام بن جندب بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار الخزرجی الانصاری۔ کنیت: ابوحمزہ، لقب: خادم النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، والدہ کا نام: ام سُلیم بنت ملحان۔

بحیثیتِ خادمِ رسول: نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ پاک تشریف لائے تو آپ دس سال کے تھے، ام سُلیمؓ آپ کو لے کر رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور فرمایا: یہ (انسؓ) آپ کی خدمت کرتا رہے گا "هٰذَا أَنَسٌ غُلَامٌ يَّخْدِمُكَ" آپ قبول فرما لیں۔ چنانچہ مسلسل دس سال سفر وحضر میں خدمت فرمائی۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سے بہت محبت فرماتے تھے، کبھی دل لگی کرتے ہوئے "يَا ذَا الْأُذُنَيْنِ" (اے دو کان والے!) سے پکارتے؛ بلکہ "ابوحمزہ" کنیت، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی نے رکھی تھی۔ مسلم شریف میں ہے کہ: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مرتبہ حضرت ام سُلیم کی درخواست پر ان کے لیے دعا فرمائی کہ: "اَللّٰهُمَّ أَكْثِرْ مَالَهٗ وَوَلَدَهٗ وَأَدْخِلْهُ فِي الْجَنَّةِ" اے اللہ! ان کے مال واولاد کو خوب بڑھا اور انہیں جنت میں داخل فرما۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ: ان میں سے دو کو تو میں نے دیکھ لیا اور تیسری (مغفرت) کا امیدوار ہوں۔ طبرانی میں کثرت مال واولاد کا حال بزبانِ انسؓ

اس طرح منقول ہے کہ: میں نے اپنی ایک سو پچیس حقیقی اولاد کو دفن کیا اور میرا باغ سال میں دو مرتبہ پھل دیتا ہے۔

دیگر مناقب: (۱) حضرت ابوبکرؓ نے اپنے دورِ خلافت میں ایک مرتبہ آپ کو ساعی بنا کر ''بحرین'' بھیجنے کا ارادہ فرمایا، تو اس بارے میں حضرت عمرؓ سے مشورہ کیا، حضرت عمرؓ نے تائید میں فرمایا: ضرور بھیجئے، وہ عقلمند اور پڑھے لکھے ہیں، ''اِبْعَثْهُ فَاِنَّهٗ لَبِيْبٌ كَاتِبٌ'' (۲) حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ: میں نے اللہ کے نبی ﷺ کی نماز سے زیادہ مشابہت رکھنے والا ابن ام سلیم (انسؓ) کے علاوہ کسی اور کو نہیں دیکھا۔

مرویات: کل مرویات: ۱۱۸۶، متفق علیہ: ۱۸۶، منفرد بخاری: ۸۳ر، منفرد مسلم: ۱۷ر۔

وفات: ثابت بنانیؒ فرماتے ہیں، بوقت وفات حضرت انسؓ نے مجھ سے فرمایا کہ یہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا موئے مبارک ہے، اسے میری زبان کے نیچے رکھ دینا، چنانچہ وفات کے وقت ایسا ہی کیا گیا اور اسی حالت میں مدفون ہوئے، آپ کی وفات ۹۱ھ میں ہوئی، کل عمر ۱۰۳ر پائی، بعضوں نے ۹۹ر سال نقل کی ہے، آپ بصرہ میں انتقال پانے والے سب سے آخری صحابی ہیں۔

(الاصابہ ج:۱ ص:۲۷۵، الاکمال فی اسماء الرجال ملحقہ بمشکوٰۃ ص ر ۵۸۵)

(۷) حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

نام و نسب: عبد اللہ بن مسعود بن غافل بن حبیب بن شمخ بن فار بن مخزوم الهذلی، آپ کی والدہ کا نام ام عبد اللہ بنت عبدِ وُدّ۔

قبولِ اسلام اور حلیہ: آپ حضرت عمرؓ سے پہلے مشرف باسلام ہوئے، ایک قول کے مطابق چھٹے نمبر پر مسلمان ہوئے، آپ پستہ قد تھے۔

مناقب: (۱) سفر و حضر میں آپ ﷺ کے ساتھ رہتے تھے، آپ کو ''صاحبِ

سواک ونعلین'' کہا جاتا ہے۔(۲) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے بارے میں یہ فرمایا تھا: ''اِنَّکَ غُلَامٌ مُعَلَّمٌ'' حبشہ ہجرت کرتے ہوئے آپ مدینہ پہنچے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کے درمیان مواخات کروائی۔(۳) آپ رضی اللہ عنہ نے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے براہِ راست ستر سورتیں سیکھی۔ ایک مرتبہ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص یہ چاہے کہ قرآن پاک کو اس طرح تروتازہ پڑھے جیسا نازل ہوا ہے، تو اسے چاہیے کہ وہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے نہج پر تلاوت کرے۔(۴) خلافتِ عمری میں قاضی اور بیت المال کے نگراں مقرر ہوئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں کوفہ سے مدینہ تشریف لے آئے۔(۵) آپ کی وفات پر حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''مَا تَرَكَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ'' آپ نے اپنے پیچھے اپنا کوئی ہمسر نہیں چھوڑا

مرویات: کل روایات کی تعداد ۸۸۴ر ہیں، ۶۴ر متفق علیہ، ۲۱ر منفرد بخاری اور ۳۵ر منفرد مسلم۔

وفات: ۳۲ھ میں آپ کی وفات ہوئی، اور بقیع میں مدفون ہوئے۔ ۶۰ر سال سے زائد آپ کی عمر تھی۔

(الاصابۃ ج:۴-ص:۱۹۸، الاکمال فی اسماء الرجال ملحقۃ بمشکوٰۃ ص ر ۶۰۵)

﴿۸﴾ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

نام ونسب اور ولادت: عبداللہ بن عمر بن الخطاب بن نفیل بن عبدالعزی بن رباح بن عبداللہ القرشی العدوی۔ آپ کی والدہ کا نام: زینب بنت مظعون الجمحیہ ہے۔ بعثت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قبل ولادت ہوئی۔

ہجرت اور شرکتِ جہاد: والدِ محترم کے ساتھ مکہ ہی میں مسلمان ہو گئے تھے، اور انہیں کے ساتھ مدینہ پاک ہجرت فرمائی۔ صغرسنی کی وجہ سے بدر اور احد میں شریک نہ ہو سکے۔ باقی تمام غزوات میں آپ کی شرکت ہے۔

مناقب: آپ اتباعِ سنت اور ورع وتقویٰ میں ضرب المثل تھے۔(۱) آپ

کے بارے میں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک موقعہ پر فرمایا کہ: عبد اللہ بن عمرؓ تو بہت ہی صالح نوجوان ہیں، کاش کہ وہ تہجد پڑھتے! اس کے بعد سے آپ کی کبھی تہجد فوت نہیں ہوئی۔(۲) میمون بن مہران فرماتے ہیں کہ: ابن عمرؓ سے زیادہ پرہیزگار اور ابن عباسؓ سے بڑا عالم میں نے نہیں دیکھا۔(۳) حضرت طاؤسؒ فرماتے ہیں: ''مَا رَأَيْتُ رَجُلًا أَوْرَعَ مِن ابْنِ عُمَرَ''۔(۴) حضرت سالمؒ کا بیان ہے کہ: حضرت عبد اللہ بن عمرؓ نے کبھی اپنے کسی غلام کے لیے صیغۂ لعنت استعمال نہیں فرمایا سوائے ایک کے، مگر اسے آپ نے آزاد کر دیا۔(۵) امام زہریؒ کا بیان ہے کہ: ایک مرتبہ کسی خادم کو لعنت کرتے ہوئے ''اَللّٰهُمَّ الْعَ'' تک پہنچے ہی تھے (یعنی اَلْعَنْہُ پورا ادا نہیں فرمایا تھا) کہ آپ رُک گئے، اور کہنے لگے کہ: یہ وہ جملہ ہے جس کو میں بولنا پسند نہیں کرتا۔

مرویات: آپ کی کل مرویات کی تعداد: ۲۶۳۰ ہے۔

وفات: آپ کی وفات ۷۳ھ میں ابن زبیرؓ کی شہادت کے تین ماہ بعد ہوئی۔ آپ کی شہادت میں حجاج کی سازش شامل تھی۔ کل عمر: ۸۴/سال کی ہوئی۔

(الاصابہ ج: ۴،ص: ۱۵۵، الاکمال فی اسماء الرجال ملحقہ بمشکوٰۃ ص/۶۰۵، سیر اعلام النبلاء ص/۳۴۶ج/۴، اسماء الصحابۃ الرواۃ لابی محمد علی بن احمد الاندلسی محققہ سید کسروی حسن ص/۳۸)

﴿۹﴾ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

نام ونسب اور ولادت: عبد اللہ بن عباس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچیرے بھائی ہیں۔ والدہ کا نام: ام الفضل لبابہ بنت حارث تھا۔ سلسلۂ نسب یہ ہے: عبد اللہ بن عباس بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف القرشی الہاشمی۔ ہجرت سے تین سال قبل آپ کی ولادت ہوئی۔ بوقت وفاتِ نبی علیہ الصلاۃ والسلام -علی اختلاف الاقوال- آپ کی عمر: ۱۰، ۱۳ یا ۱۵/ سال کی تھی۔

مناقب: (۱) اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کے لیے حکمت وتاویل کی دعا فرمائی۔ (۲) حضرت ابوبکرہؓ فرماتے ہیں کہ: حضرت عبد اللہ بن عباسؓ جب بصرہ تشریف لائے تو

میں نے دیکھا کہ سارے اہل عرب میں آپ جیسا جسم، علم، کپڑے، اور کمال و جمال میں کوئی نہیں۔ (۳) حضرت طاؤسؒ فرماتے ہیں کہ: میں نے ستر صحابہ کرام کو دیکھا کہ جب کسی مسئلہ میں اختلاف ہوتا، تو حضرت ابن عباسؓ کے قول کو حرفِ آخر قرار دیتے۔ (۴) ترمذی شریف میں یہ ہے کہ: عبداللہ بن عباسؓ نے حضرت جبرئیل امین کو دو مرتبہ دیکھا۔

(۵) کم سِن ہونے کے باوجود حضرت عمر فاروقؓ نے اپنی مجلسِ مشاورت میں قابلیت کے پیشِ نظر آپ کو شامل فرمایا تھا۔ آخرِ عمر میں نابینا ہو چکے تھے۔

مرویات: آپ کی کل روایات: ۱۶۶۰ ہیں۔

وفات وعمر: بمقامِ طائف ۶۸ھ میں آپ کی وفات ہوئی۔ یہ بات بہت ہی مشہور ہے کہ انتقال کے بعد ایک سفید قسم کا پرندہ آپ کے جنازہ میں داخل ہو گیا۔ جب آپ کو قبر میں اتارا گیا، تو کسی کو یہ آیت: ﴿يَآأَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ﴾ پڑھتے ہوئے سنا گیا۔ آپ کی کل عمر: ۷۱ رسال ہوئی۔

(الاصابہ ج: ۴، ص: ۱۲۱، الاکمال فی اسماء الرجال ملحقہ بمشکوٰۃ ص ر ۶۰۴، سیر اعلام النبلاء ص ر ۳۹۴ ج ر ۴، اسماء الصحابۃ الرواۃ لابی محمد علی بن احمد الاندلسی محققہ سید کسروی حسن ص ر ۴۰)

﴿۱۰﴾ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما

نام ونسب: عبداللہ بن عمرو بن العاص بن وائل بن ہاشم السہمی القریشی۔ کنیت: ابو محمد اور ابو عبد الرحمٰن۔

دو عجوبے: آپ اپنے والد سے پہلے مسلمان ہوئے، ہر دو کی عمر میں بارہ یا تیرہ سال کا تفاوت تھا۔

دیگر احوال: صاحب علم ہونے کے ساتھ بڑے عبادت گزار بھی تھے۔ نبی علیہ الصلاۃ والسلام سے اجازت لے کر آپ حدیث لکھا کرتے تھے۔

مرویات: روایات کی کل تعداد: ۷۰۰ ر ہے۔

وفات: آپ کی وفات -علی اختلاف الاقوال- ۵۵ھ، ۶۳ھ، ۶۵ھ، ۶۷ھ یا ۳۷ھ میں ہوئی۔ جائے وفات میں بھی اختلاف ہے: مکہ یا طائف یا مصر۔
(الاکمال فی اسماء الرجال ملحقہ بمشکوٰۃ ص ر ۶۰۵ سیر اعلام النبلاء ص ر ۷۷ ۲ ج ر ۴، اسماء الصحابۃ الرواۃ لابی محمد علی بن احمد الاندلسی محققہ سید کسروی حسن ص ر ۴۳)

(۱۱) حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ

نام ونسب: عبداللہ بن رواحہ بن ثعلبہ بن امرأ القیس بن عمرو بن امرأ القیس الاکبر بن مالک الاغر۔ والدہ کا نام: کبشہ بنت واقد تھا۔

احوال ومناقب: (۱) لیلۃ العقبۃ میں مشرف باسلام ہوئے، زمانۂ جاہلیت اور اسلام؛ ہر دو میں عظیم المرتبت رہے۔ اہلِ مدینہ کو فتحِ بدر کی بشارت آپ ہی نے سنائی۔
(۲) عمرۃ القضاء میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اونٹنی کی مہار پکڑے ہوئے مکہ تشریف لے گئے، تو زبان پر جوشیلے اشعار جاری ہو گئے، یہ سن کر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں اللہ کی کبریائی پر مشتمل کلمات پڑھنے کو فرمایا، یعنی: ''لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ، وَنَصَرَ عَبْدَہٗ، وَأَعَزَّ جُنْدَہٗ، وَھَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَہٗ'' غزوۂ موتہ میں آپ شہید ہوئے۔ آپ کی کوئی اولاد نہیں تھی۔

(۳) حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: کوئی دن ایسا نہیں ہوتا، جس میں، مَیں ابن رواحہ رضی اللہ عنہ کو یاد نہیں کرتا ہوں، وہ مجھ سے ملتے تو کہتے کہ: آؤ تھوڑی دیر کے لیے مسلمان بن جائیں، پھر بیٹھ کر ذکر کرتے اور کہتے: ''یہ ایمان کی مجلس تھی''۔

(۴) بیہقی میں بسندِ صحیح یہ مروی ہے کہ: ایک مرتبہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطبہ دے رہے تھے، کہ حضرت عبداللہ بن رواحہ پہنچے، اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ ارشاد فرما رہے تھے: ''اپنی اپنی جگہ بیٹھ جائیں''، آپ نے جب یہ ارشاد گرامی سنا، اس وقت مسجد کے باہر تھے، تعمیل حکم میں وہیں بیٹھ گئے، خطبہ سے فراغت کے بعد کسی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کی خبر پہچائی، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''زَادَكَ اللّٰہُ حِرْصًا عَلٰى طَوَاعِيَةِ اللّٰہِ وَطَوَاعِيَةِ رَسُوْلِہٖ'' خدا اور رسول کی اطاعت میں خدا ان کی حرص اور زیادہ کرے۔

غزوۂ موتہ میں آپ کی شہادت ہوئی۔

(سیر الصحابہ ج:۵،ص:۵۶-الاصابہ ج:۴،ص:۲۷-الاکمال فی اسماء الرجال ملحقہ بمشکوٰۃ ص:۶۰۴)

﴿۱۲﴾ حضرت عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما

نام ونسب اور ولادت: عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالب بن عبد المطلب الہاشمی۔آپ کی کنیت:ابو محمد اور ابو جعفر ہے۔والدہ کا نام:اسماء بنت عمیس **الخثعمیہ** ہے۔ جب آپ کے والدین حبشہ ہجرت کر کے تشریف لے گئے،تو وہیں آپ کی ولادت ہوئی؛ بلکہ سرزمینِ حبشہ پر اہل اسلام کے یہاں سب سے پہلے پیدا ہونے والے آپ ہی ہیں۔

احوال ومناقب: (۱)بہت ہی زیادہ سخی تھے؛ اس لیے آپ کو ''بَحْرُ الْجُوْدِ'' اور بقول ابن حبانؒ:''قطب السخاء'' کہتے ہیں۔آپ کے والد محترم حضرت جعفرؓ جنگِ موتہ میں شہید ہو گئے،پھر تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظرِ کرم ان کی جانب پہلے سے زیادہ بڑھ گئی۔(۲)اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کے بارے میں فرمایا:''وَأَمَّا عَبْدُ اللهِ فَيُشْبِهُ خَلْقِيْ وَخُلُقِيْ'' کہ عبد اللہ تو سیرت وصورت میں میرے مشابہ ہیں۔(۳)ایک حدیث میں یہ ہے کہ:ایک مرتبہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گذر عبد اللہ بن جعفرؓ کے قریب سے ہوا،جب کہ وہ بچوں کے ساتھ مٹی کے بنے ہوئے کھلونے سے تجارت کا کھیل کھیل رہے تھے،یہ دیکھ کر آپ نے ان کے حق میں برکتِ تجارت کی دعا فرمائی:''اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهٗ فِيْ بَيْعِهٖ'' اے اللہ! ان کی تجارت میں خوب برکت دے۔(۴)ایک مرتبہ اہلِ سواد کے کسی چودھری نے عبد اللہ بن جعفرؓ کو حضرت علیؓ سے اپنے کسی اہم کام کے بارے میں سفارش کرنے کو کہا،آپ نے حضرت علیؓ سے گفتگو فرما کر ان کا کام حل کر دیا،تو چودھری نے چالیس ہزار درہم بطورِ تحفہ پیش کیے؛ مگر آپ نے یہ کہتے ہوئے واپس کر دیئے کہ:ہم نیکی نہیں بیچا کرتے ''اِنَّا لَا نَبِيْعُ مَعْرُوْفًا''۔

وفات وعمر: آپ کی عمر بوقتِ وفاتِ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دس سال تھی۔آپ کی

وفات ۸۰ھ میں ہوئی، جس کو عام الجحاف کہا جاتا ہے، نمازِ جنازہ ابان بن عثمانؓ نے پڑھائی، جو اس وقت عبدالملک بن مروان کی جانب سے مدینہ پاک کے گورنر تھے۔ آپ کی عمر بعضوں نے ۹۰/سال اور بعضوں نے ۸۰/سال بیان کی ہے۔

(الاصابہ ج:۴،ص:۳۵،۵ ،الاکمال فی اسماء الرجال ملحقہ بمشکوٰۃ ص:۶۰۴)

﴿۱۳﴾ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ

نام ونسب: زید بن حارثہ بن شراحیل بن عبدالعزی بن زید بن امرأالقیس بن عامر بن النعمان الکلبی۔ کنیت: ابو اسامہ۔ والدہ کا نام: سعدیٰ بنت ثعلبہ ہے۔

غلامی کا دلچسپ قصہ: ایک مرتبہ آپ اپنی والدہ کے ساتھ اپنے ننہیال ''بنو معن'' آئے ہوئے تھے، اسی عرصہ میں قبیلۂ بنوالقین نے بنو معن کے علاقہ پر حملہ کر دیا، جس میں آٹھ سالہ حضرت زیدؓ کو بھی اٹھا کر لے گئے، تا آں کہ سوقِ عکاظ میں حضرت حکیم بن حزامؓ کے ہاتھ چار سو درہم میں فروخت کر دیا، حضرت حکیم بن حزامؓ نے اپنی پھوپھی حضرت خدیجہؓ کے لیے آپ کو خریدا، جب اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حضرت خدیجہؓ سے نکاح ہوا، تو انہوں نے آپ کی خدمت میں حضرت زید کو بطور ہدیہ پیش کیا۔ اللہ کے نبی کو ان سے ایسی محبت تھی کہ ''زید بن محمد'' سے مشہور ہو گئے تھے؛ لیکن جب قرآن پاک کی آیت کریمہ: ﴿اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ﴾ میں صلبی باپ کی طرف نسبت کا حکم ہوا، تو زید بن حارثہؓ ''حِبُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ'' (نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چہیتے) سے مشہور ہو گئے۔ آپ کے گھر والوں کو جب آپ کا پتہ چلا، تو آپ کے والد حارثہ اور چچا کعب آپ کو لینے کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زیدؓ کو اختیار دے دیا؛ لیکن حضرت زیدؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس رہنے کو ترجیح دی، اس پر آپ بہت ہی خوش ہوئے، اور محبت میں مزید اضافہ ہو گیا۔

مناقب: (۱) غلاموں میں سب سے پہلے اسلام لانے والے آپ ہی ہیں۔

(۲) اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سب سے پہلے ''ام ایمن'' سے آپ کا نکاح کر دیا، جس سے ''اُسامہ'' پیدا ہوئے، اس کے بعد اپنی پھوپھی زاد بہن: حضرت زینب بنت جحش سے، ان سے رشتہ نہ نبھ سکا؛ بالآخر وہ ام المؤمنین بنیں۔

(۳) آپ ایسے خوش نصیب صحابی ہیں کہ: آپ کے نامِ مبارک کا ذکر، قرآن مبارک کی آیت: ﴿فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ﴾ میں ہے۔ (۴) اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کئی سرایا میں آپ کو امیر نامزد فرمایا۔ (۵) حضرت عمرؓ نے اپنے دور میں عبداللہ بن عمرؓ کی بنسبت جب اسامہ بن زیدؓ کا وظیفہ زیادہ مقرر کیا، تو عبداللہ بن عمرؓ نے اپنے والد محترم سے اس کی وجہ دریافت فرمائی، تو حضرت عمرؓ نے بتایا کہ: اسامہؓ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک تجھ سے زیادہ محبوب تھے، اور ان کے والد حضرت زیدؓ تیرے والد عمر کے مقابلہ میں زیادہ محبوب تھے۔

وفات وعمر: غزوۂ موتہ ۸ھ میں آپ شہید ہوئے۔ کل عمر: ۵۵ر سال پائی۔ (الاصابہ ج:۲، ص:۴۹۴، الاکمال فی اسماء الرجال ملحقہ بمشکوٰۃ ص ر ۵۹۵)

﴿۱۴﴾ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ

نام ونسب: زید بن ثابت بن الضحاک بن زید بن لوذان بن عمرو بن عوف بن غنم بن مالک الانصاری الخزرجی۔ آپ کی کنیت: ابوسعید اور ابوثابت ہے۔

مناقب واحوال: (۱) جب اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ پاک تشریف لائے، تو آپ گیارہ سال کے تھے۔ (۲) مسند ابی یعلی میں بسندِ متصل آپ سے مروی ہے کہ: رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدینہ تشریف آوری پر لوگوں نے مجھے آپ کی خدمت میں پیش کیا، اور بتایا کہ: یہ قبیلۂ بنونجار کا لڑکا ہے اور سترہ سورتیں یاد کر رکھی ہیں، جب میں نے وہ سورتیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پڑھ کر سنائیں، تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خوش ہو کر فرمایا کہ: یہود کی (عبرانی) زبان سیکھ لو؛ کیوں کہ مجھے ان پر بھروسہ نہیں ہے، چنانچہ پندرہ ہی دِن میں ان کی زبان سے میں واقف ہو گیا، پھر تو

یہود سے خط وکتابت میرے ہی واسطے سے ہوتی تھی۔

(۳) دورِ صدیقی میں قرآن پاک کو یکجا جمع کرنے کی سعادت آپ ہی کو حاصل ہوئی۔ (۴) علم فرائض کے بڑے ماہر تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''أَفْرَضُكُمْ زَيْدٌ''۔ (۵) حضرت عمرؓ سفر کی حالت میں آپ ہی کو اپنا نائب تجویز فرماتے؛ بلکہ واپسی پر بطور جاگیر کھجور کا باغ عنایت فرماتے۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ بھی آپ کا لحاظ فرماتے تھے۔ (۶) شعبیؒ فرماتے ہیں کہ: حضرت زید بن ثابتؓ جب سوار ہوتے، تو ابن عباسؓ آپ کی سواری کی رکاب کو تھام لیتے، اس پر حضرت زیدؓ فرماتے: اے اللہ کے نبی کے چچیرے بھائی! ایسا نہ کیجئے۔ جواباً حضرت ابن عباسؓ فرماتے: کیوں نہیں؟ ہم تو اپنے علما اور بڑوں کے ساتھ ایسا ہی کریں گے ''لَا، هٰكَذَا نَفْعَلُ بِالْعُلَمَاءِ وَالْكُبَرَاءِ''۔

وفات اور کلمات تعزیت: ۴۵ھ میں چھیالیس سال کی عمر پا کر مدینہ پاک میں آپ کی وفات ہوئی۔

(۱) آپ کی وفات پر حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا: اِس امت کا عالم رخصت ہوگیا، مجھے امید ہے کہ اللہ رب العزت ابن عباسؓ کو آپ کا جانشین بنا دیں گے۔ (۲) حضرت حسانؓ نے آپ کے مرثیہ میں فرمایا:

فَمَنْ لِلْقَوَافِيْ بَعْدَ حَسَّانَ وَابْنِهِ — وَمَنْ لِلْمَعَانِيْ بَعْدَ زَيْدِ بْنِ ثَابِتِ

حسانؓ اور اس کے بیٹے کے بعد شاعری کس کے حصہ میں آئے گی؟ اور زید بن ثابتؓ کے بعد مقدس مضامین کے لئے کون ہوگا؟

(الاصابہ ج:۲، ص:۴۹۰، الاکمال فی اسماء الرجال ملحقہ بمشکوٰۃ ص/۵۹۵)

﴿۱۵﴾ حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ

نام ونسب: ابی بن کعب بن قیس بن عبید بن زید بن معاویہ بن عمرو بن مالک بن النجار الانصاری۔ ابوالمنذر اور ابوالطفیل آپ کی کنیت ہے، اور ''سید القراء'' آپ کا لقب۔

احوال ومناقب: (۱) آپ کے حق میں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے ابوالمنذر! تمہیں علم مبارک ہو "لِيَهْنَئْكَ الْعِلْمُ أَبَا الْمُنْذِرِ!" ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ: اللہ نے مجھے یہ حکم دیا ہے کہ: میں آپ کو قرآن پڑھ کر سناؤں۔ (۲) دورِ نبوی میں مکمل حفظِ قرآن کرنے والی خوش نصیب جماعت میں آپ کا نام سرِ فہرست ہے، نیز "کاتبین وحی" میں آپ کا شمار ہے۔ (۳) بدر اور باقی غزوات میں شرکت کی سعادت کے ساتھ ساتھ عقبۂ ثانیہ کی شب میں بھی شریک رہے۔ (۴) مسند احمد، مسندِ ابی یعلی اور صحیح ابن حبان میں حضرت ابوسعید خدریؓ کی روایت میں ہے کہ: ایک صحابی نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا کہ: ان بیماریوں میں کیا ہمیں اجر وثواب ملے گا؟ آپ نے فرمایا: یہ سب کفارات ہیں (اس سے گناہ مٹ جاویں گے) حضرت اُبی بن کعبؓ جو مجلس میں شریک تھے، سن کر فرمانے لگے: اے اللہ کے رسول! معمولی بیماری میں بھی یہ ثواب ہے؟ "يَا رَسُوْلَ اللهِ وَإِنْ قَلَّتْ؟" آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب دیا: اگرچہ کانٹا یا اس سے کم تر چیز کی تکلیف پہنچے، پھر بھی یہی اجر وثواب ہوگا۔ یہ سنتے ہی حضرت اُبی نے اپنے حق میں یہ دعا کی کہ: اے اللہ! مرتے دم تک مجھے بخار لگا رہے؛ البتہ حج، عمرہ، جہاد اور نماز باجماعت میں خلل نہ ہو۔ چنانچہ آپ کی دعا قبول ہوئی، اور ہمیشہ بخار زدہ رہتے، جب کوئی آپ کے بدن کو چھوتا تو گرم پاتا۔ (۵) حضرت عمرؓ آپ کو "سید المسلمین" کہہ کر خطاب فرماتے۔

وفات: ۱۹ھ دورِ فاروقی میں مدینہ پاک میں وفات پائی، آپ کی وفات پر حضرت عمرؓ نے فرمایا: "اَلْيَوْمَ مَاتَ سَيِّدُ الْمُسْلِمِيْنَ" "مسلمانوں کے سردار آج وفات پا گئے۔ (الاصابہ ج:۱ص:۱۸۰، الاکمال فی اسماء الرجال ملحقہ بمشکوۃ ص/۵۸۶)

﴿۱۶﴾ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ

نام ونسب: مالک بن سنان بن عبید بن ثعلبہ بن الابجر بن عوف بن الحارث بن الخزرج الانصاری الخزرجی۔ آپ کنیت ہی سے مشہور ہیں۔

احوال ومناقب: (۱) جنگِ اُحد میں کم سنی کی وجہ سے آپ کو شرکت کی اجازت نہیں دی گئی، اس کے علاوہ باقی غزوات میں شریک رہے۔ (۲) بکثرت روایت کرنے والے صحابہ میں آپ کا شمار ہے۔ ابن سعد فرماتے ہیں: کم عمر صحابہ میں آپ سب سے زیادہ فقیہ تھے۔ (۳) ایک مرتبہ بیمار ہوئے تو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے، اس وقت اہلِ خانہ نے بکری کے شانہ سے آپ کی خاطر تواضع فرمائی۔ (۴) مسند احمد میں خود حضرت ابوسعیدؓ سے مروی ہے کہ: میرے والد جنگِ اُحد میں شہید ہو گئے، انہوں نے کوئی مال نہیں چھوڑا، میں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں اِس غرض سے حاضر ہوا تا کہ کچھ مالی امداد مل جائے، آپ نے مجھے دیکھتے ہی فرمایا: جو دل کی بے نیازی کے ساتھ رہتا ہے، اسے اللہ تعالیٰ مال دار بنا دیتے ہیں، اور جو سوال کرنے سے بچتا ہے، اللہ اسے سوال کرنے سے بچائے رکھتے ہیں؛ یہ سنتے ہی واپس ہو گئے۔ (۵) مقامِ صحابیت اور بلند رتبہ کے باوجود انکساری کا یہ عالم تھا کہ ایک مرتبہ حضرت مسیب تابعی وغیرہ نے بطورِ تہنیت کہا کہ: ''اللہ کے رسول کی زیارت اور صحبت سے مشرف ہونا آپ کو مبارک ہو!'' اس پر حضرت ابوسعیدؓ نے فرمایا: تم نہیں جانتے کہ وفاتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کیا تبدیلی آ گئی؟

مرویات: آپ کی کل روایات: ۱۱۷۰۔

وفات وعمر: آپ کی وفات ۷۴ھ میں ہوئی، بقیع میں مدفون ہوئے، کل عمر: ۸۴ر سال پائی۔

(الاصابہ ج: ۳، ص: ۶۵، الاکمال فی اسماء الرجال ملحقہ بمشکوٰۃ ص ر ۵۹۸، اسماء الصحابۃ الرواۃ ص: ۴۲)

﴿۱۷﴾ حضرت ابوسلمہ المخزومی رضی اللہ عنہ

عبد اللہ بن عبد الاسد بن ہلال بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم المخزومی۔ آپ کنیت ہی سے مشہور ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رضاعی اور پھوپھیرے بھائی تھے؛ کیوں کہ ان کی والدہ کا نام: برّہ بنت عبد المطلب تھا، جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپھی تھی۔ اہلیہ کا نام ام سلمہ ہے۔

احوال ومناقب: (۱) گیارہویں نمبر پر مشرف باسلام ہوئے؛ اس لیے مؤرخین نے آپ کو سابقینِ اولین میں شمار کیا ہے۔آپ پہلے شخص ہیں جنھوں نے اہلِ خانہ کے ساتھ سب سے پہلے سرزمینِ حبشہ ہجرت فرمائی، پھر وہاں سے مدینہ منورہ تشریف لے گئے۔ (۲) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کی منقبت میں فرمایا: سب سے پہلے جس شخص کو سیدھے ہاتھ میں نامۂ اَعمال دیا جائے گا، وہ ابوسلمہ بن اسد ہوں گے، اور سب سے پہلے جس شخص کو اُلٹے ہاتھ میں سیاہ نامۂ اعمال دیا جائے گا وہ ان کے بھائی سفیان بن عبدالاسد ہوگا، جیسا کہ ابن ابی عاصم نے اپنی الاوائل میں ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے نقل کیا ہے۔

وفات: بقولِ ابن مندہ: بدر سے واپسی پر اور بقول ابن اسحاق: احد سے واپسی پر مدینہ پاک میں وفات پائی۔ دوسرا قول زیادہ صحیح ہے؛ کیوں کہ جنگِ اُحد میں آپ کو جو زخم لگا تھا وہی سببِ موت بنا۔ ابن سعد کا بیان ہے کہ: حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ بدر اور اُحد میں شریک ہوئے اور اُحد میں آپ زخمی ہوئے، اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنو اسد کی جانب جو سریہ ماہِ صفر ۴ھ میں روانہ کیا، اس میں شرکت فرما کر جب واپس ہوئے، تو اُحد والا زخم دوبارہ عود کر آیا، بالآخر جمادی الاخریٰ میں آپ کی وفات ہوگئی۔

(الاصابہ ج: ۴، ص: ۱۳۱، الاکمال فی اسماء الرجال ملحقہ بمشکوٰۃ ص / ۵۹۸)

﴿۱۸﴾ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ

نام ونسب: خالد بن ولید بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمرو بن مخزوم القرشی۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو ''سیف اللہ'' کا لقب عطا فرمایا تھا۔ کنیت: ابوسلیمان ہے۔ والدہ کا نام لبابہ صغریٰ بنت حارث ہے، جو حضرت عباس بن عبدالمطلب کی اہلیہ لبابہ کبریٰ کی بہن تھیں، اور یہ دونوں ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی بہن تھیں، اس طرح آپ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے بھانجے ہوئے۔

احوال ومناقب: (۱) زمانۂ جاہلیت میں قریش کے سرداروں اور بہادروں

میں آپ کا شمار تھا، خیبر کے بعد مسلمان ہوئے۔(۲) غزوۂ موتہ میں اپنی حسنِ تدبیر کے ذریعہ لشکرِ اسلام کو بعافیت نکال لائے۔ (۳) اللہ کے نبی ﷺ نے عزیٰ نامی بت توڑنے کے لیے آپ کو روانہ فرمایا، تو آپ اس میں کامیاب رہے۔

(۴) مسند احمد میں حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ روایت ہے کہ: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: میں نے اللہ کے نبی ﷺ سے سنا ہے کہ: خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اللہ کے کتنے ہی اچھے بندے ہیں! نیز اپنے خاندان کے کیسے ہی بہتر فرد ہیں! بلکہ وہ تو اللہ کی ایسی تلوار ہیں جو دشمنوں پر سونتی گئی ہے۔

وفات: آپ کی وفات مدینہ پاک میں ہوئی اور بعض حضرات فرماتے ہیں کہ حمص میں ہوئی۔ (الاصابہ ج:۲،ص:۱۵۲، الاکمال فی اسماء الرجال ملحقہ بمشکوٰۃ ص/۵۹۲)

﴿۱۹﴾ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ

نام ونسب: صُدَیّ بن عجلان بن الحارث بن عمرو بن وہب بن عریب الباہلی۔ آپ کی کنیت: ابوامامہ ہے، کنیت ہی سے مشہور تھے۔

احوال: جنگِ احد میں شرکت کی سعادت حاصل کی، جنگِ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔ بکثرت روایت کرنے والے صحابہ میں آپ کا شمار ہے۔

وفات وعمر: ملک شام میں سب سے آخری درجہ میں وفات پانے والے آپ ہی ہیں۔ آپ کی وفات ۸۶ھ میں ہوئی، ۹۱ سال کی عمر پائی۔

(الاصابہ ج:۳،ص:۳۳۹، الاکمال فی اسماء الرجال ملحقہ بمشکوٰۃ ص/۵۸۶)

﴿۲۰﴾ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ

نسب نامہ: آپ کا سلسلۂ نسب: أبو هريرة بن عامر بن عبد ذي الشرى بن ظريف بن عتاب بن أبي صعب الدوسي ہے۔

نام اور اقوال: آپ کے نام کے بارے میں مختلف اقوال ہیں، زمانہ جاہلیت کے نام میں دو قول ملتے ہیں: عبدِ شمس یا عبدِ عمرو، اور زمانہ اسلام میں عبداللہ یا عبدالرحمٰن۔

کنیت اور وجہِ کنیت: آپ کی کنیت: ابو ہریرہ (بلی والے) تھی؛ کیوں کہ بلی سے بڑی اُنسیت تھی، ہمیشہ اپنی آستین میں بلی کے بچے کو ساتھ لیے پھرتے تھے، اسی بنا پر آپ کو ''ابو ہریرہ'' کہا جانے لگا۔ [الف] ترمذی شریف کی روایت کے مطابق لوگوں نے، اور [ب] حدیث بخاری کے مطابق خود اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ کنیت رکھی؛ البتہ محمد بن قیس کہتے ہیں کہ: حضرت ابو ہریرہؓ یہ فرمایا کرتے تھے کہ: میری کنیت میں ابو ہریرہ نہ کہو؛ بلکہ ''ابو ہر'' سے پکارو؛ کیوں کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ''أَبَاهِرٍ'' سے پکارا ہے۔ مذکر مؤنث سے افضل ہے (الذَّكَرُ خَيْرٌ مِنَ الْأُنْثٰى)۔

احوال و مناقب: (۱) آپ کا تعلق قبیلۂ دوس سے تھا۔ خیبر کے سال آپ مسلمان ہوئے، صحبتِ رسول کے کل تین سال کو اس طرح وصول فرمایا کہ رات دن اللہ کے نبی سے استفادہ کرتے رہے۔ (۲) نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی دعا کی برکت سے آپ کا حافظہ بڑا قوی بنا، بالآخر جماعت صحابہ میں سب سے زیادہ اَحادیث روایت کرنے کا شرف اِنہیں حاصل ہوا، چنانچہ ابن ابی داؤد فرماتے ہیں کہ: میں حضرت ابو ہریرہؓ کی مرویات جمع کر رہا تھا، خواب میں آپ کی زیارت ہوئی، تو آپ نے مجھ سے فرمایا میں دنیا میں سب سے پہلا بڑا محدث صحابی ہوں (أَنَا أَوَّلُ صَاحِبِ حَدِيْثٍ كَانَ فِي الدُّنْيَا ......سیر اعلام) اور اہلِ حدیث کا اس بات پر اجماع ہے کہ صحابہ کرام میں سب سے زیادہ آپ ہی کی روایات ہیں۔ (۳) آپ بہت ہی عبادت گزار تھے، مسند احمد میں ابو عثمان مہدیؒ کا یہ بیان منقول ہے کہ: میں سات مرتبہ آپ کا مہمان ہوا، تو یہ دیکھا کہ آپ نے اپنی اہلیہ اور خادم سمیت عبادت کے لیے رات کے تین حصے کر رکھے ہیں، ہر کوئی اپنے حصہ میں عبادت کرنے کے بعد دوسرے کو بیدار کر دیتا، نیز عکرمہ فرماتے ہیں کہ: حضرت ابو ہریرہؓ روزانہ بارہ ہزار مرتبہ تسبیح پڑھتے تھے۔

مرویات: کل روایات: ۵۳۷۴ ہیں۔

وفات وعمر: آپ کی وفات ۵۷ھ یا ۵۸ھ یا ۵۹ھ میں ہوئی، کل عمر: ۷۸ رسال پائی۔ (الاصابہ ج:۷،ص:۳۴۸، الاکمال فی اسماء الرجال ملحقہ بمشکوٰۃ ص ر ۶۲۲، اسماء الصحابۃ الرواۃ لابی محمد علی بن احمد الاندلسی محققہ سید کسروی حسن ص ر ۳۷)

﴿۲۱﴾ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ

نام ونسب: عویمر بن عامر بن مالک بن زید بن قیس بن امیہ الانصاری الخزرجی، کنیت ہی سے مشہور تھے۔ درداء: آپ کی بیٹی کا نام ہے، ایک قول کے مطابق آپ کا نام: عامر اور عویمر لقب ہے، والدہ کا نام محبّہ بنت واقد بن عمرو تھا۔

احوال ومناقب: (۱) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے اور سلمان فارسی ؓ کے درمیان مواخات قائم کرائی تھی۔ (۲) اللہ کے نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے آپ کے بارے میں فرمایا کہ: عویمر تو میری امت کا حکیم ہے۔ (۳) نیز جنگِ اُحد کے موقع پر فرمایا: ''نِعمَ الْفَارِسُ عُوَیمِر'' کہ عویمر بہترین گھوڑے سوار ہیں۔

مرویات: کل روایات کی تعداد: ۱۷۹۔

وفات: آخرِ زمانہ میں ملکِ شام تشریف لے گئے، وہیں دمشق میں ۳۲ھ کو آپ کی وفات ہوئی۔ (الاصابہ ج:۴،ص:۶۲۱، الاکمال فی اسماء الرجال ملحقہ بمشکوٰۃ ص ر ۵۹۴، سیر اعلام النبلاء ص ر ۱۳ ج ر ۴، اسماء الصحابۃ الرواۃ لابی محمد علی بن احمد الاندلسی محققہ سید کسروی حسن ص ر ۵۲)

﴿۲۲﴾ حضرت عثمان بن ابی العاص الثقفی رضی اللہ عنہ

نام ونسب: عثمان بن ابی العاص بن بشر بن عبد دُھمان بن عبد اللہ بن ھمام الثقفی.

قبولِ اسلام اور طائف کی حکمرانی: وفدِ ثقیف کے ساتھ مدینہ

پاک تشریف لائے اور مسلمان ہو گئے، اس وقت آپ کی عمر: ۲۹ رسال تھی، اس وفد میں آپ ہی سب سے چھوٹی عمر والے تھے، پھر بھی رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ ہی کو طائف کا حاکم مقرر فرمایا۔ چنانچہ آپ کی حیاتِ طیبہ نیز دورِ صدیقی اور دورِ فاروقی کے ابتدائی دو سال وہاں کے گورنر رہے، اس کے بعد حضرت عمرؓ نے وہاں سے معزول فرما کر ''عمان'' اور ''بحرین'' کا عامل بنا دیا۔

قوم کو ارتداد سے بچالیا: وفاتِ رسول کے بعد جب قبیلۂ بنو ثقیف نے مرتد ہو جانے کا ارادہ کیا، تو آپ ہی نے تاریخی خطبہ دے کر انہیں مرتد ہونے سے بچایا۔ خطبہ کا ایک جملہ یہ تھا ''كُنْتُمْ آخِرَ النَّاسِ اِسْلَامًا فَلَا تَكُوْنُوْا اَوَّلَهُمْ اِرْتِدَادًا'' کہ آپ لوگ سب سے آخر میں مسلمان ہوئے ہیں، تو سب سے پہلے مرتد ہونے والے نہ بنئے۔

وفات: آپ کی وفات بصرہ میں ۵۱ھ کو ہوئی۔

(الاصابہ ج: ۴، ص: ۳۷۳، الاکمال فی اسماء الرجال ملحقہ بمشکوٰۃ ص ر ۶۰۲)

﴿۲۳﴾ حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ

نام ونسب: آپ قبطی النسل ہیں، کنیت ہی سے مشہور تھے، نام میں مختلف اقوال ہیں: اسلم، ابراہیم، سنان، یسار، صالح، عبدالرحمٰن، قزمان، یزید، ثابت، ہرمز۔ اِس طرح کل دس اقوال منقول ہیں؛ مگر مشہور ''اسلم'' ہے۔

غلامی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے آزادی: آپ اولاً حضرت عباس بن عبد المطلب کے غلام تھے، بعد میں حضرت عباس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آپ کو بطورِ ہدیہ پیش کیا تھا؛ لیکن جب ابورافعؓ نے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت عباسؓ کے اسلام کی خوش خبری سنائی، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں آزاد فرما دیا۔

قبولِ اسلام اور شرکتِ جہاد: بدر سے پہلے ہی مسلمان ہو چکے تھے؛ مگر بدر میں شرکت نہ ہو سکی، البتہ اُحد وغیرہ غزوات میں شریک رہے۔

وفات: حضرت علیؓ کے ابتدائی دورِ خلافت میں آپ کی وفات ہوئی۔ (الاصابہ ج:۷،ص:۱۱۲، الاکمال فی اسماء الرجال ملحقہ بمشکوٰۃ ص ر ۵۹۴)

﴿۲۴﴾ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ

نام ونسب: جبیر بن مطعم بن عدی بن نوفل بن عبد مناف القرشی النوفلی۔کنیت: ابومحمد ہے، والدہ کا نام: ام حبیب بنت سعید، بعض نے ام جمیل بنت سعید بتایا ہے۔

قبولِ اسلام کا واقعہ: قریش کے معزز لوگوں میں سے تھے، بدر میں گرفتار ہوئے، اور مسجدِ نبوی میں قید وبند کی حالت میں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ''سورۂ طور'' کی قرأت سنی، اُسی وقت سے دینِ اسلام کی طرف میلان ہوگیا تھا ''فَكَانَ ذٰلِكَ اَوَّلَ مَا دَخَلَ الْاِيْمَانُ فِيْ قَلْبِيْ''۔ آپ کے والد مطعم نے کافر ہونے کے باوجود کئی مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مخالفین کی اذیت سے بچایا؛ اسی بنا پر جبیر بن مطعم کو سناتے ہوئے یہ فرمایا: ''لَوْ كَانَ اَبُوْكَ حَيًّا وَكَلَّمَنِيْ فِيْهِمْ لَوَهَبْتُهُمْ لَهٗ'' اگر آپ کے والد زندہ ہوتے اوران قیدیوں کی رہائی کے سلسلہ میں مجھ سے گفتگو کرتے ،تو میں ویسے ہی ان کے خاطر سب کو رہا کردیتا، بالآخر حضرت جبیر صلحِ حدیبیہ اور فتحِ مکہ کے درمیانی مدت میں مسلمان ہوئے۔

کمالِ امتیازی: ''علم نسب'' کے بڑے ماہر تھے؛ حتی کہ حضرت عمرؓ نے نعمان والے مسئلہ میں جبیر بن مطعمؓ ہی سے مراجعت فرمائی۔

مؤرخین فرماتے ہیں کہ: آپ نے ''علم نسب'' کو حضرت ابوبکر صدیقؓ سے حاصل کیا، جو اس فن کے بہت ماہر تھے۔

وفات: آپ کی وفات علی اختلاف الاقوال ۵۷ھ یا ۵۸ھ یا ۵۹ھ میں ہوئی۔
(الاصابہ ج:۱،ص:۵۷۰، الاکمال فی اسماء الرجال ملحقہ بمشکوٰۃ ص ر ۵۸۹)

﴿۲۵﴾ حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ

نام ونسب: عوف بن مالک بن عوف الاشجعی۔ کنیت میں مختلف اقوال ہیں: ابوعبدالرحمٰن، ابومحمد، ابوحماد اور ابوعمرو۔

احوال ومناقب: (۱) آپ خیبر کے سال مسلمان ہوئے، اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابودرداءؓ کے ساتھ ان کی مواخات قائم کروائی۔ (۲) غزوات میں آپ کی سب سے پہلی شرکت خیبر میں ہوئی، فتحِ مکہ کے دن قبیلہ اَشجع کا جھنڈا آپ اٹھائے ہوئے تھے۔

مسلمان عورت کی حفاظتِ عزت کے سلسلے کا یادگار واقعہ: حافظ ابن حجرؒ نے ''الاصابہ'' میں آپ سے متعلق ایک واقعہ ابوعبید کی ''کتاب الاموال'' سے نقل کیا ہے، جس کی تفصیل یہ ہے کہ:

''حضرت عمر فاروقؓ ایک مرتبہ ملکِ شام تشریف لے گئے، ایک یہودی آپ کی مجلس میں زخمی، خون آلود حالت میں شکایت لے کر پہنچا، کہنے لگا کہ: ایک مسلمان نے میرے ساتھ یہ سلوک کیا ہے، جو آپ دیکھ رہے ہیں۔ حضرت عمرؓ یہ دیکھ کر بہت ہی غصہ ہوئے، فی الفور حضرت صہیب رومیؓ سے فرمایا: جاؤ واقعہ کی تحقیق کرو اور مجرم کو میرے پاس لے آؤ۔ چنانچہ تحقیق کرنے پر حضرت عوف بن مالکؓ کا نام نکلا، صہیب رومیؓ نے عوف بن مالکؓ سے کہا کہ: امیر المؤمنین بہت ہی غضب ناک ہیں، مناسب ہے کہ معاذ بن جبلؓ سے اِس بارے میں گفتگو کر لی جائے؛ تاکہ وہ حضرت عمرؓ سے کچھ کہہ سکیں، مجھے یہ ڈر ہے کہ کہیں وہ عجلت میں کوئی ناگوار فیصلہ صادر نہ فرمادیں۔ ادھر حضرت عمرؓ نے نماز سے فارغ ہوتے ہی حضرت صہیبؓ سے دریافت فرمایا کہ: مجرم کا پتہ چلا؟ جواب دیا: جی ہاں! اس کے بعد فوراً معاذ بن جبلؓ کھڑے ہو کر کہنے لگے: اے امیر المؤمنین! وہ صاحبِ واقعہ عوف بن مالکؓ ہیں؛ لیکن پہلے آپ ان کی بات سن لیں، پھر کوئی فیصلہ صادر فرمائیں۔ چنانچہ

حضرت عمرؓ نے حضرت عوفؓ سے قصہ معلوم کیا۔

حضرت عوفؓ نے فرمایا کہ: میں نے اس یہودی کو دیکھا کہ وہ ایک مسلمان عورت کو (کرایہ کے) گدھے پر سوار کر کے لے جارہا تھا (درمیانِ راہ) ارادۂ بد کے پیشِ نظر سواری کو بھڑکایا تاکہ عورت گر جائے؛ لیکن عورت نہ گری، تو اس نے بے چاری عورت کو دھکا دے کر گرادیا اور عورت کے ساتھ برا سلوک کیا (غَشِيَهَا أَوْ أَكَبَّ عَلَيْهَا) یہ سنتے ہی حضرت عمرؓ نے تصدیق طلب کی اور حکم دیا کہ: اُس عورت کو لے آؤ۔ فی الفور حضرت عوفؓ اس کے گھر پہنچے، اور واقعہ کی اطلاع دی، اُس عورت کے شوہر اور والد؛ ہر دو نے عوفؓ سے کہا: ایسا لگتا ہے کہ آپ ہمارے خاندان کو رسوا کردیں گے؟ مگر عورت کہنے لگی: بخدا! میں تو حضرت عمرؓ کے پاس اِن کے ساتھ جاؤں گی، بالآخر وہ دونوں بھی رضامند ہو گئے اور کہا کہ: ٹھیک ہے؛ لیکن تیری جگہ ہم دونوں جاتے ہیں، اس طرح دونوں حضرت عمرؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور حضرت عوفؓ کے نقل کردہ واقعہ کی تصدیق فرمائی۔ اس کے بعد حضرت عمرؓ نے یہودی کو سولی دینے کا حکم نافذ کیا، اور ساتھ ہی یہودی سے فرمایا کہ: ہم نے تم سے ان چیزوں پر صلح نہیں کی؟ (مَا عَلٰى هٰذَا صَالَحْنَاكُمْ)''

حضرت سوید بن غفلہؓ فرماتے ہیں کہ: یہی وہ یہودی ہے جس کو اسلام میں سب سے پہلے سولی دی گئی۔

مرویات: آپ کی کل مرویات: ۶۷ ر ہیں۔

وفات: آپ کی وفات ۷۳ھ عبدالملک بن مروان کی خلافت میں ہوئی۔

(الاصابہ ج: ۴، ص: ۶۱۷، اسماء الصحابۃ الرواۃ ص: ۷۰)

۲۶ حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ

نام ونسب: عثمان بن حنیف بن واہب بن العکیم بن ثعلبہ بن الحارث بن مجدعہ

الانصاری الاوسی۔

احوال ومناقب: (۱)بقولِ ترمذی آپ بدری ہیں، اور جمہور فرماتے ہیں: آپ سب سے پہلے اُحد میں شریک ہوئے۔ (۲) حضرت عمر فاروقؓ نے ''کوفہ'' فتح ہوجانے کے بعد زمین کی پیمائش پر آپ کو مقرر فرمایا۔ صحیح بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ: ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے ان سے اور حضرت عمارؓ سے یہ دریافت کیا کہ: آپ دونوں حضرات نے کوفہ کی زمین سے نکلنے والے غلہ کا ٹیکس اس کی حیثیت سے زیادہ تو مقرر نہیں کیا؟ اِس سے معلوم ہوا کہ آپ خراج وجزیہ وغیرہ کے عامل بھی بنائے گئے تھے۔ (۳) حضرت علیؓ نے واقعہ جمل سے پہلے آپ کو بصرہ کا عامل بنایا؛ مگر حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ کا وہاں قبضہ ہو گیا، تو دوبارہ کوفہ تشریف لے آئے اور حضرت معاویہؓ کے زمانہ تک وہیں رہے۔

وفات: اور وہیں دورِ معاویہؓ میں آپ کی وفات ہوئی۔

(الاصابہ ج: ۴، ص: ۳۰۷، الاکمال فی اسماء الرجال ملحقہ بمشکوٰۃ ص: ۶۰۲)

﴿۲۷﴾ حضرت ابراہیم بن حارث تیمی رضی اللہ عنہ

نام ونسب: ابراہیم بن حارث بن خالد بن صخر بن عامر بن کعب بن تیم بن مرہ القرشی التیمی۔

ہجرت اور ایک تاریخی احتساب: بقولِ امام بخاریؒ: انہوں نے اپنے والد صاحب کے ساتھ ہجرت فرمائی، اور بقولِ ابن مندہؒ محمد بن ابراہیم کا یہ بیان ہے کہ: میرے والد مہاجرین میں سے ہیں؛ لہٰذا ابن عبدالبرؒ نے مصعب کے حوالہ سے جو نقل کیا ہے کہ: ''حارث بن خالد جب حبشہ ہجرت کر کے گئے تو وہاں موسیٰ، زینب اور ابراہیم تینوں کی ولادت ہوئی اور یہ تینوں اولاد وہیں وفات پا گئیں''؛ یہ بیان ناقابلِ قبول ہے؛ کیوں کہ کتبِ تاریخ میں یہ صراحت ہے کہ ابراہیم بن حارث کے محمد نامی ایک صاحبزادے تھے، اور اسی صاحبزادے نے اپنے والد سے متعلق یہ نقل کیا ہے کہ: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابراہیمؓ کو

سریہ میں روانہ فرمایا ہے۔ جیسا کہ ابن مندہؒ نے بسندِ صحیح اس کو بیان کیا ہے، دریں صورت کیسے ممکن ہے کہ اس ابراہیم کا بچپن ہی میں بمقام حبشہ انتقال ہو گیا ہو؛ البتہ حافظ ابن حجرؒ نے ایک تاویل یہ کی ہے کہ: ممکن ہے محمد کے والد ابراہیمؓ اور حبشہ میں وفات پانے والے ابراہیم دونوں الگ الگ ہوں۔ واللہ اعلم (الاصابہ ج:۱،ص:۱۷۲)

﴿۲۸﴾ حضرت عبدالرحمٰن بن خَنبَش تمیمی رضی اللہ عنہ

نام و نسب: آپ کے نام میں دو قول ہیں: عبدالرحمٰن اور عبداللہ، اسی طرح ابن حبانؒ نے والد کے نام میں ایک قول حُبشی نقل کیا ہے، یہ درحقیقت تصحیف ہے، البتہ ابونعیمؒ نے خنیس نقل کیا ہے؛ مگر بقول ابن حجرؒ ''خنبش'' ہی اَثبت ہے۔ (الاصابہ ج:۴،ص:۲۵۴)

﴿۲۹﴾ حضرت محمد بن حاطب رضی اللہ عنہ

نام و نسب: محمد بن حاطب بن الحارث بن معمر بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح القرشي الجمحي۔ کنیت: ابوابراہیم اور ابووہب تھی۔ والدہ کا نام: ام جمیل بنت المجلل العامریۃ ہے۔

احوال: (۱) آپ کے ساتھ آپ کے بھائی حارث، والدین اور چچا خطابؓ کو شرف صحابیت حاصل ہوا۔ آپ کے والدین نے حبشہ ہجرت فرمائی اور والد محترم کا وہیں انتقال ہو گیا۔ (۲) آپ کی ولادت کشتی میں ہوئی؛ یہ قول ابن حجرؒ کے نزدیک مستند ہے؛ اسی لیے آپ نے فرمایا کہ: محمد کے بارے میں جو مشہور ہے کہ حبشہ میں ولادت ہوئی یہ مجاز پر محمول ہے، صحیح یہ ہے کہ حبشہ پہنچنے سے پہلے آپ کی ولادت ہوئی۔ (۳) حدیث میں آتا ہے کہ: ایک مرتبہ آپ کی والدہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آپ کو لے کر حاضر ہوئی اور فرمایا: یہ محمد بن حاطب ہے اور سب سے پہلے آپ کے نام پر ان کا نام ''محمد'' رکھا گیا ہے۔ (۴) ''الاصابہ'' میں لکھا ہے کہ: حضرت اسماء بنت عمیس اور آپ کی والدہ ایک دوسرے

کے بچے کو دودھ پلا دیا کرتی تھیں؛ اسی وجہ سے ان دونوں (عبد اللہ بن جعفرؓ اور محمد بن حاطبؓ) کے مابین مرتے دم تک اچھے تعلقات رہے۔

وفات: آپ کی وفات مکہ میں ۸۴ھ میں ہوئی، اور ایک قول کے مطابق ۸۶ھ میں ہوئی۔

(الاصابہ ج:۱،ص:۱۸۰،الاکمال فی اسماء الرجال ملحقہ بمشکوٰۃ ص/۵۸۶)

﴿۳۰﴾ حضرت عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ

نام ونسب: عتبہ بن غزوان بن جابر بن وہب المازنی۔

احوال: (۱) آپ اولین مسلمانوں میں سے ہیں۔ اولاً حبشہ کی ہجرت فرمائی، پھر وہاں سے حضرت مقدادؓ کے ساتھ مدینہ پاک تشریف لائے اور بدر وغیرہ میں شرکت فرمائی۔ (۲) دراز قد اور بڑے خوبصورت تھے۔ (۳) حضرت عمرؓ نے آپ کو بصرہ کا عامل بنایا؛ لیکن چند دنوں کے بعد مدینہ آکر حضرت عمرؓ کی خدمت میں استعفیٰ نامہ پیش کیا؛ لیکن آپ نے قبول نہیں فرمایا۔ چنانچہ دوبارہ واپس ہوئے۔

وفات وعمر: مگر راستہ ہی میں ۱۷ھ یا ۲۰ھ میں وفات ہوگئی، آپ نے ۵۷/سال کی عمر پائی۔

(الاصابہ ج:۴،ص:۳۶۳،الاکمال فی اسماء الرجال ملحقہ بمشکوٰۃ ص/۶۰۶)

﴿۳۱﴾ حضرت ذی الجوشن رضی اللہ عنہ

نام ونسب اور اختلاف: آپ کے نام میں چند اقوال ہیں: اوس بن الاعور، عثمان بن نوفل، شرحبیل بن الاعور۔ سلسلہ نسب: ذوالجوشن بن الاعور بن عمرو بن معاویہ بن کلاب بن ربیعہ بن عامر العامری الکلابی الضبابی۔ ''ذوالجوشن'' آپ کا لقب ہے۔ جوشن کے دو معنی ہیں: (۱) سینہ اور (۲) زرہ۔ ایک قول یہ ہے کہ آپ کا سینہ اُبھرا ہوا تھا، دوسرا قول یہ

ہے کہ شاہِ فارس کسریٰ نے آپ کو زرہ دیکر اکرام کیا تھا۔

احوال ومناقب: (۱) آپ سب سے پہلے وہ عربی ہیں جنہوں نے جوشن (زرہ) کو استعمال کیا؛ اسی وجہ سے ذی الجوشن لقب ہوا۔ (۲) آپ بہترین شاعر اور عمدہ گھوڑ سوار تھے۔ آپ سے ایک ہی حدیث مروی ہے جو امام ابوداؤد میں بطریق ابو اسحاق موجود ہے۔ (۳) آپ کے لڑکے کا نام: شمر تھا، چنانچہ آپ کے بارے میں دارقطنی فرماتے ہیں: هُوَ وَالِدُ شِمْرِ بْنِ ذِي الْجَوْشَنِ قَاتِلِ الْحُسَيْنِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ. (تہذیب التہذیب ج/۲ ص: ۱۳۲، اسماء الصحابۃ الرواۃ ص: ۲۶۳، کتاب التذکرۃ للمعرفۃ رجال الکتب العشرۃ ج:۱،ص:۴۶۲)

﴿۳۲﴾ حضرت ابو مِعْلَق رضی اللہ عنہ

یہ انصاری صحابی ہیں۔ اصحابِ تراجم نے آپ کے احوال میں مشہور ومعروف چور والے قصے (جسے کتاب کے سات نمبر کی دعا کے ذیل میں بیان کیا ہے) ہی پر اکتفا کیا ہے۔

ضبط اور اختلاف: اور ضبط کی نشاندہی کرتے ہوئے یہ لکھا ہے کہ: یہ ابو مِعْلَق ہیں (بکسر المیم وسکون العین) ابو مُعلَّق (لام کی تشدید کے ساتھ) نہ پڑھا جاوے۔ اسد الغابہ کے حاشیہ میں شیخ عادل احمد الرفاعی نے ایک بات اور نقل کی ہے کہ: جو بعض نسخوں میں ابو معلق کے بجائے ابو مَعقل لکھا ہے، یہ غلط ہے۔

(اسد الغابہ ج:۶،ص:۱۱۰، الاصابہ ج:۷،ص:۳۱۳، الاستیعاب ج:۴،ص:۳۲۳)

﴿۳۳﴾ حضرت یعلیٰ بن مرہ رضی اللہ عنہ

نام ونسب: یعلی بن مرہ بن وہب بن جابر بن عتاب بن کعب بن عمرو بن سعد بن عوف بن ثقیف الثقفی۔ آپ کی کنیت: ابو المرازم ہے۔

احوال: خیبر اور اس کے بعد کی جنگوں میں آپ کی شرکت رہی، بقولِ ابو عمر: آپ بڑے صحابہ میں سے تھے۔

(الاصابہ ج:۶،ص:۵۴۰، الاکمال فی اسماء الرجال ملحقہ بمشکوٰۃ ص/۶۲۳)

﴿۳۴﴾ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما

نام ونسب اور ولادت: حسن بن علی بن ابی طالب بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف الہاشمی ۔"ابو محمد" کنیت، والدۂ ماجدہ کا نام: حضرت فاطمۃ الزہراءؓ۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نواسے ہیں۔ آپ کی ولادت ۳ھ ۱۵؍ رمضان المبارک کو ہوئی۔ کسی نے ۴ھ اور کسی نے ۵ھ کو بھی نقل کیا ہے۔ نیز ماہِ رمضان کے علاوہ ماہِ شعبان کا بھی قول منقول ہے؛ مگر ۳ھ ماہِ مبارک والا قول ہی زیادہ صحیح ہے۔ آپ حضرت حسینؓ کی بنسبت ایک سال بڑے تھے، بوقتِ وفاتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ آٹھ سال کے تھے۔

فضائل ومناقب: کچھ روایات میں مشترکہ طور پر دونوں ہی نواسوں کے متعلق مناقب کا ذکر ہے؛ مگر یہاں سرِ دست تین روایات وہ ذکر کی جارہی ہیں، جو حضرت حسنؓ کے تذکرے پر مشتمل ہے:

(۱) حضرت عقبہ بن حارثؓ فرماتے ہیں کہ: ایک مرتبہ حضرت ابوبکر صدیقؓ عصر کی نماز پڑھا کر باہر کو تشریف لائے، اس وقت آپؓ کی نظر حضرت حسنؓ پر پڑی جو وہاں بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے، آپؓ نے پیار ومحبت کے ساتھ حضرت حسنؓ کو اٹھا کر اپنے کندھے پر بٹھایا پھر فرمانے لگے: "بِأَبِيْ شَبِيْهٌ بِالنَّبِيِّ لَا شَبِيْهٌ بِعَلِيٍّ، وَعَلِيٌّ يَضْحَكُ" بخدا! آپ تو حضورِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشابہ ہیں، نہ کہ حضرت علیؓ کے۔ یہ سن کر حضرت علی ہنستے رہے۔ (بخاری شریف ج:۱ ص: ۵۳۰) معلوم ہوا آپ شکل وصورت میں اللہ کے نبی علیہ الصلاۃ والتسلیم کے ساتھ بہت زیادہ مشابہت رکھتے تھے۔

(۲) حضرت ابوبکرہؓ سے مروی ہے کہ: میں نے ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو منبر پر اِس حالت میں دیکھا کہ آپ کے پہلو میں حضرت حسنؓ بیٹھے ہوئے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گفتگو کرتے ہوئے کبھی لوگوں کو دیکھتے اور کبھی حضرت حسنؓ کو اپنی رحمت بھری نظروں سے نوازتے، اسی وقت میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: "إِنَّ ابْنِيْ هٰذَا سَيِّدٌ،

وَلَعَلَّ اللهَ أَنْ يُصْلِحَ بِهٖ بَيْنَ فِئَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ''میرا یہ بیٹا تو سردار ہے اور عنقریب اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے سے مسلمانوں کی دو بڑی جماعت میں سمجھوتہ کرادیں گے۔

(بخاری شریف ج:۱ص:۵۳۰)

(۳) حضرت اسامہ بن زیدؓ فرماتے ہیں کہ: ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے اور حضرت حسنؓ کو اپنے دستِ مبارک میں پکڑنے کے بعد اللہ کے جناب میں یوں عرض کیا: ''اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ أُحِبُّهُمَا فَأَحِبَّهُمَا'' اے اللہ! میں اِن دونوں سے محبت کرتا ہوں، آپ بھی اِن دونوں کو اپنا محبوب بنالیں۔ (بخاری شریف ج:۱ص:۵۳۰)

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے ایک روایت ''الاصابہ'' میں اس طرح نقل کی ہے کہ: ہلال بن حسان فرماتے ہیں کہ: جب حضرت حسنؓ نے امیرِ معاویہ کے ساتھ مصالحت کرنے کا پختہ اِرادہ فرمالیا، تو اہلِ عراق کے سرداروں کو مدائن کے محل میں جمع کرتے ہوئے یہ فرمایا: آپ لوگوں نے اِس شرط کے ساتھ مجھ سے بیعت لی تھی، کہ جس سے میں صلح کروں، تم بھی اُن سے صلح کروگے اور جس سے میری جنگ ہو، اُن کے ساتھ تم بھی جنگ کروگے، اب اِس وقت میں امیرِ معاویہ کے ہاتھ بیعت کرچکا ہوں؛ لہٰذا آپ لوگ اب اُن کی سنو اور مانو۔ (الحدیث)

اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشین گوئی کہ: ''میرے اِس بیٹے کے ذریعے دو بڑی جماعتوں میں جوڑ پیدا ہوگا'' پوری ہوئی۔

مرویات: کل روایات: ۱۳ ہیں۔

وفات وتدفین: ۵۰ھ میں پوری سازش کے ساتھ آپ کو سمِ قاتل دیا گیا، جس کی وجہ سے دل کے ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے، زہر کھانے کے تیسرے ہی دن آپ کی وفات ہوئی۔ بوقتِ وفات ۴۷ یا ۴۸ سال کی عمر تھی، سنِ وفات میں اختلاف ہے ۵۰، ۵۱، ۴۹، ۵۸ھ۔

حضرت امام واقدیؒ فرماتے ہیں کہ: حضرت حسنؓ کے جنازے میں میں شریک تھا، مجمع اِس قدر تھا کہ اگر کوئی سوئی ڈالی جاتی، تو وہ کسی انسان کے سر ہی گرتی ''فَرَأَيْتُ الْبَقِيْعَ

وَلَوْ طُرِحَتْ فِيهِ إِبْرَةٌ مَّا وَقَعَتْ إِلَّا عَلَىٰ رَأْسِ الْإِنْسَانِ''۔
(الاصابہ ج:۱ص:۳۲۸، الاکمال فی اسماء الرجال ص:۵۹۰،صحیح بخاری ج:۱ص:۵۳۰)

﴿۳۵﴾ حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما

نام ونسب اور ولادت: حسین بن علی بن ابی طالب بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف الہاشمی۔ آپ کی کنیت: ابو عبد اللہ، آپ کی ولادت ماہِ شعبان میں ۴ھ میں ہوئی۔ بعض نے ۵ھ وغیرہ جو بیان کیا ہے، وہ قولِ ضعیف ہے۔

ابھی آپ شکمِ مادر میں تھے کہ حضرت حارث ؓ کی صاحبزادی نے خواب دیکھا: کسی نے رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسمِ اطہر کا ایک ٹکڑا کاٹ کر ان کی گود میں رکھ دیا، انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں نے ایک بہت ہی بھیانک خواب دیکھا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواب سن کر فرمایا کہ: یہ تو نہایت مبارک خواب ہے، فاطمہ کے یہاں لڑکا پیدا ہوگا اور تم اسے گود میں لوگی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ (المستدرک للحاکم ج:۳ص:۱۷۶)

فضیلت ومنقبت: حضراتِ صحابۂ کرام ؓ کے نزدیک بہت ہی محبوب ومنظور تھے۔ چنانچہ دورِ عمری کا ایک واقعہ ہے، (۱) عبید بن حنین فرماتے ہیں کہ: خود مجھے حضرت حسین بن علی ؓ نے یہ سنایا کہ: ایک مرتبہ حضرت عمر ؓ منبر نبوی پر خطبہ دے رہے تھے، حضرت حسین ؓ آئے اور منبر پر چڑھ کر فرمایا: ''إنزل عن منبر أبي، واذهب إلى منبرِ أبيك'' میرے باپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منبر سے اترو اور اپنے باپ کے منبر پر جاؤ۔ حضرت عمر ؓ نے فرمایا: ''لم يكن لأبي منبرٌ'' میرے باپ کا تو کوئی منبر ہی نہیں تھا۔ اس کے بعد اپنے قریب بٹھا لیا، خطبہ تمام کرنے کے بعد حضرت حسن ؓ کو اپنے ساتھ گھر لے گئے، راستے میں پوچھا کہ: ''منْ علَّمَكَ؟'' یہ تم کو کس نے سکھایا تھا؟ حضرت حسین ؓ نے جواب دیا: ''والله! ما علَّمَني أحدٌ'' بخدا! مجھے کسی نے نہیں سکھایا۔ حضرت عمر ؓ نے فرمایا: ''بأبي لو جعلْتَ تغشانا'' بخدا! کبھی کبھی میرے پاس آیا کرو۔

چنانچہ اِس اِرشاد کے مطابق ایک مرتبہ حضرت حسینؓ حضرت عمرؓ کے یہاں پہنچے، تو دیکھا کہ حضرت عمرؓ معاویہؓ کے ساتھ تنہائی میں گفتگو کر رہے ہیں اور ابن عمرؓ دروازے پر کھڑے ہیں، بس حضرت حسینؓ بھی ابن عمرؓ کے پاس کچھ دیر کھڑے ہو کر انتظار کیا پھر ملے بغیر واپس چلے آئے، بعد میں جب حضرت عمرؓ سے ملاقات ہوئی، تو فرمایا: ''تم کیوں نہیں آئے؟'' (لم أرك) توانہوں نے جواب دیا: ''یا أمیرَ المؤمنین! إنی جئتُ وأنْتَ خالٍ بمُعاویۃَ، فرجعتُ مع ابنِ عمر'' میں تو حاضر ہوا تھا؛ مگر آپ حضرت معاویہ کے ساتھ محوِ گفتگو تھے؛ اس لیے عبداللہ بن عمرؓ کے پاس کچھ دیر رہ کر ان کے ساتھ واپس لوٹ گیا۔ فرمایا: تم کو ابن عمر کا ساتھ دینے کی ضرورت کیا تھی؟ تم ان سے زیادہ حق دار ہو، جو کچھ ہماری عزت ہے وہ خدا کے بعد تمہی لوگوں کی دی ہوئی ہے۔ (الاصابۃ ج:۱ص:۳۳۲)

(۲) حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ: شہادت کے بعد جب حضرت حسینؓ کا سرِ مبارک امیرِ کوفہ: عبیداللہ بن زیاد کے پاس ایک طشت میں رکھ کر لایا گیا، تو عبیداللہ کو دیکھا کہ کسی تنکے کو لے کر آپ کے رخسار کو چھید رہا ہے اور آپ کے حُسن پر لب کشائی کر رہا ہے، بس حضرت انسؓ سے رہا نہ گیا، آپ نے فرمایا: ''کانَ أشبھَھُم برسولِ اللہ ﷺ'' ارے! یہ تو اللہ کے نبی سے مشابہت رکھنے والوں میں سب سے زیادہ مشابہت رکھنے والے ہیں۔

(بخاری شریف ج:۱ص:۵۳۰)

(۳) ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا حلقۂ درس مکہ میں مطاف میں لگا ہوا تھا، ایک صاحب نے آکر مسئلہ معلوم کیا کہ: حالتِ احرام میں اگر کوئی شخص مکھی کو مار دے تو کیا حکم ہے؟ آپ کو بے تکا سوال سن کر تعجب ہوا، مگر جب یہ معلوم ہوا کہ یہ سائل تو عراق کا باشندہ ہے، تو فرمایا کہ: آپ لوگ مکھی قتل کرنے کا سوال کرتے ہو، نبی کے نواسے کو قتل کر دیا، اُس پر غیرت نہ آئی؟ جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے متعلق یہ فرمایا تھا کہ: ''ھما ریحانتای من الدنیا'' یہ تو میرے دو پھول ہیں۔ (بخاری شریف ج:۱ص:۵۳۰)

قصۂ شہادت: آپ کی شہادت کا واقعہ- جو واقعۂ کربلا ہے- مشہور ہے، جس

کی سنگینی کا اندازہ حضرت ابراہیم نخعیؒ کے اِس ملفوظ سے لگایا جا سکتا ہے، آپ فرماتے ہیں: اگر میں قاتلانِ حسینؓ میں سے ہوتا اور پھر کسی طرح جنت میں داخلہ ہوتا، پھر بھی مجھے شرم وحیا آتی اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے چہرا ملانے سے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نواسے کو میں نے قتل کیا ''لو كنتُ فيمن قاتلَ الحسينَ ثُمَّ أدخِلتُ الجنةَ لاستحييتُ أن أنظرَ إلى وجهِ رسولِ الله ﷺ''.

مرویات: کل روایات ۸؍ ہیں۔

وفات اور تاریخی لطیفہ: ۶۱ھ بروزِ جمعہ ۱۰؍ محرم الحرام آپ کی شہادت ہوئی۔ قاتل کے بارے میں اقوال ہیں: کسی نے کہا: سنان بن انس النخعی۔ دوسرا قول ہے: سنان بن ابی سنان۔ اور تیسرا قول ہے: شمر بن ذی الجوشن۔ آپ کے ساتھ میدانِ کربلا میں خود آپ ہی کے خاندان کے ۲۳؍ نفر اللہ کو پیارے ہوئے، بوقتِ شہادت آپ کی عمر ۵۸؍ سال کی تھی۔

عجیب اتفاق کہ جس عبد اللہ بن زیاد کے دائرۂ اِمارت میں اس کے اشارے پر آپ کا قتل ہوا، ٹھیک اس عبد اللہ کو ۶۷ھ میں عاشوراء ہی کو ابراہیم بن مالک نے قتل کر دیا اور اس کے سر کو مختار کے پاس پہنچایا۔ چنانچہ مختار نے عبد اللہ بن زبیر کو پہنچایا اور عبد اللہ بن زبیر نے حضرت علی بن الحسین یعنی امام زین العابدین کو پہنچایا۔

(الاصابہ ج:۱ ص:۳۳۱، الاکمال فی اسماء الرجال ص:۵۹۰، بخاری شریف ج:۱ ص:۵۳۰)

صحابیات

﴿۳۶﴾ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

نام ونسب اور ولادت: عائشہ بنت ابوبکر، والدہ کا نام: ام رومان بنت عامر بن عویمر الکنانیہ۔ بعثت نبوی کے چار یا پانچ سال بعد آپ کی ولادت ہوئی۔

کنیت اور وجہِ کنیت: [الف] آپ کے بھانجے عبد اللہ بن زبیر کا لحاظ کرتے ہوئے حضرت عائشہ کی کنیت: ''ام عبد اللہ'' تھی۔ ابن ماجہ اور ابوداؤد کی روایت سے پتہ چلتا ہے کہ یہ کنیت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تجویز فرمائی تھی۔ [ب] ابوداؤد شریف کی حدیث یہ ہے کہ: حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ: اے اللہ کے رسول! میری ساری سوکنوں کے لیے تو کنیت ہے۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا: ٹھیک ہے اپنی کنیت ''ام عبد اللہ'' رکھ لو۔

(ابوداؤد ص:۶۷۹)

نکاح ورخصتی: آپ کا نکاح اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حضرت خدیجہؓ کی وفات کے بعد ہجرت سے تین سال قبل ہوا، اُس وقت آپ کی عمر چھ سال کی تھی، تین سال کے بعد نو سالہ عمر میں بماہِ شوال ۱ھ میں رخصتی ہوئی، اور ایک قول کے مطابق ۲ھ میں۔ اور بوقتِ وفاتِ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کی عمر: ۱۸ رسال تھی۔

پیغامِ نکاح کا واقعہ: حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ: جب حضرت خدیجہؓ کا انتقال ہوا، تو حضرت عثمان بن مظعونؓ کی اہلیہ خولہ بنت حکیمؓ بن الاوقص نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کہ: اے اللہ کے رسول! کیا آپ شادی نہیں فرمائیں گے؟ جواب دیا: کس سے کروں؟ حضرت خولہؓ نے بتایا: آپ جس سے چاہیں: کنواری یا شادی شدہ سے (ہر دو موجود ہیں)۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا کہ: وہ کون ہیں؟ جواب دیا: کنواری تو عائشہ، اور شادی شدہ سودہ بنت زمعہ؛ یہ سن کر خولہ سے کہا کہ: جا اور دونوں ہی کو پیغام نکاح پہنچا دے۔

چنانچہ وہ سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے مکان پر پہنچی اور ام رومان کو دیکھتے ہی کہا: اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے کتنا ہی اچھا خیر و برکت کا ارادہ کر رکھا ہے! پوچھا: وہ کیا ہے؟ جواب دیا: اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عائشہ کے ساتھ نکاح کا پیغام دے کر مجھے بھیجا ہے؛ یہ سن کر اُم رومانؓ خوش ہو کر کہنے لگی: میں بھی یہی چاہتی ہوں؛ مگر حضرت ابوبکرؓ کا انتظار کرو۔ کچھ دیر میں جب حضرت ابوبکرؓ پہنچے اور ان کو اِس کی اطلاع دی گئی، تو حضرت ابوبکرؓ نے کہا: عائشہ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بھتیجی ہے، دریں صورت کیا نکاح ہو سکتا ہے؟ (رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ کے درمیان تعلق شدید تھا، جس کو عرفاً اخوت سے تعبیر کیا جاتا ہے، اپنے گمان میں سمجھا کہ یہ اخوت اخوتِ حقیقی کے مانند ہے؛ اس لیے نکاح کے سلسلہ میں اشکال پیش آیا)۔

خولہ نے حضرت ابوبکرؓ کی یہ بات حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچائی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ابوبکر سے کہہ دیں کہ: آپ دینِ اسلام کے اعتبار سے میرے بھائی ہیں (نسبی بھائی نہیں ہیں) لہٰذا آپ کی بیٹی میرے لیے حلال ہے۔ چنانچہ اس کے بعد ابوبکرؓ نے آپ سے نکاح کرا دیا۔

مناقب: (۱) آپ بہت ہی زیادہ صاحبِ علم وفضل تھیں۔ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ فرماتے ہیں کہ: ہمیں جب بھی کسی مسئلہ میں پریشانی ہوتی، تو اس کے متعلق حضرت عائشہؓ سے دریافت کرتے، تو ان کے یہاں سے ہمیں مسئلہ کی صحیح رہنمائی مل جاتی۔ مسروق تابعیؒ فرماتے ہیں: میں نے اکابرِ صحابہ کو دیکھا کہ ''علم الفرائض'' میں آپ سے سوال کرتے تھے۔ امام زہریؒ کا بیان ہے کہ: حضرت عائشہؓ کے علم کو باقی جملہ امہات المؤمنین اور جملہ صحابیات کے علم سے موازنہ کیا جائے، تو عائشہ کا علم سب سے بڑھ جائے گا۔ (۲) آپ کی راست گوئی، عفت و پاکدامنی پر تو خود قرآنی آیاتِ اِفک اور اس کا پسِ منظر شاہد ہے؛ یہی وجہ ہے کہ حضرت مسروقؒ جب بھی آپ کا تذکرہ کرتے، تو یہ فرماتے: ''حَدَّثَتْنِي الصَّادِقَةُ ابْنَةُ الصِّدِّيقِ حَبِيْبَةُ حَبِيْبِ اللهِ'' راست گو (ابوبکرؓ) کی بیٹی راست گو (عائشہؓ) اللہ کے

محبوب (محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی چہیتی نے مجھے یہ حدیث سنائی۔

(۳) نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو آپ سے بڑا ہی قلبی لگاؤ تھا؛ اسی لیے حضرات صحابہ اپنا ہدیہ حضرت عائشہؓ کی باری میں بھیجنا پسند کرتے تھے؛ تاکہ اس نسبت سے یہ ہدیہ اور صاحبِ ہدیہ کی قبولیت نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے یہاں ہو جائے۔ (۴) حضرت عائشہؓ بذات خود اپنے کچھ مناقب ازراہِ تحدیثِ نعمت اس طرح بیان فرماتی تھیں:

[الف] ازواج میں میرے سوا کوئی کنواری نہیں تھی۔

[ب] میرے سوا کسی بھی زوجۂ محترمہ کے والدین مہاجر نہیں تھے۔

[ج] حضرت جبرئیل امین نے نکاح سے قبل میری شکل وصورت ریشمی کپڑے پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں بغرضِ اطلاع پیش کی۔

[د] میری براءت آسمان سے نازل ہوئی۔

[ھ] میرے سوا کسی اور کے لحاف میں وحی نازل نہیں ہوئی۔

[و] نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی وفات میرے ہی کمرے میں، میری ہی باری میں اِس حالت میں ہوئی کہ آپ کے سرِ مبارک کو میں اپنے گلے اور سینہ کے درمیان لگائے ہوئے تھی۔

[ز] میرے ہی کمرے میں آپ مدفون ہوئے۔

وفات: حضرت عائشہؓ کی وفات دورِ معاویہؓ میں مدینہ پاک ۱۷/رمضان بروز منگل ۵۸ھ میں ہوئی، اس وقت مدینہ پاک کا حاکم مروان تھا اور بقیع میں دفن ہوئیں، حضرت ابو ہریرہؓ نے نماز جنازہ پڑھائی۔

(الاصابہ ج:۸، ص:۲۳۱، الاکمال فی اسماء الرجال ملحقۃ بمشکوٰۃ ص/۶۱۲، ابوداؤد شریف ص:۶۷۹)

﴿۳۷﴾ حضرت زینب بن جحش رضی اللہ عنہا

نام ونسب: زینب بنت جحش الاسدیہ۔ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپھی اُمیمہ بنت عبدالمطلب کی بیٹی تھیں، یعنی آپ کی پھوپھی زاد بہن تھیں۔

قصۂ نکاح: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجیت میں آنے سے پہلے آپ کے مُتَبَنّٰی اور آزاد کردہ غلام زید بن حارثہ کے عقد میں تھیں، باہمی موافقت نہ ہونے کی وجہ سے زید نے ان کو طلاق دے دی، حضرت زیدؓ چوں کہ موالی میں سے تھے اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا ایک نہایت شریف اور معزز خاندان سے تھیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپھی زاد بہن تھیں، اور عرب کا یہ دستور تھا کہ موالی (آزاد کردہ غلاموں) سے مناکحت کو اپنے لیے باعثِ ننگ وعار سمجھتے تھے؛ اس لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب حضرت زینب سے اپنے آزاد کردہ غلام زید بن حارثہ کا پیغام دیا، تو حضرت زینب اور ان کے بھائی (عبداللہ بن جحشؓ) نے صاف انکار کر دیا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی:

﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ۭ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ۝۳۶﴾

اِس آیت کے نزول پر دونوں راضی ہو گئے اور حضرت زیدؓ کا نکاح حضرت زینبؓ کے ساتھ ہو گیا؛ مگر طبعی ناموافقت کے سبب گھر میں باہم لڑائی ہوتی رہی، بارہا حضرت زیدؓ نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں زینبؓ کی بے رخی کا شکوہ فرمایا؛ بالآخر ایک مرتبہ یہ کہہ دیا کہ: میں تو زینب کو چھوڑ دیتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو طلاق دینے سے منع فرمایا؛ مگر آپ کو بھی یہ اندازہ ہو گیا تھا کہ یہ مفارقت ہونی ہی ہے، اور پہلے سے آپ نے سوچ لیا کہ اگر زیدؓ نے طلاق دیدی تو زینب کی دلجوئی کی اِس کے سوا کوئی شکل نہیں کہ میں ہی نکاح کر لوں۔ ادھر جب حضرت زیدؓ نے طلاق دے دی، تو زینب کی عدت کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے نکاح فرمایا؛ بلکہ زیدؓ ہی کو پیغام نکاح دے کر بھیجا، حضرت زینبؓ نے جواب کو

استخارہ پر موقوف کیا، اور وہ اس میں مشغول ہوگئیں، اسی کی برکت تھی کہ اللہ تعالیٰ نے ہی آسمان پر انکا نکاح فرما دیا، جس کا اعلان زمین پر قرآن پاک کی اس آیت کریمہ: ﴿فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا﴾ سے کیا گیا۔ زینبؓ کو جب اس کی اطلاع ہوئی تو سجدۂ شکر ادا کیا، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شب عروسی کے بعد ولیمہ کا اس قدر اہتمام فرمایا کہ کسی اور زوجۂ محترمہ کے ولیمہ میں ایسا اہتمام نہیں ملتا، بکری ذبح فرمائی اور لوگوں کو باقاعدہ حضرت انسؓ کی معرفت مدعو کیا اور اس ولیمہ کا ذکر قرآن کریم میں بھی کیا گیا ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ اِلَّآ اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰى طَعَامٍ﴾ [الآية]

اسی لئے تو حضرت زینبؓ بطور تحدیث بالنعمۃ ازواجِ مطہرات سے فرماتیں کہ: تمہارا نکاح تو تمہارے اولیا نے کیا، اور میرا نکاح تو اللہ تعالیٰ نے سات آسمانوں پر کیا۔

احوال ومناقب: (۱) حضرت زینبؓ بہت زیادہ عبادت گزار اور صاحبِ ورع وتقویٰ تھیں، خود اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کے بارے میں فرمایا: ''اِنَّهَا لَاَوَّاهَةٌ'' بڑی نرم دل اور عبادت گزار ہیں۔

آپ کی سوکن حضرت ام سلمہؓ کا بیان ہے: ''كَانَتْ صَالِحَةً صَوَّامَةً قَوَّامَةً'' یعنی نیکوکار، روزہ رکھنے والی، راتوں کو تہجد پڑھنے والی۔

(۲) قصۂ افک میں نبی علیہ السلام کے استفسار پر سوکن والی رقابت سے ایسی دوری اختیار فرمائی کہ حضرت عائشہؓ نے بھی آپ کے ورع وتقویٰ کو سراہا ''فَعَصَمَهَا اللّٰهُ بِالْوَرَعِ'' پرہیز گاری کے سبب اللہ نے زینبؓ کو میرے خلاف بولنے سے بچا لیا؛ کیونکہ جب ان سے حضرت عائشہؓ کے بارے میں پوچھا گیا، تو کہنے لگیں: ''وَاللّٰهِ مَا عَلِمْتُ اِلَّا خَيْرًا'' بخدا! عائشہؓ میں نیکی کے سوا کچھ نہیں جانتی۔

(۳) بہت ہی زیادہ سخی تھیں، حضرت عمرؓ نے جب پہلی مرتبہ سالانہ نفقہ-جس کی مقدار بارہ ہزار درہم تھی- بھیجا تو سارا ہی راہِ خدا میں خرچ کر دیا، حضرت عمرؓ کو پتہ چلا تو مزید ایک ہزار بھیجے، تو انہوں نے اس کو بھی صرف کر دیا، آپ کی سخاوت وفیاضی کی جانب نبی کریم

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اشارہ فرمایا، شیخین کی روایت میں ہے کہ: تم (ازواجِ مطہرات) میں لمبی ہاتھ والی سب سے جلدی مجھ سے آملے گی۔ یہاں لمبے ہاتھ سے سخاوت مراد تھی، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد آپ ہی کا سب سے پہلے انتقال ہوا۔

(۴) آپ کے انتقال پر حضرت عائشہؓ نے فرمایا: افسوس! آج ایسی عورت کا انتقال ہوگیا جو پسندیدہ صفات والی، عبادت گزار، یتیموں اور بیواؤں کا ٹھکانہ تھیں۔

مرویات: آپ کی کل مرویات: ۱۱ر ہیں متفق علیہ ۲ر۔

وفات وعمر: آپ کی وفات مدینہ پاک میں ۲۰ھ میں ہوئی، کل عمر: ۵۰ر یا ۵۳ر برس ہوئی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نکاح کے وقت ان کی عمر: ۳۵ر سال کی تھی۔

(سیرت مصطفیٰ ج: ۳، ص: ۳۰۷، الاصابہ ج: ۸، ص: ۱۵۴، الاکمال فی اسماء الرجال ملحقہ بمشکوٰۃ ص ر ۵۹۶)

(۳۸) حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا

نام ونسب: میمونہ بنت الحارث بن حزن الھلالیہ۔ پہلے آپ کا نام: برّہ تھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی جگہ میمونہ تجویز فرمایا۔ والدہ کا نام: ہندہ تھا۔

تینوں بھنوں کا اعزاز: حضرت ام الفضل کی بہن تھیں۔ ابن سعد کی ایک روایت ہے: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اَلْاَخَوَاتُ مُؤْمِنَاتٌ: مَیْمُوْنَۃُ، اُمُّ الْفَضْلِ، اَسْمَاءُ'' یہ تمام بہنیں ایمان واسلام سے مشرف تھیں۔

قصۂ نکاح: ماہِ ذی قعدہ ۷ھ میں جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عمرۂ حدیبیہ کی قضا کرنے کے لیے مکہ تشریف لائے، اس وقت آپ کی زوجیت میں آئیں۔ ابن سعد کہتے ہیں کہ: یہ آپ کی آخری بیوی تھیں جن کے بعد آپ نے پھر کسی اور سے نکاح نہیں فرمایا۔

آپ کے پہلے شوہر کے نام میں مختلف اقوال ہیں: (۱) ابورہم بن عبدالعزیٰ عامری (۲) سنجرہ بن ابورہم (۳) حویطب بن عبدالعزی (۴) خورہ بن عبدالعزی۔ پہلا قول مشہور ہے، اِس کے مرنے کے بعد آپ کی زوجیت میں آئیں، پانچ سو درہم مہر مقرر ہوا، حضرت

جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیغام نکاح دے کر بھیجا تھا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کو نکاح کا پیغام بھیجا، تو حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو اپنا وکیل مقرر کیا، چنانچہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے آپ کا نکاح کرا دیا۔ (رواہ احمد والنسائی)

روایات اس بارے میں بہت مختلف ہیں کہ نکاح کے وقت آپ محرم تھے یا حلال تھے؟ احناف کے مانند امام بخاری رحمہ اللہ کے نزدیک بھی یہی راجح ہے کہ نکاح کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محرم تھے۔ مکہ سے چل کر آپ مقام ''سرف'' میں ٹھہرے اور وہاں پہونچ کر عروسی فرمائی۔

روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ نکاح اور عروسی دونوں مقام ''سرف'' ہی میں ہوئے۔ اور

وفات وتدفین: ۵۱ھ میں مقام ''سرف'' میں اسی جگہ انتقال فرمایا، جہاں عروسی ہوئی تھی، اور وہیں دفن ہوئیں، عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔

قبر میں عبد اللہ بن عباس، یزید بن اصم، عبد اللہ بن شداد اور عبید اللہ خولانی نے اتارا، اوّل الذکر تین آپ کے بھانجے تھے اور چوتھے آپ کے پروردہ یتیم تھے۔

(سیرۃ المصطفیٰ ص:۳۴۸/الاصابہ ج:۸،ص:۳۲۲، الاکمال فی اسماء الرجال ملحقہ بمشکوٰۃ ص/۶۲۰)

﴿۳۹﴾ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا

نام ونسب: ام سلمہ تو آپ کی کنیت تھی، نام: ہندہ تھا، ابوامیہ قرشی مخزومی کی بیٹی تھیں، ماں کا نام عاتکہ بنت عامر بن ربیعہ تھا، سلسلۂ نسب یہ ہے: **أم سلمه بنت أبي أمية بن مغيرة بن عبد الله بن عمرو بن مخزوم القرشية المخزومية** والد کے نام میں دو قول ہیں: حذیفہ اور سہیل، والد صاحب کا لقب ''زاد الراکب'' (سوار مسافر کا توشہ) تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ بہت سخی تھے سفر پر نکلتے ہی کسی کو اپنے ساتھ کر لیتے اور سب کے توشہ کا انتظام تنہا خود کرتے تھے۔

قصۂ نکاح: پہلا نکاح اپنے چچازاد بھائی ابوسلمہ بن عبدالاسد مخزومی سے ہوا، انہی کے ساتھ مشرف باسلام ہوئیں اور انہی کے ساتھ پہلے حبشہ کی طرف ہجرت کی اور پھر وہاں سے مکہ واپس آکر مدینہ کی جانب ہجرت کی۔ چوں کہ شوہر کا انتقال ہو چکا تھا؛ اس لیے آں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب نکاح کا پیام دیا، تو ام سلمہؓ نے چند اَعذار پیش کیے:

(۱) میری عمر زیادہ ہے۔

(۲) میں عیال دار ہوں، یتیم بچے میرے ساتھ ہیں۔

(۳) میں بہت غیور ہوں (مبادا آپ کو میری وجہ سے کوئی ناگواری پیش آئے)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ جواب دیا: میری عمر تم سے زیادہ ہے، اور تمہاری عیال اللہ اور اس کے رسول کی عیال ہیں، اور میں اللہ سے دعا کروں گا کہ وہ غیرت (یعنی وہ نازک مزاجی اور شک کا مادہ جس کا تم کو اندیشہ ہے) تم سے جاتی رہے، چنانچہ آپ نے دعا فرمائی اور ویسا ہی ہوا۔

(عیون الاثر ص: ۳۰۴، ترجمہ ہند بنت ابی امیہ)

تاریخِ نکاح اور مہر: ۴ھ ماہِ شوال کے آخر میں آپ سے نکاح ہوا، مسند بزاز میں حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مہر میں کچھ سامان بھی دیا جس کی قیمت دس درہم تھی۔

ابن اسحاق راوی کہتے ہیں کہ: ایک بستر بھی دیا جس میں بجائے روئی کے، کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی اور ایک رکابی اور ایک پیالہ اور ایک چکی دی۔

احوال و مناقب: (۱) حضرت ام سلمہؓ کا فضل وکمال اور فہم وفراست مسلّم تھی، حدیبیہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کو ہدی ذبح کرنے اور حلق کرانے کا تین بار حکم دیا؛ مگر کسی نے نہ ہدی ذبح کی اور نہ سر منڈایا، ام سلمہؓ کو جب خبر ہوئی تو فرمایا: یارسولَ اللہ! صحابہ اس صلح سے بہت افسردہ ہیں، آپ کسی سے کچھ نہ فرمائیں، آپ اپنی ہدی ذبح کرلیں، اور حلق کرالیں۔ چنانچہ آپ کا ہدی ذبح کرنا تھا کہ صحابہ نے فوراً اپنے اپنے جانوروں کو ذبح کرلیا اور حلق بھی کرالیا، اس طرح یہ عقدہ ام المؤمنین ام سلمہؓ کی رائے اور مشورہ سے حل ہوا۔

(۲) حسن و جمال کا یہ حال تھا کہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ: جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ام سلمہؓ سے نکاح کیا، تو مجھ کو ان کے حسن و جمال کی وجہ سے بہت رشک ہوا۔

اولاد: آپ کے یہاں حبشہ میں سلمہ نامی بچی پیدا ہوئی، اس کے بعد عمر، درہ اور زینب نامی تین اولاد پیدا ہوئیں۔

مرویات: آپ کی کل روایات: ۳۷۸/ ہیں، متفق علیہ ۱۳/ منفرد بخاری ۳/ منفرد مسلم ۳۔

تاریخِ وفات مع اختلاف اور تدفین: سنِ وفات میں بہت اختلاف ہے، بقولِ امام بخاریؒ ۵۸ھ اور بقولِ واقدیؒ ۵۹ھ میں، ابن حبانؒ کہتے ہیں کہ: ۶۱ھ میں انتقال کیا، جب امام حسنؓ کی شہادت کی خبر پہنچی۔ ابو نعیمؒ کہتے ہیں: ۶۲ھ میں انتقال کیا، حافظ عسقلانیؒ نے ''اصابہ'' اور ''تقریب'' میں اسی قول کو راجح قرار دیا ہے۔ ازواجِ مطہرات میں سب سے بعد میں حضرت ام سلمہؓ نے انتقال فرمایا۔

حضرت ابو ہریرہؓ نے نمازِ جنازہ پڑھائی، انتقال کے وقت ۸۴/ سال کی عمر تھی۔

پہلے شوہر کے دونوں بیٹوں: عمر اور سلمہ نے اور عبد اللہ بن عبد اللہ بن ابی امیہ اور عبد اللہ بن وہب بن زمعہ نے قبر میں اتارا اور جنت البقیع میں مدفون ہوئیں۔

(سیرۃ المصطفیٰ ص: ۳۰۴/ الاصابہ ج: ۸، ص: ۴۰۴، الاکمال فی اسماء الرجال ملحقہ بمشکوٰۃ ص/ ۵۹۹)

﴿۴۰﴾ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا

نام و نسب: فاطمہ بنت محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب۔

فاطمہ تو آپ کا نام ہے، جب کہ زہراء اور بتول؛ یہ دونوں آپ کے القاب تھے، بتول کا معنیٰ الگ تھلگ رہنے والی، قطع بمعنیٰ کاٹنا سے مشتق ہے؛ چوں کہ یہ ماسوی اللہ سے علاحدگی آپ کا وصفِ ممتاز تھا، اس لئے آپ کا یہ لقب ہوا، اور باطنی صفائی، نورانیت کے سبب زہراء کہلاتی تھیں۔

ولادت: بعثت کے پہلے سال ولادت ہوئی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تمام صاحبزادیوں میں سب سے چھوٹی تھیں،

احوال ومناقب: (۱) حضرت فاطمہؓ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سب سے زیادہ چہیتی بیٹی تھیں؛ اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنت کی تمام عورتوں کے سردار ہونے کی بشارت سنائی، نیز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب سفر میں جاتے، تو سب سے اخیر میں حضرت فاطمہؓ سے ملتے اور واپسی میں سب سے پہلے حضرت فاطمہ کے پاس تشریف لاتے۔

(۲) حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھ آپ کا نکاح ۲ھ رمضان المبارک میں ہوا، اُس وقت آپ کی عمر: ۱۵/سال ساڑھے پانچ ماہ کی تھی، اور حضرت علیؓ تقریباً پچیس سال کے تھے۔ (۳) کل پانچ اولاد ہوئیں، تین لڑکے، دو لڑکیاں۔ جن کے اسماء یہ ہیں: حسن، حسین، محسن، ام کلثوم، زینب۔ (۴) رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سلسلہ نسب آپ ہی سے چلا۔

وفات: آپ کی وفات ۱۱ھ میں وفاتِ نبوی کے چھ ماہ بعد بشب منگل ماہِ رمضان میں ہوئی، حضرت عباسؓ نے نمازِ جنازہ پڑھائی، وصیت کے مطابق رات ہی کو تدفین ہوئی۔

(سیرت مصطفیٰ ج:۳، ص:۳۶۹-۳۶۹-الاکمال فی اسماء الرجال ملحقہ بمشکوٰۃ ص: ۶۱۳-الاصابہ ج:۸ ص: ۲۶۳)

(۴۱) حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا

نام ونسب اور وِلادت: اسماء بنت ابی بکر صدیق۔ ماں کا نام: قتلہ یا قُتَیلہ بنت عبد العزیٰ ہے۔ آپ حضرت عائشہؓ سے بڑی تھیں، آپ کی وِلادت ہجرت سے ستائیس سال قبل ہوئی ہے۔

قبولِ اسلام اور ھجرت: آپ نے مکہ معظّمہ ہی میں سترہ آدمیوں کے بعد اٹھارویں نمبر پر اسلام قبول فرمایا، بوقتِ ہجرت حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ پیٹ میں تھے، جب ''قبا'' پہنچیں تو وہاں پر عبد اللہ کی وِلادت ہوئی۔

لقب اور اس کی وجہ : آپ کا لقب: ''ذات النطاقین'' (دو پٹکے والی) مشہور ہے، جس کی وجہ یہ ہے کہ جب حضورِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ نے ہجرت کا فیصلہ فرمالیا، تو اس کی تیاری میں حضرت اسماءؓ نے کھانے پینے کی چیزیں تیار کیں؛ مگر اسے باندھنے کے لیے کچھ نہ تھا، تو حضرت اسماءؓ نے حضرت ابوبکرؓ سے فرمایا: ''مَا أَجِدُ إِلَّا نِطَاقِيْ'' باندھنے کے لیے میرے پاس میری اوڑھنی کے سوا کچھ نہیں ہے۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا: ٹھیک ہے! پھر تو اسی کے دو ٹکڑے کر کے ایک سے توشے کو باندھ لو اور دوسرے سے پانی کے مشکیزے کو۔

ایک روایت میں یہ ہے کہ: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی اِس قربانی پر فرمایا: ''أَبْدَلَكِ اللهُ بِنِطَاقِكِ هٰذَا نِطَاقَيْنِ فِي الْجَنَّةِ'' اللہ تعالیٰ نے تیرے لیے دنیا کی اِس اوڑھنی کے عوض آخرت میں اِس سے بھی بہتر دو اوڑھنیوں کا انتظام کر دیا ہے۔ جن حضرات کو اِس واقعہ کا علم نہیں تھا یا جن کو حضرت اسماءؓ سے عداوت تھی وہ اِس لقب کو مذمت کے طور پر استعمال کرتے تھے۔

اِزدواجی زندگی اور جفاکشی: حضرت اسماءؓ کا نکاح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پھوپھیرے بھائی: حضرت زبیرؓ کے ساتھ ہوا، ابتدا میں معاشی تنگیوں سے گزرنا پڑا، حضرت زبیرؓ کا کوئی مستقل خادم نہیں تھا اور کھیت کافی دور تھا؛ اس لیے روزانہ حضرت اسماءؓ کو وہاں جا کر جانوروں کے لیے گھاس چارہ خود کاٹ کر اور سر پر لاد کر لانا پڑتا تھا؛ یہاں تک کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے بیٹی کے لیے خادم کا انتظام کر دیا، تو پھر ان کو راحت ہوئی۔

دیگر احوال: (۱) بڑی پارسا اور پاک باز عورت تھیں، حضرت عبد اللہ بن ابی ملیکہ فرماتے ہیں کہ: جب کبھی اِنہیں سر میں گرانی ہوتی، تو سر پر ہاتھ رکھ کر کہتی: ''بِذَنْبِي وَمَا يَغْفِرُ اللهُ أَكْثَرُ'' یہ سب میرے گناہ کے سبب ہے؛ البتہ اللہ پاک نے اکثر گناہ تو معاف فرمادیا۔ (۲) آپ کی عمر سو سے متجاوز تھی؛ مگر نہ کوئی دانت گرا تھا، نہ عقل میں تبدیلی آئی تھی۔

مرویات: کل روایات: ۵۶، جن میں سے متفق علیہ: ۱۴، منفرد بخاری: ۴ اور

منفرد مسلم بھی: ۴ ہے۔

وفات: آپ کی وفات آپ کے بیٹے: حضرت عبداللہ بن زبیرؓ -جن کو بد بخت ظالم حجاج بن یوسف نے شہید کر دیا تھا، اس کے بیس یا چوبیس دن بعد ہوئی یعنی ۷۳ھ میں ہوئی۔

(الاصابہ ج:۴ ص:۲۲۴، الاکمال فی اسماء الرجال ص:۵۸۷)

تابعین وتابعیات

﴿۴۲﴾ حضرت حسن بن حسن رضی اللہ عنہما

نام ونسب: آپ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے پوتے ہیں، والدہ کا نام: خولہ تھا، ننھیالی نسب اس طرح ہے: خولہ بنت منظور بن زبان بن سیار بن عمرو بن جابر الفزاری۔

احوال: حسنِ اخلاق میں اپنے والد کے سچے جانشین تھے، خلافت کے بارے میں گمراہ کن خیالات کی سختی سے تردید فرمائی۔

مختلف حالات سے دوچار ہوئے، یہاں تک کہ ظالم حکومت نے -جس کا سربراہ منصور تھا- گرفتار کر کے قید کر دیا۔

وفات وعمر: چنانچہ آپ نے قید ہی میں ۱۴۵ھ میں وفات پائی، وفات کے وقت حسن کی عمر اٹھاسی سال کی تھی۔ (سیر الصحابہ ج:۷، ص:۸۹)

﴿۴۳﴾ حضرت ابوسلمہ رحمۃ اللہ علیہ

نام ونسب اور ولادت: ابوسلمہ بن عبدالرحمن بن عوف بن عبد عوف بن عبد بن الحارث بن زہرہ بن کلاب بن مرہ بن کعب القرشی الزہری۔ نام میں دو قول ہیں: عبداللہ، اسماعیل۔ ولادت ۲۰ھ کے بعد ہوئی۔ والدہ کا نام: تماضر بنت الاصبغ تھا۔

دیگر احوال: (۱) مدینہ پاک کے فقہائے سبعہ میں آپ کا شمار ہے۔ (۲) بقولِ ذہبی: عبداللہ بن سلام، ابوایوب اور عائشہ رضی اللہ عنہم وغیرہ کل ۲۷/ سے زائد صحابہ سے آپ نے روایات لیں۔ (۳) جب مروان ۴۸ھ میں مدینہ سے معزول ہوئے اور سعید بن العاص والی بنے، تو ابوسلمہ بن عبدالرحمٰنؒ وہاں کے قاضی مقرر ہوئے، اور اس منصب پر ۵۴ھ تک برقرار رہے۔ (۴) ابن اسحاقؒ فرماتے ہیں کہ: میں نے ابوسلمہ کو دیکھا کہ وہ مکتب تشریف

لاتے اور کسی بچہ کو اپنے گھر لے جاتے اور اس کو حدیث املا کراتے۔(۵) امام زہریؒ فرماتے ہیں کہ: میں نے قریش کے چار حضرات کو علم کا سمندر پایا: عروہ، سعید ابن مسیب، ابوسلمہ، عبید اللہ بن عبد اللہ۔

وفات وعمر: آپ کی وفات ۹۴ھ ولید کے دورِ خلافت میں ہوئی، کل عمر ۷۲ر سال کی ہوئی۔

(سیر اعلام النبلاء ج:۵، ص: ۲۶۴، الاکمال فی اسماء الرجال ملحقہ بمشکوٰۃ ص:۶۹۹)

﴿۴۴﴾ حضرت ابان بن عثمان رحمۃ اللہ علیہ

نام ونسب: ابان بن عثمان بن عفان الاموی القرشی۔ آپ حضرت عثمانؓ کے صاحبزادے اور تابعی ہیں، کنیت: ابوسعید اور ابوعبد اللہ ہے، آپ کی والدہ کا نام: ام عمرو بنت جندبؓ الدوسیہ ہے۔

احوال ومناقب: (۱) علم حدیث وفقہ میں بڑی مہارت تھی۔ عمرو بن شعیب فرماتے ہیں: میں نے آپ سے بڑا حدیث اور فقہ کا عالم نہیں دیکھا۔ یحییٰ القطان نے آپ کا شمار فقہائے مدینہ میں کیا ہے۔(۲) ابانؓ کی احادیث کتبِ صحیحہ میں بھی موجود ہیں، آپ عبد اللہ بن ابوبکر کے معلم رہے ہیں۔ (۳) محدثین کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ ابانؓ کو اپنے والد سے سماعِ حدیث حاصل ہے یا نہیں؟ امام احمدؒ نے انکار کیا ہے، جب کہ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے اس کو ثابت مانا ہے، اور اس کی دلیل میں صحیح مسلم کی حدیث بیان کی، جس میں اپنے والد سے سننے کی تصریح موجود ہے۔

وفات: آپ کی وفات مدینہ پاک ۱۰۵ھ میں یزید بن عبد الملک کے دورِ حکومت میں ہوئی۔

(تہذیب التہذیب ج:۱ص:۶۵، الاکمال فی اسماء الرجال ملحقہ بمشکوٰۃ ص/۵۸۶)

﴿۴۵﴾ حضرت علقمہ رحمۃ اللہ علیہ

نام ونسب اور ولادت: علقمہ بن قیس بن عبد اللہ بن مالک بن علقمہ بن سلمان بن کہل بن بکر بن عوف النخعی الکوفی۔ کنیت: ابوشبیل۔ آپ کی پیدائش حیاتِ نبوی میں ہی ہو چکی تھی۔

احوال ومناقب: (۱) بڑے ہی صاحبِ علم وفضل تھے، آپ نے حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے خصوصی اکتساب فیض فرمایا۔ (۲) ابن المدینیؒ فرماتے ہیں: عبد اللہ بن مسعودؓ کے علم سے سب سے زیادہ واقف کل چار حضرات تھے: علقمہ، اسود، عبیدہ، حارث۔ ابو المثنیٰؒ نے ایک مرتبہ کسی شاگرد سے فرمایا: اگر تو حضرت علقمہؒ کو دیکھ لے اور عبد اللہ بن مسعودؓ کو نہ دیکھ سکے، تو کوئی حرج نہیں؛ کیوں کہ علقمہؒ ہیئت اور اخلاق وغیرہ میں عبد اللہ بن مسعودؓ سے سب سے زیادہ مشابہ ہیں، اور اسی طرح ابراہیم کو دیکھ لے تو علقمہؒ کو نہ دیکھنے کا کوئی غم نہیں ہے۔ (۳) ایک مرتبہ ابو الہذیل نے ابراہیم سے پوچھا: علقمہؒ افضل ہے یا اسودؒ؟ آپ نے فرمایا: علقمہؒ۔ (۴) بلکہ ابوظبیان سے منقول ہے کہ: صحابہ کرام بھی آپ سے سوالات کرتے تھے۔ (۵) حضرت ابراہیم نخعیؒ کا بیان ہے کہ: علقمہؒ نے ایک رات میں پورے کلام پاک کی تلاوت فرمائی۔

وفات واقوال: آپ کی وفات میں مختلف اقوال ہیں: ۶۲ھ، ۶۳ھ، ۷۲ھ یا ۷۳ھ۔ آپ کی کوئی اولاد نہیں ہے۔ (تہذیب التہذیب ج: ۴ ص: ۱۷۵)

﴿۴۶﴾ حضرت زِر بن حُبیش رحمۃ اللہ علیہ

نام ونسب اور عمر: زر بن حبیش بن حباشہ بن اوس بن بلال بن جعالہ بن نصر الاسدی۔ کنیت: ابومریم، آپ کبارِ تابعین میں سے ہیں، تقریباً ایک سو بیس سال کی عمر پائی۔

دیگر احوال: (۱) علامہ بردیجیؒ نے تابعین میں شمار کرتے ہوئے فرمایا کہ: آپ نے جاہلیت کا زمانہ پایا۔ (۲) مشہور امام قراءت آپ کے تلمیذِ ارشد حضرت عاصم بن ابی نجود رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: آپ بڑے ہی فصیح اللسان تھے، حتی کہ عبداللہ بن مسعودؓ بھی علومِ عربیت میں آپ سے استفادہ فرماتے۔

وفات: آپ کی وفات ۸۳ھ میں ہوئی۔

(الاصابہ ج:۲، ص:۵۲۲، الاکمال فی اسماء الرجال ملحقہ بمشکوۃ ص ر ۵۹۵)

﴿۴۷﴾ حضرت عبدَہ رحمۃ اللہ علیہ

نام ونسب: عبدہ بن لبابہ الاسدی الفاخری۔ کنیت: ابوالقاسم ہے، دمشق میں آپ مقیم ہوئے۔

تعلیم وتعلم: ابن عمرؓ، علقمہؒ اور ابووائلؒ وغیرہ سے احادیث نقل کی ہیں، اور آپ سے روایت کرنے والوں میں اَوزاعی رحمۃ اللہ علیہ، شعبہ رحمۃ اللہ علیہ، اور سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ کا نام ملتا ہے۔

امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ: ہمارے یہاں عبدہ اور ابن الحر سے افضل عراق سے کوئی نہیں پہنچا۔

وفات: آپ کی وفات ۱۲۷ھ میں ہوئی۔

(حاشیۃ الزیادۃ والاحسان ج:۲، ص:۱۶۸)

﴿۴۸﴾ حضرت کعب اَحبار رحمۃ اللہ علیہ

نام ونسب: کعب بن ماتع الحمیری الیمانی۔ کنیت: ابواسحاق ہے۔ چونکہ اسرائیلیات کے بہت ماہر تھے؛ اس لیے الاحبار کے لقب سے مشہور ہوئے۔

زمانۂ ولادت: آپ کا تعلق قبیلۂ حمیر سے تھا۔ نبی علیہ الصلاۃ والسلام کا زمانہ

پایا؛ مگر زیارت نہ ہوسکی۔

دیگر احوال: (۱) حضرت عمر فاروقؓ کے دورِ خلافت میں مدینہ پاک تشریف لائے اور مسلمان ہوئے، صحابۂ کرام سے احادیث کا علم حاصل فرمایا۔ (۲) سنن میں آپ کی روایات موجود ہیں۔ (۳) خالد بن معدانؒ حضرت کعبؒ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ خوفِ خدا کے سبب رونا مجھے سونا صدقہ کرنے سے زیادہ محبوب ہے۔

وفات: آپ کی وفات دورِ عثمانی میں ۳۲ھ میں ہوئی، جب کہ آپ کسی غزوہ میں تشریف لے جا رہے تھے۔

(سیر اعلام النبلاء ج:۵،ص:۱۴،الاکمال فی اسماء الرجال ملحقہ بمشکوٰۃ ص:۶۱۵)

﴿۴۹﴾ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ

نام ونسب: آپ کا نام: محمد، ابوعبداللہ کنیت، ''ناصر الحدیث'' لقب تھا۔ سلسلہ نسب یہ ہے: محمد بن ادریس بن العباس بن عثوان بن الشافع بن السائب بن عبید بن عبد یزید بن باسم بن عبدالمطلب بن عبد مناف۔ جدِ اعلیٰ شافع جو صغارِ صحابہ میں سے تھے، ان کی طرف نسبت کرتے ہوئے شافعی کہلائے، ان کے والد سائب غزوۂ بدر میں مشرکین مکہ کے ساتھ تھے اور بدر کے قیدیوں کے ساتھ گرفتار ہو کر آئے تھے؛ بالآخر مسلمان ہو گئے۔

ولادت: آپ کی پیدائش ۱۵۰ھ بمقام ''غزہ'' - جو بیت المقدس سے قریب ہے وہاں- ہوئی، جس سال حضرت امام ابوحنیفہؒ کی وفات ہوئی اسی سال آپ کی ولادت ہوئی، یہ جو کہا جاتا ہے کہ: امام اعظمؒ کی وفات کے دن آپ پیدا ہوئے اس کی حافظ ابن حجرؒ نے تردید فرمائی ہے۔

احوال ومناقب: (۱) جب عمر دو سال کی ہوئی، تو آپ کی والدہ آپ کو لے کر حجاز مقدس منتقل ہوگئیں۔ اللہ تعالیٰ نے غیر معمولی ذکاوت وفطانت سے نوازا تھا۔ (۲) حضرت امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ: ایک مرتبہ خواب میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی، آپ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا: اے لڑکے! تو کون ہے؟ جواب دیا: اللہ کے رسول! میں آپ ہی کے خاندان کا ہوں۔اس کے بعد آپ نے اپنے قریب بلوا کر اپنا لعابِ مبارک منہ میں ڈال دیا اور فرمایا: ''اِمْشِ بَارَكَ اللهُ فِيْكَ'' جاؤ اللہ تمھیں بابرکت بنائیں۔اسی کا اثر تھا کہ پوری ''موطا مالک'' نو شب میں حفظ فرمائی، اور ایک قول کے مطابق تین ہی رات میں۔(۳) ان کے استاذِ محترم مسلم بن خالد زنجی نے پندرہ ہی سال کی عمر میں یہ کہہ کر فتویٰ نویسی کی اجازت دی: ''أَفْتِ يَا أَبَا عَبْدِ اللهِ فَقَدْ آنَ لَكَ أَنْ تُفْتِيَ'' آپ فتویٰ دینے کے قابل ہو چکے ہیں؛ لہٰذا لوگوں کو مسائل کا جواب دیا کریں۔(۴) حضرت امام احمدؒ آپ کے لیے بکثرت دعا فرماتے تھے، ان کے صاحب زادے نے وجہ معلوم کی، تو فرمایا: اے بیٹا! ''كَانَ الشَّافِعِيُّ كَالشَّمْسِ لِلنَّهَارِ وَكَالْعَافِيَةِ لِلنَّاسِ'' آپ مثلِ آفتاب ہیں، اور لوگوں کے لیے سامانِ عافیت ہیں۔(۵) آپ چار ائمۂ متبوعین میں سے وہ امام ہیں جو نسبًا اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سب سے زیادہ قریب ہیں۔

وفات اور بشارت: آپ کی وفات مصر میں ۲۰۴ھ بروزِ جمعہ ماہِ رجب میں ہوئی، کل عمر: ۵۴/ سال ہوئی، وفات کے بعد امام احمدؒ نے آپ کو خواب میں دیکھا، تو دریافت فرمایا کہ: اللہ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ جواب دیا کہ: اللہ نے معاف کر دیا اور تاجِ کرامت سے نوازا۔

(سیر الصحابہ ج:۹، ص:۳۰۳-الاکمال فی اسماء الرجال ملحقہ بمشکوٰۃ ص:۶۲۵)

(۵۰) حضرت عبد اللہ بن کثیر المکی رحمۃ اللہ علیہ

نام ونسب اور ولادت: ابو معبد عبد اللہ بن کثیر (وقال الاہوازی:) بن عمر و بن عبد اللہ بن زادان بن فیروز بن ہرمز المکی الداری۔آپ کی ولادت ۴۵ھ مکہ میں ہوئی، آپ مکہ میں عطر کا کاروبار کرتے تھے؛ اس لیے آپ کو ''الداری'' کہا جاتا ہے؛ کیوں کہ حضراتِ عرب عطار کو داری کہتے تھے (یہ درحقیقت ''بحرین'' کے دارین نامی جگہ کی طرف

منسوب ہے، جہاں کی عطریات بہت ہی مشہور تھی، اور لوگ تجارت کے لیے عطر یہیں سے خریدا کرتے تھے)۔آپ فارسی الاصل تھے،آپ کے آباؤاجداد کو کسریٰ نے کشتیوں میں سوار کر کے یمن کی جانب بھیج دیا تھا۔

حلیہ: آپ کی داڑھی سفید، قد لمبا، اور رنگ گندمی تھا، آنکھوں میں سیاہی مائل سرخی تھی۔

احوال ومناقب: (۱) آپ کی شخصیت باوقار تھیں۔امام شاطبیؒ نے آپ کو ''کاثر القوم'' (جماعت قراء پر فوقیت رکھنے والے) کہا ہے؛ کیوں کہ دو خصوصیت آپ میں نمایاں تھیں:

(الف) آپ مکی ہیں، جو تمام مقامات میں افضل ہے۔

(ب) آپ نے صحابیٔ رسول حضرت عبداللہ بن السائب مخزومی سے قرآن پڑھا تھا، مکہ میں آپ امام فی القراءۃ تھے۔

(۲) آپ بڑے ہی فصیح وبلیغ ہونے کے ساتھ ساتھ امام فی الحدیث بھی تھے،آپ کے جلیل القدر ہونے ہی کی بنا پر ابوعمرو، خلیل بن بصری، سفیان بن عیینہ اور حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہم جیسے اَعاظم رجال اور عظیم المرتبت ائمہ بھی آپ سے نقل کرتے ہیں۔ (۳) ابن مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ: مکہ میں ابن کثیر کی مہارت فی القراءۃ پر سب کا اتفاق تھا۔

وفات اور عمر: آپ بہ عمر:۷۵/سال ۱۲۰ھ میں واصل بحق ہوئے۔

حضرت سفیان بن عیینہؒ فرماتے ہیں کہ: میں بھی ابن کثیر کے جنازہ میں شریک تھا۔ (غاية النهاية في طبقات القراء ج:۱،ص:۳۹۶)

(۵۱) حضرت عروہ بن زبیر رحمۃ اللہ علیہ

نام ونسب: عروہ بن زبیر بن عوام، آپ کی کنیت: ابوعبداللہ القرشی ہے، آپ کی ولادت ۲۲ھ میں ہوئی۔

احوال ومناقب: (۱) آپ کا شمار کبارِ تابعی میں سے ہوتا ہے اور (۲) مدینہ پاک کے سات مشہور فقہاء میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔جنگِ جمل وصفین میں آپؒ نے شرکت نہیں فرمائی، جنگِ جمل میں تو آپ کی عمر ہی تیرہ سال کی تھی۔(۳) آپؒ کے بڑے بھائی: عبد اللہ بن زبیر کو حجاج نے قتل کر کے لاش سولی پر لٹکادی اور تجہیز وتکفین کے لیے حوالے نہیں کرتا تھا، تو عروہؒ خلیفۂ وقت عبد الملک کے پاس شام تشریف لے گئے، بادشاہ کو شکایت کی، اس پر فوراً حجاج کے نام لاش حوالے کرنے کا حکم نافذ کیا۔

(۴) جب دورِ اموی میں اجتماعی حالات ناگوار بن گئے تو آپ نے مدینہ پاک یعنی شہر کا قیام ترک فرمادیا اور ''عقیق'' کے دیہات میں سکونت اختیار فرمالی۔آپ کو حدیث وفقہ؛ دونوں میں یکساں کمال حاصل تھا۔(۵) حضرت عائشہؓ جو آپ کی خالہ ہیں ان کا پورا علمی ذخیرہ اپنے سینے میں محفوظ کرلیا تھا، خود ان کا بیان ہے کہ: میں نے حضرت عائشہؓ کی وفات سے چار پانچ سال پہلے ان کی کل حدیثیں محفوظ کرلی تھیں، اگر ان کا انتقال اسی وقت ہوگیا ہوتا، تو مجھے ان کے کسی حدیث کے باقی رہ جانے کا افسوس نہ ہوتا؛ کیوں کہ ان کی کل احادیث میرے سینے میں محفوظ ہوچکی تھیں۔

(۶) آپ بڑے عابد وزاہد تھے، تہجد کا ایسا اہتمام کہ پوری زندگی میں ایک شب کے علاوہ کبھی آپ کی تہجد ناغہ نہ ہوئی اور اس ایک رات کے ناغہ کی وجہ یہ تھی کہ ایک مرض کے سلسلے میں آپ کا پاؤں کاٹا گیا تھا۔(۷) بڑے روزے دار تھے، انتقال کے دن بھی روزے سے تھے۔(۸) بڑے زاہد تھے، ان کی نگاہ میں دنیا اور اس کے عیش وتنعم کی کوئی حقیقت نہیں تھی، کبھی دنیا کو نہیں مانگا۔

(۹) ایک مرتبہ امیر معاویہ کے زمانے میں چار آدمی مسجدِ حرام میں جمع تھے، آپ، آپ کے بھائی عبد اللہ، مصعب ابن زبیر اور عبد الملک، کسی نے یہ تجویز پیش کی کہ: ہم لوگ خدا کے اِس مقدس گھر میں اپنی اپنی آرزوئیں پیش کریں۔ چنانچہ سب سے پہلے حضرت عبد اللہ بن زبیر نے یہ کہا کہ: میری آرزو ہے کہ میں حرم کا بادشاہ ہوجاؤں اور تخت وخلافت ملے۔

دوسرے بھائی مصعب نے کہا: میری تمنا یہ ہے کہ قریش کی دونوں حسین عورتیں: سکینہ بنت حسین اور عائشہ بنت طلحہ میرے عقد میں آجائیں۔ عبدالملک نے یہ کہا: میری آرزو یہ ہے کہ کل روئے زمین کا میں بادشاہ ہوجاؤں۔

سب سے آخر میں عروہ نے کہا کہ: مجھے تو آپ لوگوں کی خواہشات میں سے کچھ نہ چاہیے، میں تو دنیا میں زہد اور آخرت میں کامیابی اور علم چاہتا ہوں، چنانچہ چاروں کی دعائیں قبول ہوئیں، ابنِ زبیر تو حرم کے سات برس تک خلیفہ رہے اور مصعب کے نکاح میں سکینہ وعائشہ؛ دونوں آئیں اور عبدالملک امیرِ معاویہ کی سلطنت کا وارث بنا اور حضرت عروہؒ کو خاصانِ خدا کا مرتبہ ملا۔

وفات: آپ کی وفات ۹۴ھ میں مدینہ پاک کے قریب ہوئی اور بقیع میں دفن ہوئے۔

(الاکمال فی اسماء الرجال ص:۶۱۱، سیر الصحابہ جلد ہفتم، ابن خلکان ج:۱ص:۳۱۱)

﴿۵۲﴾ حضرت ام کلثوم بنت عبداللہ بن جعفر رحمۃ اللہ علیہا

نام ونسب: والدہ کا نام زینب بنت علی بن ابی طالب ہے، گویا کہ حضرات حسنین آپ کے ماموں ہوئے۔

قصۂ نکاح: حسن وجمال اور علم وفضل میں یکتائے زمانہ تھیں۔ آپ کے کل دو نکاح ہوئے، ہر دو کی تفصیل اس طرح ہے:

(۱) حضرت امیر معاویہؓ نے اپنے بیٹے یزید بن معاویہ کے لیے نکاح کا پیغام امیرِ مدینہ: مروان بن حکم کے ذریعہ پہنچایا (اس رشتہ کا منشا یہ تھا کہ بنوامیہ اور بنوعباس کی آپسی رنجش ختم ہو اور دل جڑ جائے)، حضرت عبداللہ بن جعفرؓ نے اِس پیغام کو حضرت حسینؓ کے جواب پر موقوف کردیا، اس وقت حضرت حسینؓ سفر میں تھے، جب آپ کی مدینہ منورہ واپسی ہوئی، تو آپ نے اس رشتہ کو نامنظور فرما کر قاسم سے نکاح کرادیا۔

(۲) پھر قاسم کے بعد حجاج بن یوسف نے نکاح کا پیغام بھیجا، اور تقریباً پچیس لاکھ درہم مہر کی پیش کش کی۔ (ابن کثیر نے ''البدایہ'' میں یہ لکھا ہے: ''وَكَانَ الْحَجَّاجُ يَقُوْلُ: إِنَّمَا تَزَوَّجْتُهَا لِأُذِلَّ بِهَا آلَ أَبِيْ طَالِبٍ'' [البدایہ ج:۹ ص:۲۹] حجاج کہا کرتا تھا کہ: خاندانِ بنی ہاشم کو ذلیل کرنے کے ارادہ سے میں نے اس سے شادی کی ہے) حضرت عبداللہ بن جعفرؓ نے اِس رشتہ کو منظور کرلیا، اور بیٹی کی رخصتی فرمادی۔ چنانچہ وہ حجاج کے نکاح میں آٹھ مہینہ رہی۔

پھر جب عبداللہ بن جعفرؓ کا عبدالملک بن مروان کے پاس دمشق جانا ہوا، تو عبدالملک کا بیٹا ولید والد کے کہنے پر ان کی قیام گاہ پر پہنچا، حضرت عبداللہ بن جعفرؓ نے انہیں مرحبا کہا؛ مگر جواب میں ولید نے کہا: ''لٰكِنَّكَ أَنْتَ لَا مَرْحَبًا بِكَ وَلَا أَهْلًا'' یعنی آپ کے لیے ہماری جانب سے کوئی خوش آمدید نہیں؛ یہ سن کر حضرت عبداللہ بن جعفرؓ نے وجہ دریافت کی، جواباً اس نے کہا کہ: آپ نے عرب اور خاندانِ قریش کی صاحبِ کمال خاتون کو ثقیف کے غلام کے نکاح میں دے دیا؟ حضرت عبداللہ بن جعفرؓ نے فرمایا:

> ''اگر ناراضگی کی وجہ یہی ہے تو سن! کہ اِس اقدام پر ملامت کے زیادہ حقدار تم اور تمہارے والد ہو؛ کیوں کہ سابقہ امراء تو رشتہ کا لحاظ کرتے ہوئے حقوق کی ادائیگی میں پیش پیش رہتے تھے؛ مگر آپ حضرات نے خاندان کی ضروریاتِ زندگی کی خیر، خبر لینا ہی چھوڑ دیا، یہاں تک کہ قرضے نے عاجز و بے بس کردیا، بخدا! اگر کوئی نکٹا حبشی غلام بھی مجھے اتنا دیتا جتنا اس قبیلۂ ثقیف کے غلام نے دیا ہے، تو بالضرور اس کے نکاح میں دے کر اپنی گردن کو قرضہ سے آزاد کرلیتا''۔

حضرت عبداللہؓ کی یہ باتیں سن کر ولید متاثر ہوا اور سیدھے عبدالملک کے پاس پہنچا، بادشاہ نے اس کے اُداس چہرے کو دیکھ کر وجہ معلوم کی: اے ابوالعباس! کیا بات ہے؟ کیا ہوا؟ جواب دیا کہ: آپ نے عبدِ ثقیف کو ایسی حکمرانی اور آزادی دیدی کہ وہ خاندانِ قریش کی خواتین سے شادی کرنے لگا؛ یہ سنتے ہی خلیفہ عبدالملک نے حجاج کے نام یہ حکم نافذ کیا

کہ: جیسے ہی خط پہنچے ہاتھ نیچے رکھنے سے پہلے اُسے طلاق دے دینا، بالآخر حجاج کو ایسا کرنا پڑا؛ لیکن حجاج نے نکاح کے سبب جاری کیے ہوئے مالی اِمداد کا سلسلہ مرتے دم تک جاری رکھا، ہر سال حجاج کی جانب سے مختلف اشیاء اور نقود ایک بڑی مقدار اونٹوں سے پہنچائی جاتی رہی۔

واقعہ کی یہ تفصیل ''اعلام النساء'' اور ''المستطرف'' وغیرہ میں موجود ہے، جب کہ امام مبرد نے ''الکامل'' میں اس واقعہ کو الگ انداز سے نقل کیا ہے۔ ''الکامل'' میں واقعہ کی تفصیل اس طرح مذکور ہے کہ:

حجاج نے حضرت عبد اللہ بن جعفرؓ کے پاس ام کلثوم سے نکاح کرنے کا پیغام پہنچایا، اور اس نے عبد الملک سے پیشگی اجازت لے رکھی تھی، حضرت عبد اللہ بن جعفرؓ اس رشتہ کے لیے بالکل راضی نہیں تھے؛ لیکن حجاج کے مجبور کرنے پر آپ نے فقط نکاح کر کے رخصتی کو ایک سال تک مؤخر کر دیا، اِس عرصہ میں حضرت عبد اللہ بن جعفرؓ اپنی بیٹی کو حجاج کے چنگل سے بچانے کے لیے مختلف تدابیر کرتے رہے، چنانچہ اُن کے دل میں خالد بن یزید بن معاویہ کا خیال آیا کہ ان سے خط و کتابت کر کے کچھ حل نکالا جا سکتا ہے؛ لہٰذا خالد بن یزید کو اس بارے میں خط لکھا کہ: آپ اپنی حسنِ تدبیر سے میری یہ پریشانی کو دور کر دیں۔

حضرت عبد اللہ بن جعفرؓ کا خط خالد کے پاس بوقتِ شب پہنچا، انہوں نے اسی وقت عبد الملک کے پاس جانے کے لیے دربان کی معرفت اجازت حاصل کی، عبد الملک نے اجازت دے دی، خلیفہ عبد الملک انہیں دیکھ کر کہنے لگا: اے ابو الہاشم! آدھی رات کو آنے کا کیا سبب؟ انہوں نے کہا: ایک ایسا اہم معاملہ درپیش ہے کہ جس کو مؤخر نہیں کیا جا سکتا؛ کیوں کہ تاخیر کی صورت میں بڑے حادثے کا خطرہ ہے، ایسا ہوا تو پھر آپ کے ہاتھ پر کی ہوئی بیعت کا حق ہی کیا ادا ہوا؟ اسی لیے ایک ناگوار واقعہ کی اطلاع پاتے ہی از راہِ خیر خواہی اسی وقت دوڑا دوڑا حاضر خدمت ہوں۔ پوچھا: بتاؤ، کیا بات ہے؟ اس پر خالد نے کہا:

''آپ کو یہ تو معلوم ہے کہ بنو عباس اور بنو امیہ میں کس قدر سیاسی رقابت

وعصبیت پائی جاتی ہے، اس طرح آپس میں شادیاں ہوتی رہیں، تو ہماری حکومت کوخطرہ لاحق ہو جائے گا، خود اپنی بات بتاتا ہوں کہ: جب سے میں نے آلِ زبیر یعنی بنوعباس کی عورت (رملہ بنت الزبیر) سے نکاح کیا ہے، تو میرے دل میں ان کی محبت ایسی گھر کرگئی، کہ کوئی گھرانہ میری نظروں میں اس سے زیادہ محبوب نہیں"۔

یہ سن کر عبدالملک نے کہا: بات تو صحیح ہے!۔اب موقع پا کر خالد نے کہا:

"پھر آپ نے حجاج کو ہاشمی خاندان کی عورت سے نکاح کرنے کی اجازت کیوں دی؟ حجاج چوں کہ آپ کے ماتحت حاکم ہے، اس وجہ سے سارے الزامات آپ ہی کی طرف منسوب ہوں گے، اور حکومتی انتشار رونما ہوگا"۔

عبدالملک کو خالد کی بات سمجھ میں آگئی اور فی الفور حجاج کو طلاق دینے کا حکم دیا۔(اس طرح خالد اپنی تدبیر میں کامیاب ہوگئے۔)

مذکورہ بالا ہر دو اقتباس کے اختلافی اور متضاد امور حسب ذیل ہیں:

(الف) اول میں یہ ہے کہ: مالی امداد حاصل ہونے کی امید پر، برضاؤ رغبت حضرت عبداللہ بن جعفرؓ نے نکاح کر دیا اور ثانی میں یہ ہے کہ: آپ کو نکاح کرانے پر مجبور کیا گیا۔

(ب) اول میں تو یہ ہے کہ: رخصتی ہوگئی تھی، جب کہ ثانی میں رخصتی کی نفی ہے۔

(ج) ہر دو میں یہ بیان تو موجود ہے کہ: عبدالملک کے حکم سے حجاج اور ام کلثوم میں مفارقت ہوگئی؛ البتہ اول میں یہ ہے کہ: ولید بن عبدالملک کے کہنے پر بادشاہ نے طلاق کا حکم نافذ کیا، اور دوسرے میں یہ ہے کہ: خالد بن ولید کی حسنِ تدبیر- جو حضرت عبداللہ بن جعفرؓ کے اشارہ پر تھی- کے سبب عبدالملک نے حکمِ طلاق دیا۔

مذکورہ بالا تقابل کے بعد اپنی کوتاہ نظری اور ناقص فہمی کی روشنی میں صحابہ کرام کے تقدس واحترام، اور قرابتِ رسول کی رعایت - جو کہ ایمانی تقاضہ ہے- وغیرہ امور کو مدِ نظر رکھتے ہوئے مبرد کا بیان ہی سب سے زیادہ صحیح معلوم ہوتا ہے، یہ کیسے ممکن ہے؟ کہ بحر الجود کا

بیٹا جو خود سخاوت کا پہاڑ تھا، جس کے ثبوت کے لیے یہ بیان کافی ہے کہ زیاد بن اعجم پانچ پانچ مرتبہ ان کے پاس دیتوں (قتل ناحق کا جرمانہ) میں امداد کے لیے حاضر ہوا، آپ نے ہر مرتبہ ان کی طرف سے دیت ادا کی، جس پر زیاد نے ان اشعار میں منت پذیری کا اظہار کیا۔

سَأَلْنَاهُ الْجَزِيْلَ فَمَا تَلَكَّأَ　　وَأَعْطَى فَوْقَ نِيَّتِنَا وَزَادَا

ترجمہ: ہم نے اس سے بہت مال مانگا، اس نے کوئی بہانا نہیں بنایا، اور ہماری امید سے زیادہ ہی دیا۔

وَأَحْسَنَ ثُمَّ أَحْسَنَ ثُمَّ عُدْنَا　　فَأَحْسَنَ ثُمَّ عُدْتُّ لَهُ فَعَادَا

ترجمہ: اور اس نے بار بار بھلائی کی، اور جب جب ہم اس کے پاس گئے، وہ بھلائی کرتے رہے۔ (المستدرک ج:۳،ص:۶۵۶)

تو ایسی جود وسخا کا پیکر چند ٹکوں کے خاطر کیسے یہ قدم اٹھا سکتا ہے؟ نیز شرفِ صحابیت کا پاس ولحاظ، خاندانی غیرت، وغیرہ چیزیں بالکلیہ اس کی تردید کرتی ہیں، آپ تو وہ ہیں جن کے بارے میں رحمتِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: ''عبد اللہ بن جعفرؓ سیرت وصورت میں سب سے زیادہ میرے مشابہ ہے''۔ نیز فرمایا: ''خدایا! ان کو جعفرؓ کے گھر کا صحیح جاں نشین بنادے''۔

مذکورہ بالا وضاحت کی روشنی میں **المستطرف** وغیرہ کتابوں کے وہ بیانات جس سے شانِ صحابیت مجروح ہوئی ہے، وہ نا قابلِ قبول ہے۔ مثلاً:

کتاب ''بلاغات النساء'' میں مدائنی کے حوالے سے یہ نقل کیا ہے کہ: حضرت عبد اللہ بن جعفرؓ کی صاحبزادی کی جب حجاج کے ساتھ پہلی ملاقات ہوئی، تو حجاج نے دیکھا کہ اس کے رخسار پر رونے کی وجہ سے آنسو بہہ رہے تھے، پوچھا: کیوں رو رہی ہے؟ جواب دیا: ''من شرف اتضع ومن ضعة شرفت'' حیرت ہے کہ شریف نیچا ہو گیا اور گھٹیا بلند مرتبہ ہو گیا۔ یہ سن کر حجاج نے کہا کہ: امیر المؤمنین کا میرے نام حکم نامہ پہنچا ہے کہ تجھے طلاق دیدوں۔ عورت نے خوشی میں کہا: ''هُوَ وَاللهِ أَبَرُّ بِيْ مِمَّنْ زَوَّجَنِيْكَ'' بخدا! وہ میرے لیے

اُس سے بھی زیادہ خیر خواہ ہے جس نے میرا تیرے ساتھ نکاح کرادیا۔

سوچنے کا مقام ہے کہ کوئی شریف خاندان کی عورت اپنے والد محترم- جو ایک صحابی بھی ہیں- کے لیے ایسے کلمات زبان پر لاسکتی ہے؟

(اعلام النساء ج: ۴ ص: ۲۵۲، کتاب بلاغات النساء ص: ۱۳۰، البدایہ والنہایہ ج ۵، ص: ۲۹، اور ص: ۱۰۵، الکامل فی اللغۃ والادب ج ۱ ص: ۲۰۵)

اَسلاف

﴿۵۳﴾ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ

نام ونسب اور ولادت: شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا بن یحییٰ کاندھلوی مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ: ۱۱/رمضان المبارک شب پنج شنبہ ۱۳۱۵ھ کو اپنے وطن ''کاندھلہ'' میں پیدا ہوئے، والد ماجد مولانا محمد یحییٰ صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے خصوصی شاگرد تھے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ مشہور شیخ طریقت اور عالم گیر شہرت کے حامل محدث ومصنف اور مظاہر علوم سہارنپور کے شیخ الحدیث تھے، جس کی تفصیلات سوانح عمریوں میں موجود ہے۔

تعلیم وتربیت: ڈھائی سال کی عمر تک کاندھلہ میں رہے، ۱۳۱۸ھ میں اپنے والد کے ساتھ ''گنگوہ'' گئے، وہیں ''مظفر نگر'' کے ایک صالح آدمی ڈاکٹر عبدالرحمٰن سے ''قاعدہ بغدادی'' پڑھا، حفظ کی تکمیل کے ساتھ اردو وفارسی کی متعدد کتابیں والد صاحب سے پڑھیں، فارسی کی زیادہ تر کتابیں عمِ محترم مولانا محمد الیاس رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھیں، ۱۳۲۸ھ مظاہر علوم میں داخل ہوئے، جہاں جملہ علوم وفنون کی تعلیم مکمل کی، دورۂ حدیث کی اکثر کتابیں مظاہر علوم ہی میں اپنے والد صاحب سے پڑھیں، ان کی وفات کے بعد بخاری وترمذی اپنے استاذ وشیخ مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھیں۔

تدریسی خدمات: یکم محرم ۱۳۳۵ھ سے مظاہر علوم میں تدریس کا سلسلہ شروع کیا، اُس وقت آپ کی عمر بیس سال کی تھی، ۱۳۴۱ھ مطابق: ۱۹۲۳ء میں بخاری شریف جلد اول کی تدریس کی ذمہ داری دی گئی، جب کہ ۱۳۷۴ھ مطابق: ۱۹۵۵ء میں بخاری کی دونوں جلدیں اور ابوداؤد کی تدریس تفویض ہوئی، ۱۳۴۱ھ سے ۱۳۸۷ھ تک آپ نے حدیث شریف کا درس دیا اور ہزاروں تشنگانِ علم سیراب ہوئے۔

تصوف وسلوک: معرفت وسلوک میں آپ کو مولانا خلیل احمد سہارنپوری

رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت واجازت حاصل تھی، دورِ آخر میں خَلق کا جو رجوعِ عام آپ کی طرف تھا، اُس کی نظیر کسی اور صاحبِ معرفت عالم کے یہاں نہیں ملتی، ایک دنیا آپ سے مستفیض ہوئی۔

تالیف وتصنیف: اس کے علاوہ گراں مایہ تصنیفات آپ کے قلم سے نکلیں، جن میں ''اوجز المسالک''، ''لامع الدراری'' اور ''جزء حجۃ الوداع'' کے علاوہ، تبلیغ ودعوتی کتابوں کا مکمل کتب خانہ ہے (جن میں سب سے زیادہ مشہور ومعروف ''فضائل اعمال'' بھی ہے)، کل تعداد تالیفات: ۸۳ رہیں۔

وفات: اواخرِ عمر میں مدینۂ منورہ منتقل ہو گئے تھے، جس کی خاک کا پیوند ہونے کی آپ کو انتہائی آرزو تھی، اللہ تعالیٰ نے یہ آرزو پوری کر دی، یکم شعبان ۱۴۰۲ھ مطابق: ۲۴ر مئی ۱۹۸۲ء بروز پیر بوقت شام تقریباً پونے چھ بجے، مدینۂ منورہ میں داعی اجل کو لبیک کہا اور جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔ (وہ کوہ کن کی بات……ص:۲۱۱)

﴿۵۴﴾ حضرت مولانا ظفر احمد تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

نام ونسب: مولانا ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ، آپ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے حقیقی بھانجے تھے، دیوبند کے محلہ دیوان میں آبائی مکان تھا، چوں کہ بچپن ہی سے ننھیال ''تھانہ بھون'' میں قیام رہا؛ اس لیے دیوبندی کے بجائے تھانوی سے مشہور ہو گئے، آپ دیوان لطف اللہ کی اولاد میں سے تھے، جو دورِ شاہ جہاں میں منصب دیوان پر فائز تھے، آپ کے جدِ امجد شیخ نہال احمد صاحب عثمانی مرحوم نے ''دار العلوم دیوبند'' کے لیے وہ زمین وقف کی تھی جس پر آج دار العلوم کی عمارت ہے۔ شیخ نہال احمد صاحب، بانئ دار العلوم دیوبند حجۃ الاسلام حضرت مولانا قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے بہنوئی اور رفیقِ خاص تھے۔

تعلیم وسلوک: حضرت علامہ رحمۃ اللہ علیہ نے ابتدائی تعلیم کے بعد سہارنپور سے فراغت حاصل فرمائی، اور مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ کے مخصوص اور معتمد علیہ تلامذہ اور خلفاء میں سے ہوئے۔

تعلیمی، تدریسی اور ملی خدمات: دورِحدیث شریف کی تکمیل کے بعد ۱۳۲۹ھ میں مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور میں مدرس ہوئے؛ البتہ ۱۳۳۹ھ میں جب حج سے واپسی ہوئی اور حضرت حکیم الامت قدس سرہ نے آپ کو تھانہ بھون تدریس وتصنیف کے لیے بلوالیا۔ حضرت حکیم الامت کو آپ کے علم وفضل پر بڑا اعتماد تھا، حضرت ہی کی زیرِ نگرانی ''اعلاء السنن'' نامی بیس ضخیم جلدوں پر مشتمل مستدلاتِ حنفیہ کا وہ شاہکار ''انسائیکلوپیڈیا'' تیار فرمایا، کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے مارے خوشی خود اپنی چادر انہیں اڑھا دی اور فرمایا: ''علمائے احناف پر امامِ ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا بارہ سو برس سے قرض چلا آرہا تھا، الحمدللہ! آج اَدا ہوگیا''۔ آپ نے اس طرح بے شمار تالیفات، علمی تحقیقات کو سپردِ قلم فرمایا۔

آپ ''مسلم لیگ'' کے شدید حامی تھے، تقسیم کے بعد پاکستان تشریف لے گئے، اور دارالعلوم ٹنڈو الہ یار سندھ کے شیخ الحدیث ہوئے، اور وفات سے چند روز تک بخاری شریف کا درس دیتے رہے۔

وفات: ۲۳/ذی قعدہ ۱۳۹۴ھ مطابق: ۸/دسمبر ۱۹۷۴ء میں وفات پائی۔

(دارالعلوم دیوبند کی پچاس مثالی شخصیات ص: ۱۸۰، لالہ وگل ص: ۲۳۷)

(۵۵) حضرت صدیق حسن خان بھوپالی رحمۃ اللہ علیہ

نام ونسب اور ولادت: ابوطیب، صدیق حسن بن اولاد حسن بن اولاد علی الحسینی البخاری القنوجی۔ آپ سادات میں سے ہیں، ولادت بروز یک شنبہ ۱۹/جمادی الاولیٰ ۱۲۴۸ھ میں بمقام ''بانس بریلی'' ہوئی، پھر وہاں سے آپ کی والدہ ''قنوج'' ددھیال لے آئی۔ جب آپ چھ سال کے ہوئے تو والد صاحب کی وفات ہوگئی، والدہ صاحبہ نے اپنے اِس یتیم بچہ کی تربیت فرمائی۔

تعلیم وتدریس: ابتدائی تعلیم اپنے بھائی احمد حسن سے حاصل فرمائی، اس کے

بعد فرخ آباد اور کانپور میں متوسطات کی تعلیم حاصل کرتے ہوئے ۱۲۶۹ھ میں دہلی تشریف لے گئے، اور وہاں مشہور و معروف مفتی استاذ الاساتذہ حضرت مولانا صدرالدینؒ سے علومِ آلیہ و عالیہ کی امہاتِ کتب (مختصر المعانی، سلم العلوم، شمس بازغہ، اقلیدس، دیوان متنبی، بیضاوی، صحیح بخاری وغیرہ) پڑھیں۔

بعد میں بھوپال واپسی ہوئی، اور وہیں تدریس کا آغاز فرمایا؛ البتہ پڑھاتے ہوئے قاضی زین العابدین الانصاری الیمانی سے بقیہ کتبِ ستہ کو بڑی عرق ریزی سے پڑھا، نیز سفر حجاز کے دوران شیخ محمد یعقوب مہاجر مکیؒ (برادر شاہ اسحاق محدث دہلویؒ) اور شیخ عبدالحق بن فضل الہندی سے بھی اجازت حدیث حاصل فرمائی، منقولات و معقولات؛ ہر دو میں بڑی دسترس حاصل تھی۔

تصنیفی خدمات: تدریس و خطابت کے علاوہ تصنیف و تالیف میں یکتائے زمانہ تھے، ایک ہی دن میں کئی کئی صفحات تالیف فرمالیتے تھے، اللہ تعالیٰ نے آپ کو حیات ہی میں قابلِ رشک شہرت و مقبولیت عطا فرمائی۔ بعض مسیحیین نے آپ پر یہ الزام تراشا ہے کہ ثروت و ریاست کے زور پر بہت سی نادر کتابوں کو اپنی جانب منسوب کرلیا؛ مگر یہ بے بنیاد باتیں ہیں، محققین جو آپ کی تالیفات کے اسلوب سے واقفیت رکھتے ہیں وہ ان امور کو بخوبی سمجھ سکتے ہیں۔

علامہ محمد منیر دمشقی مصری فرماتے ہیں کہ: آپ کے علم و فن کی نادر خدمات روزِ روشن کی طرح عیاں ہے، جس پر آپ کے نقوشِ قلم ہمیشہ شاہد رہیں گے، گو حاسدین، کمزور عقل والے ازراہِ عناد انکار کرتے رہیں۔

آپ کی تصنیفات کی تعداد دو سو بائیس ہیں، چھوٹے چھوٹے رسائل کو بھی شمار کیا جائے تو تین سو ہوجاتے ہیں: فتح البیان، عون الباری، التاج المکلل، نزل الابرار، الاربعین فی الاخبار المتواترۃ، اتحاف النبلاء، ابجد العلوم وغیرہ مشہور ہیں۔

آزمائشی دور: زندگی میں اکابر کی روایات کے مطابق مختلف حالات پیش

آئے، بھوپال سے ٹونک کی جلاوطنی اور حکومت کی جانب سے ملے ہوئے اعزازات وتمغات کی ضبطی، معاصرین کی کرم فرمائیاں وغیرہ ناگفتہ بہ احوال سے دوچار ہونا پڑا؛ مگر صبر وتحمل نے ان سارے مشکل مراحل سے آپ کو بآسانی گزار دیا، ملکۂ بھوپال (جن کے سابق شوہر نواب باقی محمد خاں تھے) سے آپ کا نکاح ہوا۔

احوال ومناقب: (۱) علامہ عبدالحیٔ الکتانی نے اپنی کتاب ''فہرس الفہارس والاثبات'' میں صاحب عون الودود سے یہ نقل کیا ہے کہ: آپ اپنی صدی کے مجدد تھے۔

(۲) خلوص کا یہ حال تھا کہ جب آپ کو نابغۂ روزگار امام المنقول والمعقول نمونۂ محدثین علامہ عبدالحیٔ بن عبدالحلیم لکھنوی رحمۃ اللہ علیہما کے وفات کی اطلاع پہنچی (دونوں کے درمیان زبردست علمی مباحثہ کا ایک لمبا سلسلہ تھا، حتی کہ ہر ایک نے دوسرے کی تردید میں رسائل بھی لکھے ہیں)، تو آپ کے صاحبزادہ سید علی حسن کے بیان کے مطابق: یہ روح فرسا خبر سنتے ہی از راہِ افسوس پیشانی پر ہاتھ رکھتے ہوئے سر جھکا دیا، کچھ دیر بعد سر اٹھایا تو آنکھیں اَشک بار تھیں اور مرحوم کے لئے دعاء خیر کے جملے زبان پر جاری وساری تھے، آپ نے فرمایا آج تو علم کا سورج غروب ہوگیا، ہمارا ان سے اختلاف تحقیق کے دائرہ میں تھا، اس کے بعد جم غفیر کے ساتھ نمازِ جنازہ غائبانہ طور پر ادا فرمائی۔

(۳) مال ودولت کو کارہائے خیر میں خرچ فرمایا کرتے تھے، چنانچہ خطیر رقم سے کتابیں چھپوا کر علما میں تقسیم فرماتے، چنانچہ اس زمانہ میں ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کی ''فتح الباری'' مصر میں پچاس ہزار روپیہ کی لاگت پر چھپوائی، اور اربابِ علم وفضل کی خدمت میں بطور تحفہ پیش کی۔

حیرت انگیز انقلاب: اس وقت کے بزرگ امام فضل الرحمٰن بن اہل اللہ البکری المرادآبادی کے ساتھ بہت ہی زیادہ قلبی محبت تھی؛ بلکہ ان کی منقبت ومدح میں فرماتے کہ: وہ تو علمائے ربانیین میں سے ہیں، اتباعِ سنت اور زہد وتقویٰ میں ان کی کوئی مثال نہیں

ہے- وغیرہ وغیرہ-

ایک مرتبہ تو بھوپال تشریف لانے کی دعوت پیش کی؛ مگر شیخ نے عذر پیش کیا اور اپنا عمامہ بطور تحفہ آپ کو عنایت فرمایا، نیز برکت اور حسن خاتمہ کی دعا دیتے ہوئے استغفار پر مداومت کی تلقین فرمائی، جس کا یہ اثر ہوا کہ آپ نے فی الفور تسبیح تھام لی۔ چنانچہ علامہ کے صاحبزادے سید نورالحسن فرماتے ہیں کہ: جب میں نے پہلی مرتبہ والد محترم کے ہاتھ میں تسبیح دیکھی، تو بڑا تعجب ہوا اور وجہ دریافت کی، انہوں نے فرمایا کہ: میں نے اپنے شیخ کے کہنے کے مطابق استغفار کو لازم کرلیا ہے۔ صاحب نزہۃ الخواطر فرماتے ہیں کہ یہ درحقیقت شیخ موصوف کی کرامت تھی کہ جن کی برکت سے آپ میں ایک انقلاب پیدا ہوگیا۔

استغفار کے انوارات ایسے ظاہر ہوئے کہ آخر عمر میں نامناسب امور میں تبدیلی پیدا ہوگئی، آپ ائمۃ الفقہ والتصوف کے سلسلے میں جس بدظنی کے شکار ہوگئے تھے، اس سے توبہ کر لی؛ یہی وجہ ہے کہ آپ نے شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''فتوح الغیب'' کا ترجمہ فرمایا، جس کا نام آپ نے ''مقالات الاحسان'' رکھا، اور یہی آپ کی آخری تصنیف ہے۔

آخری لمحات اور وفات: آپ کی وفات کا واقعہ بھی بڑا عجیب ہے کہ آپ کو استسقاء کی بیماری لاحق ہوئی اور یہ مرض ایسا بڑھا کہ نسیان اور بے ہوشی کے شکار ہوگئے؛ مگر اُس وقت بھی تصنیف وتالیف میں مشغول رہنے والی انگلیوں کے پوروے حرکت کرتے رہتے تھے، یہاں تک کہ وفات کی رات میں شیخ ذوالفقار احمد مالوی (جو آپ کے خاص متعلقین میں سے تھے) سے دریافت فرمایا کہ: ''مقالات الاحسان'' چھپ چکی؟ انہوں نے بتایا: چھپنے کے قریب ہے، ایک آدھ روز میں پہنچ جائے گی۔ سنتے ہی اللہ کا شکر ادا کیا، فرمایا: آج مہینے کی آخری تاریخ ہے اور یہ ہماری آخری تالیف!............

پھر جب آدھی رات ہوئی تو آپ کی زبان پر ''أُحِبُّ لِقَاءَ اللهِ'' کے کلمات جاری ہوئے، پانی طلب کیا اور کچھ ہی دیر کے بعد جان، جاں آفریں کے سپرد ہوگئی۔

آپ کی وفات ۲۹/ جمادی الاخریٰ ۱۳۰۷ھ میں ہوئی، کل عمر: ۵۹/ سال تین ماہ

چھ دن کی ہوئی۔ ایک جم غفیر نے آپ کی نمازِ جنازہ پڑھی؛ بلکہ تین بار نمازِ جنازہ پڑھی گئی، اس وقت کی انگریز حکومت نے سرکاری اعزازات کے ساتھ تدفین کا ارادہ کیا؛ مگر آپ نے وصیت نامہ میں سنت طریقے پر دفن کیے جانے کی تاکید کر رکھی تھی، لہٰذا اسی پر عمل ہوا۔

(الاعلام ج:۸،ص:۲۰۲ تا ۲۱۰،مقدمہ ابجد العلوم ص:۵/تا۱۱)

﴿۵۶﴾ حضرت مولانا احمد لولات صاحب رحمۃ اللہ علیہ

نام ونسب اور ولادت: آپ کا نام: احمد، والد کا ابراہیم اور والدہ کا خدیجہ تھا۔ دادا کا نام: آدم تھا۔ آپ کی ولادت ۱۹۴۴ء میں ہوئی۔ صوبۂ گجرات کے ضلع بھروچ کے ''رویدرا'' نامی مردم خیز گاؤں کے باشندے تھے۔

تعلیم: ابتدائی تعلیم وہیں پائی، پھر اپنے ننھیال ''ہتھورن'' میں قرآن پاک حفظ فرمایا، وہاں سے دار العلوم اشرفیہ راندیر اور دار العلوم آنند میں عربی چہارم تک کی تعلیم حاصل فرما کر مظاہر علوم سہارنپور تشریف لے گئے۔ دورِ طالبِ علمی میں ممتاز طلبا میں آپ کا شمار تھا، صحیح بخاری شریف محدث کبیر عارف باللہ حضرت شیخ یونس صاحب دامت برکاتہم سے پڑھی، اسی سال شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحبؒ نے تدریسی سلسلہ کو موقوف فرما دیا تھا، پھر بھی حضرت کے دولت کدہ (کچے گھر) پر بعد العشاء تشریف لے جاتے اور وہاں آپ سے ''مشارق الأنوار'' پڑھتے، اس طرح آپ کو ان سے بھی شرفِ تلمّذ حاصل ہوا۔

تصوف وسلوک: حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ مبارک پر بیعت فرما کر سلوک وتصوف کی راہ کو طے فرماتے ہوئے قلیل مدت میں اجازت وخلافت سے مشرف ہوئے، اور حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے خاص الخاص خدام میں آپ کا شمار ہونے لگا؛ حتی کہ بیعت کے کلمات آپ ہی تلقین فرماتے۔

تدریسی خدمات: فراغت کے بعد مکتب سے تدریسی سلسلہ جاری

فرمایا، چھ ماہ قریب کے گاؤں ''دیوا'' میں مکتب پڑھانے کے بعد مقامات مختلفہ (وڈالی، مدراس، کچھ بھوج وغیرہ) کے دارالعلوم سے منسلک ہوئے، اخیر میں دارالعلوم بروڈہ میں تقریباً پندرہ سال صحیح بخاری کا درس دیا، آپ کے ہاتھوں یہاں جامع صحیح بخاری کا سلسلہ جاری ہوا، بڑے ہی صاحبِ ورع وتقویٰ تھے، اور سادگی ان کی طبیعت میں رچی بسی تھی، جن کی تفصیلات کے لیے ایک دفتر درکار ہے، مختصراً یہ کہتے ہوئے اکتفاء کیا جارہا ہے:

أَعِدْ ذِكْرَ نُعْمَانَ لَنَا أَنَّ ذِكْرَهُ

هُوَ الْمِسْكُ مَا كَرَّرْتَهُ يَتَضَوَّعُ

وفات وعمر: تقریباً ۵۷/سال کی عمر پاکر ۸/ذی القعدہ ۱۴۲۱ھ مطابق: ۳/فروری ۲۰۰۱ء کو بموضع بروڈہ بوقتِ عصر اللہ کو پیارے ہوگئے۔ نَوَّرَ اللّٰہُ مَرْقَدَهُ وَبَرَّدَ مَضْجَعَهُ (آمین)

﴿۵۷﴾ حجاج بن یوسف ثقفی

نام ونسب اور ولادت: حجاج بن یوسف بن الحکم بن ابی عقیل بن مسعود بن عامر بن معتب بن مالک الثقفی۔ کنیت: ابو محمد تھی۔ ولادت ۴۰ھ یا ۴۱ھ میں ہوئی۔ والدہ کا نام: فارعہ بنت ہمام بن عروہ بن مسعود ثقفی تھا، حجاج خلقتاً چندھیا تھا۔

مذمت وعیوب:

اجمالی خاکہ: اپنے زمانہ کا وہ مشہور ومعروف ظالم وفاسق تھا، جس کے لیے علامہ ذہبیؒ نے ''سیر اعلام النبلاء'' میں یہ کہا ہے:

''كَانَ ظَلُومًا جَبَّارًا، خَبِيْثًا سَفَّاكًا لِلدِّمَاءِ، فَنَسُبُّهُ وَلَا نُحِبُّهُ بَلْ نُبْغِضُهُ فِي اللهِ، فَإِنَّ ذٰلِكَ مِنْ أَوْثَقِ عُرَى الْإِيْمَانِ، وَلَهُ حَسَنَاتٌ مَغْمُوْرَةٌ فِيْ بَحْرِ ذُنُوْبِهِ، وَأَمْرُهُ إِلَى اللهِ، وَلَهُ تَوْحِيْدٌ فِي الْجُمْلَةِ وَنُظَرَاءُ مِنْ ظَلَمَةِ الْجَبَابِرَةِ وَالْأُمَرَاءِ'' بڑا ہی ظالم وجابر، خبیث وخوں ریز تھا، ہم اس کی مذمت کرتے ہیں،

اس کو پسند نہیں کرتے؛ بلکہ اللہ کے خاطر اس سے نفرت کرتے ہیں، اور ایسا کرنا ہی
ایمان کے مضبوط کڑے کو تھامنا ہے۔ یقیناً اس کی بہت سی نیکیاں ہیں؛
مگر گناہوں کے سمندر میں سب ڈوب گئیں، اس کا معاملہ خدا کے حوالہ ہے،
فی الجملہ یہ توحید کا حامل تھا؛ مگر ظلم وستم ڈھانے والے سلاطین وامراء کا نمونہ تھا۔

سیر کے اِس متن کی وضاحت امام ذہبیؒ کی ''تاریخ الکبیر'' نیز دیگر کتبِ تراجم میں مختلف اقوال واحوال کی روشنی میں مفصل موجود ہے۔

سیاہ کاریوں کی تفصیلات: (۱) جب منبر پر خطبہ دینے کھڑا ہوتا، تو قصداً خطبہ کو اتنا طویل کرتا کہ اکثر نماز میں تاخیر ہوجاتی تھی، حد تو یہ کہ تنبیہ کرنے کے باوجود اپنی حرکت سے باز نہ آتا۔ چنانچہ ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ مسجد میں خطبہ دیتے ہوئے شام کردی، حضرت ابن عمرؓ نے اس کو للکارا: ''أَيُّهَا الرَّجُلُ! الصَّلٰوۃَ'' ارے! نماز کا وقت ہو چکا......مگر اس نے حضرت کو بٹھادیا، کچھ دیر بعد حضرت نے پھر دوبارہ ٹوکا، تو پھر بٹھادیا، ایسا تین مرتبہ ہوا، بالآخر اس نے نماز پڑھائی، اور فارغ ہوتے ہی حضرت ابن عمرؓ سے باز پرس کرنے لگا کہ: آپ کو ٹوکنے کی جرأت کیسے ہوئی؟ حضرتؓ نے فرمایا: ہم نماز کے لیے پہنچتے ہیں؛ لہٰذا جب وقت ہوجائے تو نماز پڑھایا کر، پھر اس کے بعد مینڈک کی طرح تو اپنا ٹرٹر کرتا رہ۔

مالک بن دینارؒ فرماتے ہیں کہ: جب ہم اس کے پیچھے نماز پڑھتے، تو ہماری نظر اکثر دھوپ پر رہتی تھی، جب اسے پتہ چلا، تو کہنے لگا کہ: تم لوگ ادھر اُدھر کیوں دیکھتے پھرتے ہو؟ اللہ تمہاری آنکھوں کو اندھی کرے، ہم کوئی سورج، چاند، کنکر، پتھر، ڈھیلے وغیرہ کو سجدہ نہیں کرتے۔

(۲) صلحاء حتی کہ صحابہ کے ساتھ بھی بڑی گستاخی کا معاملہ کرتا پھرتا۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے بارے میں اس نے یہ بکواس کی کہ: بخدا! اگر میں قبیلہ ہذیل کے اس غلام کو پاتا تو اس کی گردن ماردیتا۔ نیز کہا: اب کے بعد میں کسی کو ابن مسعودؓ کی قراءت پڑھتے نہ سنوں، اگر کسی نے خلاف ورزی کی تو گردن ماردوں گا؛ بلکہ مصحف سے

قراءتِ ابن مسعود کوخنزیر کی پسلی سے محو کردوں گا، (اس کی یہ بکواس حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی خدمتِ قرآن پر ازراہِ حسد ورقابت، نکیر وتردید کی غرض سے تھی، جس کا سبب یہ تھا کہ حضرت عثمان نے مختلف مصاحف کو جمع کرنے کا ارادہ فرمایا، تو عبداللہ بن مسعودؓ نے اپنا مصحف دینے سے انکار کردیا تھا)۔

ایک مرتبہ حجاج اپنے باپ یوسف اور خلیفۂ وقت مروان کے ساتھ مصر کی ایک مسجد میں پہنچا، اس وقت ''سلیم بن عتر'' نامی وعظ گو پر نظر پڑی، تو بدبخت کہنے لگا: اگر مسجد کی دیوار کے ورے تُو نظر آتا اور مجھے اس پر اختیار ہوتا تو میں اس کی گردن مار دیتا؛ کیوں کہ یہ اور تیرے ہم نوا، اُمراء کی فرماں برداری میں پس وپیش کرتے ہیں؛ یہ سن کر حجاج کے والد یوسف نے حجاج کو برا بھلا کہا اور بتایا: کیا تو نے لوگوں کی زبان پر ان حضرات کا ذکر خیر نہیں سنا؟ پھر بھی تو ایسی بکواس کرتا ہے، بخدا! میرا گمان یہ ہے کہ تو ظالم وبدبخت ہو کر مرے گا۔ ''أَمَا وَاللهِ إِنَّ رَأْيِي فِيكَ أَنَّكَ لَا تَمُوتُ إِلَّا جَبَّارًا شَقِيًّا'' —— باپ کی یہ بددعا ہی اس کی خباثت وشقاوت پر بین دلیل ہے۔

صحیح بخاری میں ہے کہ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو پینترے سے قتل کیا تھا؛ بلکہ حضرت سلمہ بن الاکوعؓ کو بھی کسی بہانے سے قتل کرنا چاہتا تھا؛ اسی لیے اس بدبخت نے حضرت سلمہؓ سے کہا: ایسا لگتا ہے کہ تم نے بیعتِ ہجرت سے ہاتھ کھینچ لیا ہے اور مدینہ چھوڑ کر خانہ بدوش بن گیا ہے (يَا ابْنَ الأَكْوَعِ! اِرْتَدَدْتَّ عَلَى عَقِبَيْكَ تَعَرَّبْتَ) آپ نے فرمایا: نہیں! مجھے تو خود آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بادیہ نشینی کی اجازت فرمائی تھی۔

(بخاری شریف ج:۱،ص:۱۳۲،ج ۲:ص:۱۰۵۰)

(۳) حجاج کو لوگوں کی ایذا رسانی میں بڑا مزہ آتا تھا۔ ایک مرتبہ نماز جمعہ کو جاتے ہوئے ناقابلِ بیان صعوبت ومشقت سے پریشان قیدیوں کی چیخ وپکار سن کر پوچھا: یہ کیا ہے؟ بتایا گیا کہ: شدید گرمی کے سبب قیدیوں کی آہ وبکا ہے۔ تو اس نے قاصد سے کہلوایا: ''اِخْسَئُوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ'' (ارے قیدیو! اسی قید میں پڑے رہو اور مجھ سے

بات نہ کرو۔)

اس واقعہ کے چند ہی دنوں بعد حجاج مر گیا، اس کے مرنے کے بعد سلیمان بن عبدالملک نے ۸۱۰۰۰ (اکیاسی ہزار) قیدیوں کو رہا کیا، جس میں سے اکثر بے قصور اور بے گناہ تھے، ابن عدیؒ فرماتے ہیں کہ: اس میں ۳۰۰۰۰ (تیس ہزار) عورتیں تھیں۔

(۴) اکابر کی نظر میں: [الف] اس درندہ صفت، وحشیانہ وجاہلانہ حرکات واحوال کو دیکھتے ہوئے حضرت اسماء بنت ابوبکرؓ کا فرمانِ رسول کو حجاج پر منطبق کرنا "**طابق النعل بالنعل**" کے مناسب ہے، وہ حدیث یہ ہے کہ: ایک مرتبہ حضرت اسماءؓ نے حجاج سے کہا کہ: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم سے یہ حدیث بیان فرمائی کہ: قبیلۂ ثقیف میں ایک جھوٹا اور تباہی مچانے والا ظاہر ہوگا، سو کذاب (مختار ثقفی) کو تو ہم دیکھ چکے ہیں؛ البتہ تباہی مچانے والا میرے خیال میں تو ہی ہے۔ (صحیح مسلم ۲۵۴۵ ترمذی شریف ص: ۲۳۱۷)

[ب] عبداللہ بن شوذبؒ فرماتے ہیں کہ: حجاج کے مانند کسی کو نہیں دیکھا کہ جس کی لوگوں نے بکثرت اطاعت کی ہو، اور بکثرت جس کی نافرمانی کی گئی ہو۔

[ج] امام عاصمؒ فرماتے ہیں کہ: کوئی معصیت وگناہ ایسا نہیں جس کا اُس نے ارتکاب نہ کیا ہو۔

[د] حضرت سعید بن زبیرؒ سے کسی نے پوچھا کہ: آپ نے حجاج کے خلاف کیوں بغاوت کی؟ جواب دیا: جناب! واللہ اس سے کفر کے ظہور کے بعد ہی میں نے بغاوت کی ہے۔

[ھ] مالک بن دینارؒ حجاج کو من جانب اللہ عذابِ خداوندی سمجھتے تھے، فرماتے ہیں: یہ وہ عقوبت ہے جس کو اللہ نے ہم پر مسلط کیا ہے، اُس کا دفاع تلوار سے نہ کرو، البتہ دعا اور گریہ وزاری کے ذریعہ اس سے بچنے کی کوشش کرو۔

(۵) **اس کے کفریہ کلمات**: یہ شخص بڑا ہی فصیح اللسان تھا، چنانچہ ابوعمرو بن علاء فرماتے ہیں کہ: میں نے حسن بصریؒ اور حجاج سے بڑا فصیح اللسان کسی کو نہیں دیکھا؛ البتہ

حضرت حسنؓ اس سے فائق تھے۔ ابوداؤد شریف میں اس کے زہریلے، ہیجانی خطبات کی کچھ جھلک ''باب شرح السنۃ'' میں موجود ہے، جس میں بنو ہاشم اور بنو امیہ کی آتشِ عداوت کو بھڑکاتے ہوئے حضرت عثمانؓ کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ اور نعوذ باللہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو یہود سے تشبیہ دی، نیز اس کے خطبہ میں یہ ہے ''وَاللّٰهِ لَوْ أَخَذْتُ رَبِيْعَةَ بِمُضَرَ لَكَانَ ذٰلِكَ لِيْ مِنَ اللّٰهِ حَلَالٌ'' کہ قبیلۂ مضر (اصل مجرم) کو سزا دینے کے بجائے قبیلۂ ربیعہ (جو کہ بے قصور تھے) کی گرفت کرتا، تو یہ میرے لیے من جانب اللہ حلال ہے: اسی لیے تو صاحب بذل فرماتے ہیں: ''یہ اس کے کفریہ اقوال ہیں''۔

ادلے بدلے کا دلچسپ واقعہ: یہ یاد رہے کہ جو کوئی صحابہ کرام کی عزت وآبرو، تقدس واحترام سے کھلواڑ کرے، تو وہ ''مَنْ عَادٰى لِيْ وَلِيًّا فَقَدْ آذَنْتُهٗ بِالْحَرْبِ'' کا مصداق بنتا ہے، اور اللہ تعالیٰ ''اَلْجَزَاءُ مِنْ جِنْسِ الْعَمَلِ'' کے مطابق اس کو قعرِ مذلت میں دھکیل دیتے ہیں، اسے سمجھنے کے لیے حجاج کا یہ دلچسپ قصہ ملاحظہ فرمائیں۔

ام ابان ہندہ بنت نعمان بن بشیر الانصاریہ نامی ایک بہت ہی حسینہ، جمیلہ، فصیحۃ اللسان وادیبۃ الزمان خاتون تھی، اُس کا پہلا نکاح روح بن زنباع سے ہوا تھا، اس کے بعد جبراً حجاج نے اس سے دو لاکھ درہم پر نکاح کیا؛ مگر اس کے دل میں حجاج کی نفرت برقرار رہی، ایک مرتبہ آئینہ میں اپنے حسن وجمال اور حجاج کا موازنہ کرتے ہوئے بے ساختہ فی البدیہہ اس کی زبان پر یہ اشعار جاری ہوئے:

وَهَلْ هِنْدٌ إِلَّا مُهْرَةٌ عَرَبِيَّةٌ	✵	سَلِيْلَةُ أَفْرَاسٍ تَحَلَّلَهَا بَغْلٌ
ہندہ نہیں ہے مگر عربی گھوڑی، جو اچھے گھوڑے کی نسل سے ہے جس سے ایک خچر نے نکاح کیا		
فَإِنْ وَلَدَتْ فَحْلًا فَلِلّٰهِ دَرُّهَا	✵	وَإِنْ وَلَدَتْ بَغْلًا فَجَاءَ بِهِ الْبَغْلُ
اب اگر با کمال نر کو جنے تو کیا ہی خوب ہے اور اگر خچر کو جنے تو سمجھ لو کہ خچر سے خچر ہی پیدا ہوتا ہے		

جس وقت یہ اشعار پڑھ رہی تھی، حجاج اچانک کمرے میں داخل ہوا اور اس نے یہ

اشعار سن لیے، تو مارے غصہ کے اسے طلاق دے دی، اور مہر عبد اللہ بن طاہر کی معرفت ادا کردی؛ لیکن غیرت مند عورت نے یہ کہتے ہوئے ابو طاہر کو وہ رقم بطور تحفہ دے دی کہ: ثقیف کے کتے سے نجات کی بشارت سنانے پر میں یہ خطیر رقم تجھے دیتی ہوں۔

اس کے بعد عبد الملک بن مروان کو اس کے حسن و جمال کی اطلاع ہوئی، تو پیغامِ نکاح دیا، عورت نے جواباً ایک تحریر لکھی جس کا مضمون یہ تھا کہ: امیر المؤمنین کو معلوم ہونا چاہئے کہ برتن میں کتے نے منہ ڈال دیا ہے۔ خط پڑھ کر عبد الملک خوب ہنسا اور جواب میں لکھا: ''إِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِيْ إِنَاءِ أَحَدِكُمْ فَلْيَغْسِلْهُ سَبْعًا. إِحْدَاهُنَّ بِالتُّرَابِ فَاغْسِلِي الْإِنَاءَ، يَحِلُّ الْإِسْتِعْمَالُ'' جب کتا برتن میں منہ ڈال دے تو سات مرتبہ اس کو دھویا جاتا ہے، تم بھی برتن کو دھولو، قابلِ استعمال ہو جائے گا۔

ہندہ نے عبد الملک کا جواب پڑھ کر انہیں لکھا کہ: امیر المؤمنین! بخدا! میں اِس شرط کے ساتھ نکاح کے لیے راضی ہوں کہ میری رخصتی کے وقت حجاج ثقفی میری سواری کی نکیل تھام کر معرہ (سوریہ میں ایک شہر کا نام ہے) سے لے کر آپ کے شہر تک مجھ کو پہنچائے، اِس حال میں کہ وہ ننگے پاؤں پیدل چل رہا ہو، نیز وہ اپنے آباؤ اجداد کے اصلی شتربانی لباس (یعنی اونٹ کے چرواہوں کے پوشاک) میں ہو۔ یہ شرط سن کر تو عبد الملک ہنس ہنس کر لوٹ پوٹ ہو گیا اور شرط منظور کرتے ہوئے حجاج کو اس کا مکلف کیا۔ بادشاہ کے حکم کے سامنے حجاج بے بس ہو گیا اور چار و ناچار اُسے امتثالِ امر کے لیے تیار ہونا پڑا۔

چنانچہ حجاج ''ہندہ'' کی رخصتی کے دن حاضر ہوا اور ہندہ کی اونٹنی کی نکیل پکڑے ننگے پاؤں شتربانوں کی ہیئت میں آگے آگے چلنے لگا، ہندہ کے ساتھ سہیلیاں اور خادمات تھیں، چنانچہ موقع کا فائدہ اٹھاتے ہوئے ہندہ اپنی سہیلیوں اور ہیفاء کے ساتھ مل کر طنز اور چٹکی بھرتی رہی، حتی کہ ہیفاء سے کہا: ارے دایا! ذرا محمل کا پردہ ہٹاؤ۔ اس کے بعد حجاج کو دیکھ کر زوروں کے قہقہہ لگائیں؛ یہ دیکھ کر حجاج نے یہ شعر کہا:

فَإِنْ تَضْحَكِيْ مِنِّيْ فَيَا طُوْلَ لَيْلَةٍ	☆	تَرَكْتُكِ فِيْهَا كَالْقَبَاءِ الْمُفَرَّجِ

اگر تو مجھ پر ہنستی ہے تو کوئی بات نہیں کیونکہ مجھے بڑا ہی مزہ آتا ہے جب اس رات کی درازگی کو یاد کرتا ہوں	☆	جس میں میں نے روندتے ہوئے تجھے قبا کی طرح کشادہ کر دیا تھا

اس پر ہندہ نے جواب دیا:

وَمَا نُبَالِیْ اِذَا اَرْوَاحُنَا سَلِمَتْ	☆	بِمَا فَقَدْنَاهُ مِنْ مَالٍ وَمِنْ نَشَبٍ
ہمیں کوئی غم نہیں اگر ہماری جانیں محفوظ رہیں اور مال و دولت فوت ہو جائیں		
فَالْمَالُ مُكْتَسَبٌ وَالْعِزُّ مُرْتَجَعٌ	☆	اِذَا النُّفُوْسُ وَقَاهَا اللهُ مِنْ عَطَبٍ
کیوں کہ مال کو تو کمایا جا سکتا ہے اور عزت واپس آسکتی ہے، جب کہ اللہ تعالیٰ جانوں کو ہلاکت سے محفوظ کر دے۔		

اسی طرح استہزاء اور مذاق اڑاتی ہوئی جب عبد الملک کے شہر سے قریب ہوئی، تو اس ادیبۃ الزمان دلہن نے عجیب وغریب انداز سے اپنی ذہانت وفطانت کا لوہا منوایا کہ حجاج کو منہ کی کھانی پڑی، شاید ایسی تحقیر وتذلیل اس کی کبھی نہیں ہوئی ہوگی، ہوا یہ کہ اس نے چپکے سے ایک دینار نکال کر کے زمین پر ڈال دیا، اور حجاج کو مخاطب کیا: ''**یا جمّال**'' اے شتربان! ہمارا ایک درہم گر گیا ہے، اٹھا کر دے۔

حجاج زمین پر درہم ڈھونڈھنے لگا؛ مگر اسے دینار ہی نظر آیا، تو کہنے لگا: یہاں دینار ہے، درہم نہیں۔ ہندہ نے کہا: نہیں! وہ تو درہم ہی تھا۔ اس نے پھر کہا: ارے! دینار ہی ہے۔ اب موقع پا کر استعارہ کرتے ہوئے کہنے لگی: ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ سَقَطَ مِنَّا دِرْهَمٌ فَعَوَّضَنَا اللهُ دِيْنَارًا'' میں اللہ کا شکر ادا کرتی ہوں، گرا تو میرا درہم تھا؛ مگر بدلے میں اس نے دینار عطا کیا۔ (تجھ حقیر کے بدلے عبد الملک بن مروان جیسے بادشاہِ وقت کی زوجیت کا شرف بخشا) حجاج پوری بات سمجھ گیا، اور بے حد شرمندہ ہو کر خاموش ہو گیا، اور اس سے کوئی جواب نہ بنا۔ اس طرح وہ عبد الملک بن مروان کے پاس پہنچ گئی۔

حجاج کی موت: ابن خلِّکان کے قول کے مطابق: یہ بدبخت ۲۷/رمضان

۹۵ھ میں بمقام واسط مرا، اور پانی بہا کر قبر کے نشانات کو مٹا دیا گیا؛ مگر یہ بھی عجوبہ ہے کہ بوقتِ وفات اس نے اللہ سے دعا کی:

''اے اللہ! مجھے معاف کر دے، لوگوں کا میرے بارے میں یہ خیال ہے کہ آپ مجھے ہرگز معاف نہیں کریں گے''۔

اصمعیؒ کہتے ہیں کہ: بوقتِ موت حجاج کی زبان پر یہ اشعار تھے:

يَا رَبِّ! قَدْ حَلَفَ الْأَعْدَاءُ وَاجْتَهَدُوْا	✵	بِأَنَّنِيْ رَجُلٌ مِّنْ سَاكِنِي النَّارِ
أَيَحْلِفُوْنَ عَلٰى عَمْيَاءَ وَيْحَهُمْ	✵	مَا عِلْمُهُمْ بِكَثِيْرِ الْعَفْوِ سَتَّارِ

اے پروردگار! دشمن پُرزور یہ قسم کھائے ہوئے ہیں کہ میں جہنمی ہوں، یہ اندھی قسم ہے، ان کا برا ہو، کیا ان کو بکثرت معاف کرنے والے ''ستار'' کا علم نہیں ہے؟

حضرت حسن بصریؒ کو جب ان اشعار کا علم ہوا، تو فرمانے لگے: اگر حجاج کو نجات مل سکتی ہے تو شاید اس کلام سے مل جاوے۔

حضرت حسن بصریؒ کو جب حجاج کے مرنے کی خبر پہنچی تو سجدۂ شکر بجالائے۔ حضرت ابراہیم نخعیؒ تو حجاج کے مرنے پر مارے خوشی کے رونے لگے۔

(اعلام النساء ج:۵ ص:۲۵۶ تا ۲۵۹، تاریخ الاسلام ووفیات المشاہیر والاعلام للذہبی ج:۶ ص:۱۷۱، الاصابۃ ج:۵، ص:۳۰۲، سیر اعلام النبلاء ج:۴، ص:۱۸۲، البدایہ والنہایہ ج:۹ ص:۱۰۱، المنتظم فی تاریخ الملوک والامم ج:۶، ص:۳۳۶)

> اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنَا إِذَا عَرِقَ الْجَبِيْنُ وَكَثُرَ الْأَنِيْنُ، وَبَكٰى عَلَيْنَا الْحَبِيْبُ، وَيَئِسَ مِنَّا الطَّبِيْبُ. اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنَا إِذَا وَارَانَا التُّرَابُ، وَوَدَّعَنَا الْأَحْبَابُ، وَفَارَقْنَا النَّعِيْمُ، وَانْقَطَعَ النَّسِيْمُ. اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنَا إِذَا نُسِيَ اسْمُنَا وَبَلِيَ جِسْمُنَا وَانْدَرَسَ قَبْرُنَا وَانْطَوٰى ذِكْرُنَا. اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنَا يَوْمَ تُبْلَى السَّرَائِرُ وَتُبْدَى الضَّمَائِرُ وَتُنْشَرُ الدَّوَاوِيْنُ وَتُوْضَعُ الْمَوَازِيْنُ. آمِيْنَ يَارَبَّ الْعٰلَمِيْنَ.
>
> وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ أَجْمَعِيْنَ.

مصادر و مراجع

۱	صحیح بخاری شریف	۲	صحیح مسلم
۳	سنن ابوداؤد	۴	سنن ترمذی
۵	سنن نسائی	۶	سنن ابن ماجہ
۷	مشکوٰۃ شریف	۸	جمع الجوامع
۹	مسند احمد	۱۰	عمل الیوم واللیلۃ لابن السنی
۱۱	الزیادۃ والاحسان ترتیب صحیح ابن حبان	۱۲	مسند دارمی
۱۳	الفتح الربانی ترتیب بمسند احمد	۱۴	المسند الجامع
۱۵	تفسیر قرطبی	۱۶	تفسیر مظہر
۱۷	تفسیر ابن کثیر	۱۸	معارف القرآن
۱۹	مواہب الرحمٰن	۲۰	فیض القدیر للمناوی
۲۱	فتح الباری	۲۲	مرقاۃ المفاتیح
۲۳	الاصابہ فی تمیز الصحابۃ	۲۴	تہذیب التہذیب
۲۵	اسد الغابۃ	۲۶	حیاۃ الصحابۃ
۲۷	تاریخ الاسلام للذہبی	۲۸	البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر
۲۹	اسماء الصحابۃ والرواۃ	۳۰	إکمال ملحقۃ بمشکوٰۃ
۳۱	سیر أعلام النبلاء	۳۲	المنتظم فی تاریخ الملوک والامم
۳۳	نزھۃ الخواطر	۳۴	إعلام النساء
۳۵	غایۃ النہایۃ فی طبقات القراء	۳۶	مسک الدعاء
۳۷	نزل الابرار	۳۸	گلدستۂ مناجات
۳۹	دعاء کے معجزانہ اثرات واقعات کی روشنی میں	۴۰	ماءِ زمزم

۴۱	آبِ زمزم غذا بھی دوا بھی	۴۲	الفتوحات الربانیۃ
۴۳	سبل الہدیٰ والرشاد	۴۴	مدارج النبوۃ
۴۵	سیر الصحابہ	۴۶	سیرتِ مصطفیٰ
۴۷	امہات المؤمنین	۴۸	دار العلوم دیوبند کی پچاس مثالی شخصیات
۴۹	لالہ وگل	۵۰	وہ کوہ کن کی بات......
۵۱	مقدمہ ابجد العلوم	۵۲	اتحاف السادۃ المتقین
۵۳	النہایۃ لابن الاثیر	۵۴	آپ کے مسائل اور ان کا حل
۵۵ کنز العمال			

منزل

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۙ﴿۱﴾ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۙ﴿۲﴾ مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ ؕ﴿۳﴾ اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ
نَسْتَعِیْنُ ؕ﴿۴﴾ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ۙ﴿۵﴾ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ ۙ۬ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ
عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ﴿۷﴾ آمین

الٓمّٓ ۚ﴿۱﴾ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَیْبَ ۚۛ فِیْهِ ۚۛ ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ ۙ﴿۲﴾ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ
وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ ۙ﴿۳﴾ وَالَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ
قَبْلِكَ ۚ وَبِالْاٰخِرَةِ ھُمْ یُوْقِنُوْنَ ؕ﴿۴﴾ اُولٰٓئِكَ عَلٰی ھُدًی مِّنْ رَّبِّھِمْ ۗ وَاُولٰٓئِكَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۵﴾

وَاِلٰھُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا ھُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ ﴿۱۶۳﴾ اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّھَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِیْ تَجْرِیْ فِی الْبَحْرِ بِمَا یَنْفَعُ النَّاسَ وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ مِنَ
السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ فَاَحْیَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِھَا وَبَثَّ فِیْھَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ ۪ وَّتَصْرِیْفِ الرِّیٰحِ
وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَیْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ﴿۱۶۴﴾

اَللّٰہُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا ھُوَ ۚ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ۚ۬ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ؕ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی
الْاَرْضِ ؕ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ وَمَا خَلْفَھُمْ ۚ وَلَا
یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ ۚ وَسِعَ كُرْسِیُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ وَلَا یَئُوْدُهٗ
حِفْظُھُمَا ۚ وَھُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ ﴿۲۵۵﴾

لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ؕ وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِیْٓ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ یُحَاسِبْكُمْ بِهِ
اللّٰہُ ؕ فَیَغْفِرُ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیُعَذِّبُ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۲۸۴﴾ اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ
اِلَیْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ؕ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ ۟ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ
رُّسُلِهٖ ۟ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ۫ غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَیْكَ الْمَصِیْرُ ﴿۲۸۵﴾ لَا یُكَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا
وُسْعَھَا ؕ لَھَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَیْھَا مَا اكْتَسَبَتْ ؕ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِیْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا ۚ رَبَّنَا
وَلَا تَحْمِلْ عَلَیْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ
وَاعْفُ عَنَّا ۟ وَاغْفِرْ لَنَا ۟ وَارْحَمْنَا ۟ اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْكٰفِرِیْنَ ﴿۲۸۶﴾

شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًۢا بِالْقِسْطِ ۭ لَآ اِلٰهَ اِلَّا
هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝۱۸

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ ۡ وَتُعِزُّ مَنْ
تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ۭ بِيَدِكَ الْخَيْرُ ۭ اِنَّكَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝۲۶ تُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُوْلِجُ
النَّهَارَ فِي الَّيْلِ ۡ وَتُخْرِجُ الْـحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْـحَيِّ ۡ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَيْرِ
حِسَابٍ ۝۲۷

اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَي الْعَرْشِ ۣ
يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهٗ حَثِيْثًا ۙ وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍۢ بِاَمْرِهٖ ۭ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ
وَالْاَمْرُ ۭ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۵۴ اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ۭ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ۝۵۵
وَلَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا وَادْعُوْهُ خَوْفًا وَّطَمَعًا ۭ اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ
الْمُحْسِنِيْنَ ۝۵۶

قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ۭ اَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَاۗءُ الْحُسْنٰى ۚ وَلَا تَجْهَرْ
بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ۝۱۱۰ وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ
يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا ۝۱۱۱

اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ۝۱۱۵ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ لَآ
اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ ۝۱۱۶ وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۙ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ ۙ فَاِنَّمَا
حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ۭ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ۝۱۱۷ وَقُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ۝۱۱۸

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ وَالصّٰۗفّٰتِ صَفًّا ۝۱ فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا ۝۲ فَالتّٰلِيٰتِ ذِكْرًا ۝۳
اِنَّ اِلٰهَكُمْ لَوَاحِدٌ ۝۴ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَرَبُّ الْمَشَارِقِ ۝۵ اِنَّا زَيَّنَّا السَّمَاۗءَ
الدُّنْيَا بِزِيْنَةِ الْكَوَاكِبِ ۝۶ وَحِفْظًا مِّنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ مَّارِدٍ ۝۷ لَا يَسَّمَّعُوْنَ اِلَى الْمَلَاِ الْاَعْلٰى
وَيُقْذَفُوْنَ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ ۝۸ دُحُوْرًا وَّلَهُمْ عَذَابٌ وَّاصِبٌ ۝۹ اِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ فَاَتْبَعَهٗ
شِهَابٌ ثَاقِبٌ ۝۱۰ فَاسْتَفْتِهِمْ اَهُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمْ مَّنْ خَلَقْنَا ۭ اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّنْ طِيْنٍ لَّازِبٍ ۝۱۱

يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
فَانْفُذُوْا ۭ لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ ۝۳۳ فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝۳۴ يُرْسَلُ عَلَيْكُمَا شُوَاظٌ مِّنْ
نَّارٍ ۙ وَّنُحَاسٌ فَلَا تَنْتَصِرٰنِ ۝۳۵ فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝۳۶ فَاِذَا انْشَقَّتِ السَّمَاۗءُ فَكَانَتْ وَرْدَةً

كَالدِّهَانِ ﴿٣٧﴾ فَبِاَىِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٣٨﴾ فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُسْئَلُ عَنْ ذَنْۢبِهٖۤ اِنْسٌ وَّلَا جَآنٌّ ﴿٣٩﴾ فَبِاَىِّ
اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٤٠﴾

لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ؕ وَتِلْكَ
الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ﴿٢١﴾ هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ الْغَيْبِ
وَالشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ﴿٢٢﴾ هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ
الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿٢٣﴾ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ
الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ؕ يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿٢٤﴾

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ قُلْ اُوْحِىَ اِلَىَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْۤا اِنَّا سَمِعْنَا
قُرْاٰنًا عَجَبًا ﴿١﴾ يَّهْدِيْۤ اِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ ؕ وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَاۤ اَحَدًا ﴿٢﴾ وَّاَنَّهٗ تَعٰلٰى جَدُّ رَبِّنَا مَا
اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا ﴿٣﴾ وَّاَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ سَفِيْهُنَا عَلَى اللّٰهِ شَطَطًا ﴿٤﴾

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ﴿١﴾ لَاۤ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ ﴿٢﴾ وَلَاۤ اَنْتُمْ
عٰبِدُوْنَ مَاۤ اَعْبُدُ ﴿٣﴾ وَلَاۤ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ ﴿٤﴾ وَلَاۤ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَاۤ اَعْبُدُ ﴿٥﴾ لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِىَ
دِيْنِ ﴿٦﴾

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ﴿١﴾ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ﴿٢﴾ لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ﴿٣﴾
وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ﴿٤﴾

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ﴿١﴾ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ﴿٢﴾ وَمِنْ شَرِّ
غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ﴿٣﴾ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِى الْعُقَدِ ﴿٤﴾ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ﴿٥﴾

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ﴿١﴾ مَلِكِ النَّاسِ ﴿٢﴾ اِلٰهِ النَّاسِ ﴿٣﴾
مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ ۙ الْخَنَّاسِ ﴿٤﴾ الَّذِىْ يُوَسْوِسُ فِىْ صُدُوْرِ النَّاسِ ﴿٥﴾ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ﴿٦﴾

......تیری کتاب

(مانگتا جا-لیتا جا)

تصنیف لطیف

جناب حضرت مولانا مجتبیٰ صاحب مظاہری
(شیخ الحدیث مدرسہ ہدایت الاسلام عالی پور، گجرات)

اِک حسیں گلدستۂ اذکار ہے تیری کتاب
موتیوں کی خوشنما ذخّار ہے تیری کتاب

بارگاہِ ناز میں جسے ہو عرضِ مدّعا
مؤمنوں کا وہ لبِ اظہار ہے تیری کتاب

جس کے دامن میں چھپے ہیں قیمتی لعل وگہر
اَدعِیَۂ کا وہ حسیں گلزار ہے تیری کتاب

ہوگئی ہے مؤمنوں کے واسطے ڈھال وسپر
اور شیطاں کے لیے تلوار ہے تیری کتاب

اہلِ ایماں کے لیے دنیا میں ہے حصنِ حصیں
دشمنوں کے واسطے للکار ہے تیری کتاب

پڑھنے والوں کے لیے ہے تحفۂ امن واماں
کفر وشر سے برسرِ پیکار ہے تیری کتاب

کاروانِ اہلِ دل کے واسطے ہے رہنما
ظلمتوں میں جلوۂ ضوبار ہے تیری کتاب

دے رہی ہے قاریوں کو دعوتِ عزم ویقیں
ترجمانِ اسوۂ سرکار ہے تیری کتاب

ہیں دعائیں مختلف اوقات کی اِس میں رَقَم
ایک زرّیں مجمع الانہار ہے تیری کتاب

سانپ، بچھو، زہر، زخموں کے لیے تریاق ہے
غمزدوں کی غمر بادلدار ہے تیری کتاب

یہ اضافہ کر رہی قوتِ ایمان میں
معرفت کے باغ کی مہکار ہے تیری کتاب

میکشانِ معرفت کے حق میں ہے جامِ زُلال
مظہرِ فرمودۂ ابرار ہے تیری کتاب

دیکھ کر جس کو سکونِ قلب ہوتا ہے نصیب
وہ حسیں گنجینۂ اسرار ہے تیری کتاب

تیرا نقشِ جاوِداں، دنیا میں ہے اے مجتبیٰ!
مستحقِ مِدحت واشعار ہے تیری کتاب

یہ ولیِّ قاسمِؔ بستویؔ کو ہے پسند
اس کی نظروں میں دُرِشہوار ہے تیری کتاب

نعت پاک

شملہ کے آس پاس، نہ گوا کے آس پاس
ملتا ہے چین گنبدِ خضرا کے آس پاس

تم عشق کیا کروگے کسی مہ جبیں کے ساتھ
عشقِ حقیقی دیکھو صحابہ کے آس پاس

وہ حسن جس کو دیکھ کر شرمائے چاند بھی
گر دیکھنا ہو تو چلیے مدینہ کے آس پاس

صدیق ہوں عمر ہوں کہ عثمان ہوں یا علی
یہ تارے جگمگاتے ہیں آقا کے آس پاس

جھک جھک کے دُف بجاتی ہے بادِ صبا وہاں
چلیے ادب کو سیکھنے طَیبہ کے آس پاس

مجھ کو تلاش نہ کرو بازارِ ہند میں
دل میرا کھو گیا ہے مدینہ کے آس پاس

طائر نے نعت لکھی ہے جو اے میرے خدا!
اس کو سنانے بھیج دے روضے کے آس پاس

(اکبر طائرؔ پرتاب گڑھی، متعلم: عربی سوم اکل کوا)

ھدیۂ تھنیت

برتصنیفِ لطیف ''مانگتا جالیتا جا''

نتیجۂ فکر: ولی اللہ ولیؔ قاسمی بستوی
(استاذ جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم، اکل کوا، ضلع: نندور بار، مہاراشٹر)

عبادت کا دعا ہے مغز یہ آقا نے فرمایا
دعائیں خوب تم مانگو خدا سے یہ بھی فرمایا

مصائب کے مقابل میں دعا اِک ڈھال ہوتی ہے
دعا سے شخصیت انساں کی مالا مال ہوتی ہے

دعاؤں سے حوادث راستے سے دور ہوتے ہیں
خدا سے مانگنے والے سبھی مسرور ہوتے ہیں

دعائیں ہیں بہت منقول صبح وشام پڑھنے کی
جنھیں بہرِ مسلماں ہے ضرورت عام کرنے کی

کتاب اللہ میں موجود سب نافع دعائیں ہیں
رسول اللہؐ سے منقول سب نافع دعائیں ہیں

خدا کا قول ہے کہ میں دعائیں خوب سنتا ہوں
جو مجھ سے مانگتے ہیں میں انھیں مطلوب دیتا ہوں

خدا نے کہہ دیا میں شہِ رگ سے قریب تر ہوں
برائے پاسبانی میں خرد سے بھی فزوں تر ہوں

حکایتِ سلف منقول ہیں بے حد کتابوں میں
ہوئے بے باک جو دَارَین کے سارے حسابوں میں

ضرورت تھی دعاؤں کی کوئی جامع کتاب آئے
مگر اس کے لیے کوئی مرتِّب کامیاب آئے

خدا نے ''مجتبیٰ'' کو یہ عطا توفیق فرمائی
جنھوں نے اِک کتابِ معتبر تصنیف فرمائی

خدائے پاک سے تو ''مانگتا جا اور لیتا جا''
شرابِ معرفت کے تو لبالَب جام پیتا جا

کتابِ معتبر یہ جو ہوئی جامع دعاؤں کی
کرے گی قاریوں کو مستحق رب کی عطاؤں کی

دعائیں سب ہوئیں ماخوذ قرآں سے حدیثوں سے
حوالے مستند موجود ہیں ساری کتابوں کے

مصنف عالمِ دیں معتبر معلوم ہوتا ہے
محدث عہدِ نو کا دیدہ وَر معلوم ہوتا ہے

''ولیؔ'' کی ہے دعا تصنیف یہ مقبول ہوجائے
مصنف اور قاری کو ثمر محصول ہوجائے